من سمجھاون

مرتبہ

ڈاکٹر سیّدہ جعفر

سلسلہ مطبوعات: ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد (آندھرا پردیش)

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات ابو الکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نمبر (۵)

من سمجھاون

از

شاہ تراب چشتی

مرتبہ

ڈاکٹر سیدہ جعفر

Marfat.com

130516

مطبوعہ

انتخاب پریس — جواہر لال نہرو روڈ — حیدرآباد (اے - پی)

★

ملنے کا پتہ

ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
خیرت آباد - حیدرآباد - ۴

بار اول پانچ سو (۵۰۰)

دسمبر سنہ ۱۹۶۴ ع

Marfat.com

جدِ شفیق مہدی نواز جنگ
کے نام

Marfat.com

Marfat.com

ترتیب

سلسلہ	مضامین	صفحہ
۱	نام	۱
۲	تخلص	۳
۳	لقب گنج الاسرار	۳
۴	وطن	۵
۵	پیدائش	۷
۶	خاندان	۸
۷	اولاد	۱۱
۸	واقعات زندگی اور تعلیم	۱۳
۹	غیب دانی	۱۵
۱۰	علم کی لگن	۱۶
۱۱	خلافت	۱۷
۱۲	فرانسیسوں کا حملہ	۲۰
۱۳	سفر	۲۴

Marfat.com

سلسلہ	مضامین	صفحہ
۱٤	سلسلہ بیعت	۲۸
۱۵	شاہ تراب کے مرشد	۳٦
۱٦	مذہب	۳۸
۱۷	شاگرد	٤۱
۱۸	ہمعصر شعراء	٤۳
۱۹	تصانیف	٤۳
۲۰	ظہور کلی	٤۳
۲۱	گلزار وحدت	۵۲
۲۲	گنج الاسرار	٦۲
۲۳	قصہ مہ جبیں و ملاّ	٦۸
۲٤	نظم گیان سروپ	۷۸
۲۵	غزلیں	۸۱
۲٦	آئینہ کثرت	۸۵
۲۷	حجت الاسلام اور مجموعہ کلام شاہ تراب	۸۷
۲۸	من سمجھاون کے مختلف نسخے	۸۹
۲۹	مخطوطہ الف	۸۹
۳۰	مخطوطہ ب	۹۰

Marfat.com

سلسلہ	مضامین	صفحہ

۳۱ -	مخطوطہ ج	۹۱
۳۲ -	مخطوطہ د	۹۲
۳۳ -	مخطوطہ ہ	۹۴
۳۴ -	مخطوطہ و	۹۴
۳۵ -	من سمجھاون بحیثیت نظم	۹۵
۳۶ -	من سمجھاون کی بحر	۹۸
۳۷ -	من سمجھاون اور مناچے شلوک کی ہیئت کا اختلاف	۹۹
۳۸ -	شری مناچے شلوک	۹۹
۳۹ -	مناچے شلوک اور من سمجھاون	۱۰۶
۴۰ -	من سمجھاون کے حوالے	۱۱۶
۴۱ -	رام داس	۱۱۶
۴۲ -	تصانیف	۱۱۸
۴۳ -	کیسو سوامی یا کیشو سوامی	۱۲۰
۴۴ -	کیسو سوامی کی شہرت	۱۲۲
۴۵ -	کیسو سوامی کے شاگرد	۱۲۳
۴۶ -	رام داس اور کیسو سوامی کی خط و کتابت	۱۲۳
۴۷ -	من سمجھاون میں کیسو سوامی کا حوالہ	۱۲۶

Marfat.com

سلسلہ مضامین	صفحہ
٤٨ ۔ بھیما سوامی	١٢٨
٤٩ ۔ راجہ پرتاب سنگھ	١٣٠
٥٠ ۔ ستوبا مہاراج یا ستوبا سوامی	١٣٣
٥١ ۔ تنجور	١٣٥
٥٢ ۔ من سمجھاون کی ادبی اہمیت	١٣٧
٥٣ ۔ زبان	١٥٧
٥٤ ۔ من سمجھاون کے مختلف مخطوطوں کی بعض خصوصیات	١٦٢
٥٥ ۔ طرز ادا	١٦٤

حصہ نظم

٥٦ ۔ من سمجھاون	صفحہ ١ تا ٥٠
٥٧ ۔ فرہنگ	صفحہ ١ تا ١١

★

Marfat.com

مندرجات

پیش لفظ — ڈاکٹر مسعود حسین خاں صاحب
پروفیسر صدر شعبہ اُردو — الف ـ د
جامعہ عثمانیہ

دیباچہ — ڈاکٹر سیدۃ جعفر
لکچرار اُردو نظام کالج — ھ ـ و

شاہ تراب کے حالات زندگی — ۱ ـ ٤٣

تصانیف — ٤٣ ـ ۸۸

من سمجھاون — ۸۹ ـ ١٦٨

حصہ نظم

من سمجھاون — ۱ ـ ۵۰

فرہنگ — ۱ ـ ۱۱

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

ڈاکٹر مسعود حسین خاں صاحب پروفیسر و صدر شعبہ اُردو جامعہ عثمانیہ

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

(ڈاکٹر مسعود حسین خاں صاحب پروفیسر و صدر شعبۂ اُردو جامعہ عثمانیہ)

⋆⋆

ازمنہ وسطیٰ کے سیاسی زیر بم کے پس منظر میں روحانی سطح پر جو سمجھوتا دو تہذیبوں میں ہوا تھا۔ شاہ تراب کی «من سمجھاون» اسی کا ایک اہم ادبی نقش ہے جو «دور دکن» (تنجور) میں ایک سیلانی صوفی کے قلم نے تحریر کیا تھا۔ روحانی سطح کے اظہار و ابلاغ کے اس زمانے میں ایک سے زائد لسانی وسیلے رہے ہیں۔ شمالی ہندوستان میں کبھی یہ برج بھاشا کا روپ دھار لیتی ہے تو کبھی اودھی کا۔ پنجابی، متھیلی اور راجستھانی بولیاں سب نے اُس نئی «ہند لسانی» آتما کے اظہار میں مدد دی جو کبھی سگن بھگتی کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور کبھی نرگن بھگتی کی کبھی یہ گیان مارگ کی رہرو بن جاتی ہے اور کبھی یہ پریم مارگ کی رہبر۔ یہ تلسی کی آتما ہے اور سورداس کی آتما ہے، کبیر کی بھی ہے نانک کی بھی اور پریم مارگی ملک محمد جائسی کی بھی۔ اسی فضاء میں صوفیوں نے اسلامی تفہیمات کا آغاز کیا اور اس نئی تفسیر کے نکات و نکاشفات بیان کرنے کے لئے ایک نئی زبان اور اسالیب بیان کی تلاش و ضرورت کو محسوس کیا۔ ان انسانیت کے علمبرداروں کو اس بات کی فکر

Marfat.com

ہوئی کہ وہ اسلامی تصورات و عقائد کو ہندو اور ہندوی مصطلحات میں اس طرح پیش کریں کہ وہ طبقہ بھی جو عربی فارسی اصطلاحات سے نا آشنا تھا اسلام کی روح تک پہنچ سکے۔ ''من سمجھاون'' کے مصنف شاہ تراب ان ہی صوفیاء کے سلسلے کی ایک آخری کڑی ہیں۔ اٹھارویں صدی کے وسط میں انہوں نے مرہٹی کے نامور سنت شاعر رام داس کی تصنیف سے متاثر ہوکر یہ اخلاقی نظم تصنیف کی جو ''اصطلاح ہندی مسلمانی ملا'' کا ایک نادر نمونہ ہے۔

اٹھارویں صدی کے وسط کا دکن نئے سیاسی انقلابات اور نو وارد نبرد آزماؤں کی کش مکش کا جولان گاہ بنا ہوا تھا۔ سنہ ۱۷۲۴ع میں سلطنت آصفیہ جنم لے چکی تھی گو اس کا مرکز ہنوز اورنگ آباد میں ہی تھا۔ تنجوٗر کے علاقے پر ایک مرہٹہ خاندان قابض تھا جس کا چوتھا حکمران بر سر تخت تھا جب شاہ تراب وہاں پہنچتے ہیں۔ انگریز اور فرانسیسی آپس میں دست و گریباں تھے۔ سلطنت گولکنڈہ اور بالخصوص بیجاپور کی تباہی کے بعد ''دکنی'' خاندان جوق در جوق میسور اور تامل ناڈ کا رخ کر رہے تھے اور اس طرح دکنی اُردو کی تامل کے علاقے میں توسیع ہو رہی تھی۔ ان علاقوں میں صوفی اپنے نئے مرکز اور تکیے قائم کر رہے تھے۔ دکنیوں اور دکنی اُردو کی ان علاقوں میں کم و بیش وہی حیثیت و حالت تھی جو حضرت امیر خسرو کی ''زبان دہلوی'' کی تین سو برس قبل دکن میں ہوئی تھی۔ عالم گیر کی فتح دکن کے بعد جب شمال کے لسانی اثرات ایک نئی رو میں آنے لگے تو

Marfat.com

اورنگ آباد اور حیدرآباد کا ادبی محاورہ بدلنے لگا لیکن قطب شاہی اور عادل شاہی دکنی اُردو "دور دکن" کے ان علاقوں میں اپنے اصل رنگ میں قائم رہی۔ ازمنہ وسطیٰ کی ہندلمانی تہذیب کا سنگم یہاں اور گہرا ہوگیا اس طرح کہ "رام اور رحیم" کا فرق مٹ کر شاہ تراب کے یہاں صرف "رام" رہ گیا۔

صفت کر اول اوس کی جو رام ہے گا
اوسی رام سوں ہم کوں آرام ہے گا
سدا رام کے نام سوں کام ہے گا
ہمن دھیان اوس کا صبح و شام ہے گا

مذہبی فکر کی سطح پر "رام اور رحیم" کو اس طرح مدغم کرنے کی جرأت شاید ہی کسی دوسرے صوفی نے کی ہو۔ "رام اور رحیم" کبیر کی اصطلاح میں ایک ہی ذات کے دو نام ہیں لیکن صوفیانہ واردات میں دونوں کے فرق کو مٹا کر صرف "رام" کے نام سے یاد کرنا متصوفانہ تصورات کی دنیا میں محض ایک قدم آگے کا معاملہ نہیں بلکہ ایک زبردست جست و جسارت ہے!

شاہ تراب کے فکری و لسانی رشتے دکن کے بیجاپور کے صوفی شعراء برہان الدین جانم اور شمس العشاق سے جاملتے ہیں۔ بلکہ وہ ایک طرح سے شاہ علی جیو گام دھنی گجراتی کے معنوی ہیں اس لئے کہ ہندو اور ہندوی مصطلحات کا استعمال سب سے پہلے انہوں نے بڑے پیمانے پر اپنی تصنیف "جواہر اسرار اللہ" میں برتا ہے، ہر چند ان کی زبان پر برج بھاشا کا لہجہ لگا ہوا ہے۔

Marfat.com

یہ اردو زبان کی بدقسمتی ہے کہ ہمارے محققین نے اس سلسلہ کے ادب پاروں کی ترتیب و تدوین کی جانب توجہ کم دی ہے۔ اس کی کچھ وجہ شاید یہ بھی ہے کہ ان کو صحت کے ساتھ پڑھنے اور مرتب کرنے کے لئے نہ صرف دکنی اُردو کے محاورے بلکہ سنسکرت اور پراکرت سے کم از کم کام چلاؤ ، واقفیت کا ہونا ضروری ہے ، جسکا ہمارے محققین میں فقدان رہا ہے۔

ڈاکٹر سیدہ جعفر کی اس بار آور کوشش پر میں اُنہیں مبارک باد دیتا ہوں اور ایک رفیق شعبہ کی حیثیت سے فخر محسوس کرتا ہوں کہ اُنہوں نے جامعہ عثمانیہ کے شعبہ اُردو میں ، مرحومین پروفیسر وحیدالدین سلیم ، مولوی عبدالحق اور ڈاکٹر محی الدین قادری زور کی قایم کردہ روایات تحقیق کا پوری طرح بھرم رکھا ہے۔ ڈاکٹر سیدہ اس سے قبل اپنے شگفتہ ادبی اسلوب اور متوازن نقطۂ نظر کی بدولت دنیائے ادب میں مقام پیدا کر چکی ہیں۔ زیر نظر تالیف میں اُنہوں نے جس محنت اور دقت نظر کے ساتھ چھ قلمی نسخوں کا مطالعہ اور مقابلہ کر کے اس کا متن تیار کیا ہے اس سے اُن کی تحقیقی صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے۔ جس تلاش و جستجو اور جامعیت کے ساتھ اُنہوں نے شاہ تراب کی سیرت و سوانح کے نقوش کو اُبھارا ہے اور «من سمجھاون» کے ماخذوں کا پتہ چلاتے ہوئے مرہٹی کے سنت کوی رام داس کی تصنف «مناچے شکوک» سے اس کا مقابلہ کیا ہے اس سے بھی ان کے تحقیقی سگھڑ پن کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

میں شعبۂ اُردو جامعہ عثمانیہ کی جانب سے اہل نظر کی خدمت میں ایک ادبی تحفہ اور علمی چیلنج پیش کرتا ہوں۔

مسعود حسین خان (صدر شعبۂ اُردو جامعہ عثمانیہ)

دسمبر سنہ ۱۹۶٤ع

Marfat.com

دیباچہ

زور صاحب مرحوم کی فرمائش پر یہ کتاب میں نے سنہ ۱۹۶۱ء ہی میں مکمل کرلی تھی لیکن بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر اس کتاب کی اشاعت عمل میں نہ آسکی تھی -

شاہ تراب دکن میں چشتیہ سلسلے کے وہ آخری شاعر تھے جنہوں نے شعری تخلیقات کا ایک گران قدر سرمایہ اپنی یادگار چھوڑا ہے - شاہ تراب نے " من سمجھاون " مہاراشٹرا کے عظیم فلسفی اور مشہور شاعر سمرتھ رام داس کی مقبول تصنیف " شری مناچے شلوک " سے متاثر ہوکر لکھی تھی - دکنی ادب میں اس قسم کے شعری کارناموں کی تعداد زیادہ نہیں ہے - شاہ تراب بڑے پُرگو شاعر گزرے ہیں - اُن کے شعری کارنامے خاصی تعداد میں موجود ہیں - شاہ تراب کے حالات زندگی اور ادبی کارناموں پر تحقیقی کام کرنے اور اُنہیں منظر عام پر لانے کی ضرورت تھی -

میں پروفیسر مہندر راج سکسینہ صاحب ، سکریٹری ابوالکلام آزاد اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی ممنون ہوں جن کی توجہ اور دلچسپی کے باعث یہ کتاب طبع ہوسکی ہے - آپ نے اپنے مفید مشوروں سے اشاعت کی مختلف منزلوں میں میری رہنمائی

Marfat.com

فرمائی ہے ۔ پروفیسر مسعود حسین خاں صاحب صدر شعبہ اُردو جامعہ عثمانیہ کا میں خاص طور پر شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس کتاب کا پیش لفظ تحریر فرمایا ۔ میں پروفیسر کلکرنی صاحب ۔ صدر شعبۂ مراہٹی جامعہ عثمانیہ اور خاص طور مسز تھتے صاحبہ لکچرار مراہٹی نظام کالج کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مراہٹی ادب سے متعلق مفید معلومات بہم پہنچائیں ۔ ڈاکٹر حفیظ قتیل صاحب ریڈر شعبہ اُردو جامعہ عثمانیہ اور جناب احمد خاں صاحب درویش کی بھی میں ممنون ہوں جنہوں نی اس کتاب سے دلچسپی کا اظہار کیا اور میری رہنمائی فرمائی ۔

حمیدہ جعفر

دسمبر سنہ ۱۹۶۴ع

حیدرآباد ۔ اے ۔ پی

★

Marfat.com

جنوبی ہند اُجالوں کا دیس ہے - یہاں کی فضاؤں میں صدیوں صوفیوں کا سرمدی نغمہ گُھلتا رہا اور ہدایت کی شمعیں جگمگاتی رہیں - اولیاء اور اصفیاء نے اسی سرزمین پر اخوت کے ابدی نقش چھوڑے - صداقت کے امر گیت گائے اور « عشق » کا پرچار کیا - ان بزرگوں نے تبلیغ و اشاعت کی لگن میں دور دراز مقامات کا سفر کیا اور جس پستی اور بلندی سے گذرے وہاں پھول کھلائے اور موتی بکھیر دئیے - اسی طرح کے ایک جہاں گشت صوفی شاہ تراب بھی تھے جنہوں نے مدراس ، تنجور اور کرناٹک کے بہت سے مقامات کی جادہ پیمائی کی اور رشد و ہدایت کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کردی -

نام | شاہ تراب کا اصلی نام تراب علی تھا - صوفی اور باخدا شخص ہونے کے اعتبار سے وہ شاہ تراب کے نام سے موسوم تھے - شاہ تراب کی تصانیف پر کہیں تراب علی شاہ اور کہیں صرف شاہ تراب لکھا ہوا ملتا ہے - مثال کے طور پر شاہ تراب کی مثنوی « ظہور کلی » کی ابتداء میں لکھا ہوا ہے :-

« این کتاب ظہور کلی است تصنیف حضرت تراب علی شاہ قدس اللہ سرہ[1] » - « گنج اسرار » کے دو نسخے حیدرآباد میں موجود ہیں جن میں سے ایک اسٹیٹ لائبریری اور دوسرا سالار جنگ لائبریری میں دستیاب ہوتا ہے - ایک ہی کتاب کے ان دو نسخوں میں شاہ تراب کا نام مختلف طریقوں سے لکھا ہوا ملتا ہے اول الذکر میں شاہ [illegible] موخر الذکر میں تراب علی شاہ تحریر کیا گیا ہے -

---

۱ - ظہور کل - سالار جنگ لائبریری - تصوف ۱۵۶

Marfat.com

سی طرح «گلزار وحدت» کا جو نسخہ اسٹیٹ لائبریری میں موجود ہے اس پر «تراب دکھنی» تحریر کیا ہوا ملتا ہے اور اسی مثنوی کا جو دوسرا نسخہ علی گڈھ میں انجمن ترقی اُردو کی لائبریری میں موجود ہے اُس پر شاعر کا نام شاہ تراب لکھا گیا ہے ۔ شاہ تراب کی «من سمجھاون» کے مختلف نسخوں پر بھی اُن کا نام مختلف طریقوں سے تحریر کیا ہوا ملتا ہے ۔ اسٹیٹ لائبریری میں «من سمجھاون» کا ایک ایسا نسخہ موجود ہے جس پر شاہ تراب، تراب شاہ اور میاں تراب تینوں طریقوں سے شاعر کا نام لکھا گیا ہے ۔ ادارۂ ادبیات اُردو میں «من سمجھاون» کا جو نسخہ موجود ہے اُس پر شاہ تراب لکھا ہوا ہے اور جامع مسجد بمبئی کے نسخے میں صرف «تراب» تحریر کیا ہوا ملتا ہے ۔

شاہ تراب کے نام کے بارے میں جامع مسجد بمبئی کے کتب خانے کی وضاحتی فہرست کے مرتب کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ اُنہوں نے اُن کا نام «برہمن حسینی» بتایا ہے ۔[1]

اِسی نام کے بعض دوسرے بزرگ بھی گزرے ہیں جن میں پربھنی کے سید تراب الحق[2] ، شاہ تراب علی قلندر کاکوروی[3] ، شاہ ابو تراب یا ابو تراب[4] ، اور شاہ تراب[5] ، متوفی سنہ ۱۳۰۰ھ قابل ذکر ہیں ۔

---

۱ ۔ آئندہ صفحات میں اس کی تفصیل پیش کی جائے گی ۔

۲ ۔ سید تراب الحق کا عرس پربھنی میں ۲۶ ۔ شعبان کو بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے ۔

۳ ۔ تراب علی قلندر کاکوروی «شرائط الوسائط» اور «مطالب رشیدی» کے مصنف ہیں ۔

٤ ۔ ابوتراب کا ذکر «تذکرہ ریاض اعظم» میں موجود ہے ۔ ملاحظہ ہو تذکرہ قلمی ۲٤۳ از سید محمد علی موسوی ۔ اسٹیٹ لائبریری ۔ حیدرآباد ۔

٥ ۔ شاہ تراب متوفی سنہ ۱۳۰۰ھ درگاہ یوسفین حیدرآباد میں مدفون ہیں ۔ وہ شاعر تھے ۔ اُن کی مشہور غزل جس کا مطلع «بنایا پیر مجھکو پیر نے میں پیر کے قربان» ہے اب بھی حیدرآباد کی بعض قوالیوں میں سنائی جاتی ہے ۔

Marfat.com

تخلص | شاہ تراب ، تراب تخلص کرتے تھے - کہیں کہیں ترابی اور بو ترابی بھی ملتا ہے - « گنج الاسرار » کی اہمیت بتاتے ہوئے اس کے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں :—

عجب ہے گنج الاسرار ترابی   کہ ہر ایک بیت ہے اُو انتخابی

یا ایک اور موقعے پر کہتے ہیں : —

ترابی بول اُو تمثیل نادر
کہ ہوے سرِ مخفی جس سوں ظاہر

« گلزار وحدت » میں تصوف کے بعض اسرار و رموز کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :—

تو بس حق و حقیقت کا بیاں بول
تو اب اے بوترابی سب عیاں بول

اسی طرح ایک اور جگہ شاہ تراب اس طرح اپنا تخلص لاتے ہیں :—

جو ہے بو طالبی او بو ترابی
ہوا شیرازہ بند ختم کتابی

لقب - گنج الاسرار | شاہ تراب تصوف ، فلسفہ اور علم رمل کے ماہر تھے - انہوں نے اپنی غیب دانی کے بعض واقعات « [illegible] » میں بھی بیان کئے ہیں - شاہ تراب کے اس علم و فضل سے متاثر ہو کر اُن کے مرشد

Marfat.com

پیر پاشاہ حسینی نے انہیں "گنج اسرار" کا لقب بخشا تھا۔ "ظہور کلی" میں اس واقعے کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں :—

روز جمعہ ماہ رجب وقت شام دی خلافت گنج الاسرار بخشے نام
بھی تخلص اور ملقب ہے تراب گنج الاسرار شاہ فرمائے خطاب

حضرت پیر پاشاہ حسینی اپنے مرید کو گنج الاسرار ہی کے "لقب" سے پکارا کرتے تھے جیسا کہ ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔

کہے سن اے تراب گنج الاسرار رمل جو کچھ کہ سیکھا تونے اک بار
رسالہ اک بنا اس علم کا تون کہ تون ہے معدن اسرار بیچون

شاہ تراب کی کتاب "گنج اسرار" کے اختتام پر جو عبارت لکھی گئی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے لقب سے بھی مشہور تھے چنانچہ اس مخطوطے کے کاتب سید حسن علی نے "گنج اسرار" کے آخر میں لکھا ہے :—

"مرتب شد کتاب گنج الاسرار از تصنیف تراب گنج الاسرار"[1]

شاہ تراب کے شاگرد اور مرید، شاہ معین تجلی بھی اپنی تالیف "ترجمہ دکھنی شرح جام جہاں نما الموسوم بہ فتح المعین و کلام المبین" میں انہیں "گنج اسرار شاہ تراب چشتی" ہی لکھتے ہیں۔[2]

---

۱ ۔ گنج الاسرار ۔ مخطوطہ نمبر ۲۳۲۷ ۔ جدید ۔ اسٹیٹ لائبریری ۔ حیدرآباد ۔

۲ ۔ ملاحظہ ہو ۔ ادعیہ قلمی ۔ ۱۷۳ ۔ صفحہ ۱ ۔ اسٹیٹ لائبریری ۔ حیدرآباد ۔

Marfat.com

وطن | اُردو یا فارسی کے کسی تذکرے سے شاہ تراب کے حالات اور اُن کے وطن کا پتہ نہیں چلتا ۔ کسی ادبی تاریخ یہاں تک کہ "مدراس میں اُردو" میں بھی ایسے کثیرالتصانیف اور پرگو شاعر کا ذکر موجود نہیں ہے ۔ البتہ داخلی شہادتوں سے ہمیں شاہ تراب کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوجاتی ہیں ۔ شاہ تراب مدراس کے علاقے ترنامل کے رہنے والے تھے اور ترنامل میں اُن کا تکیہ بھی تھا ۔ ترنامل بلاپورم یا ولاپورم کڈپڈی لائین پر ساوت انڈین ریلوے کا ایک اسٹیشن ہے جو آگ کے لنگا کی پوجا کیلئے مشہور ہے ۔ یہ مقام "۱۲۰۱۵ طول بلد اور ۷۰۰۰۷ عرض بلد پر واقع ہے اور سطح سمندر سے تین ہزار فٹ بلند ہے ۔ ترنامل میں ایک اونچے پہاڑ کے قریب ایک مندر بنا ہوا ہے جس میں شیوا کی پوجا ہوتی ہے ۔ سمجھا جاتا ہے کہ یہیں پاروتی نے شیوا کو حاصل کیا تھا ۔ اس مندر میں ایک بہت بڑا گنبد ہے جس کی تعمیر وجے نگر کے راجا کرشنا دیوا رایا نے ۱۵۱۶ع میں آغاز کی تھی اور جس کی تکمیل تنجور کے راجا سی وپا نائک نے کی تھی ۔ کرشنا دیوا رایا نے اس مندر میں جو گیارہ منزلہ ہے ہزار ستونوں کا ایک منڈپ بھی تعمیر کروایا تھا ۔ کہا جاتا ہے کہ ارناجری ناتھر نامی ایک مشہور سنت نے یہاں قیام کیا تھا ۔ اس مندر کے مشرقی حصے میں ارناچل یا اناجری[1] کا بھی مجسمہ تراش کر رکھا گیا ہے ۔[2] "گیان سروپ" میں شاہ تراب [illegible]

۱ ۔ ترنامل کے دو بھگت بہت مشہور ہیں ایک تو ارناچل اور دوسرے [illegible] متعلق اکیتا [illegible] اما المعروف بہ سمبا[illegible] ایک مستقل تصنیف [illegible] کتاب نمبر ۱۸۱۴ ۔ عثمانیہ یونیورسٹی لائبریری ۔

۲ ۔ ملاحظہ ہو ساوت انڈین شرائنس ۔ جگدیش ایر صفحہ ۱۹۰ باب ۶ [illegible] مست ایڈ کو مدراس ۔ ۱۹۲۲ع

Marfat.com

اپنے وطن ترنامل ، اس کے مشہور مندر اور سنت ارناجل کے مجسمے کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے

اۓ یاران طرفہ سنو نقل
ہے ارکاٹک میں ترنامل
پن مشہور ہے جس کا دیول
ہور دیول کا دیو ارناجل
اس ارناجل کون مار کھنڈل
او بخش دیوے گا منجے عمل

اسی نظم میں ایک اور جگہ اپنے وطن کے بارے میں لکھتے ہیں :—

ہے ترنامل میں میرا مقام ارناجل ہے کٹھن اصنام

« اے بک آف ساوت انڈیا » کے مصنف جے مارس مالونی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ہر سال جاترا کے موقعے پر ہزاروں کی تعداد میں زائرین یہاں جمع ہوکر پوجا کرتے ہیں[1]

« گنج الاسرار » اور « ظہور کلی » کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترنامل میں شہر سے کچھ فاصلے پر اُن کا تکیہ تھا جہاں اُن کے فرزند غلام مرتضی جس کو وہ فریدالدین کہہ کر یاد کرتے ہیں[2]، تکیہ نشین تھے ۔ « گنج الاسرار » کی سولھویں حکایت میں ایک جگہ شاہ تراب لکھتے ہیں :—

ہے تکیہ جو کہ ترنامل میں میرا وہاں یاراں کئے سب اپنا پھیرا

---

١ ۔ اے بک آف ساوت انڈیا ۔ جے مارس مالونی ۔ صفحہ ١٩٦ ۔ مطبوعہ متھون اینڈ کو ۔ لندن ١٩٢٦ء ۔

٢ ۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی ۔

Marfat.com

اسی طرح «ظہور کلی» میں «حکایت ترنامل و خرابی فوجدار عالم آزار» کی سرخی کے تحت بیان کرتے ہیں کہ کس طرح ترنامل بر حملہ ہونے کی وجہہ سے اُنہیں یہ مقام چھوڑ کر پریشانی اٹھانی پڑی تھی: —

بن میرا تکیہ شہر کے بہار تھا
واں فریدالدین تکیہ دار تھا
. . . . روز سوم چڑھ کے ترنامل کوں آئے
دور سوں آ کر او اپنا داب بھائے
کیا کہوں اپنی خرابی کی خبر
سر بصحرا ہو پھرے جھاڑی بھیتر

پیدائش شاہ تراب کی صحیح تاریخ پیدائش کا علم نہیں ہو سکا۔ اُن کی ایک تصنیف «گیان سروپ» کی کتابت سنہ ۱۱۲۱ھ میں ہوئی ہے[۱]۔ اس میں ایک جگہ شاہ تراب لکھتے ہیں کہ میں نے «گیان سروپ» میں حیات کے رموز و عوامض کی بڑی اچھی طرح وضاحت کی ہے حالانکہ میں ایک کم عمر بھولا بھالا لڑکا ہوں: —

جیوں کنکر چاول ڈھولا ہوں   ہور بھید ابھید سب کھولا ہوں
پھر بالک بالا بھولا ہوں   گن پستک جیو کے تولا ہوں

«گیان سروپ» کا سنہ کتابت ۱۱۲۱ھ ہے اس لئے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ نظم سنہ ۱۱۲۱ھ یا اس سے چند سال قبل کی تصنیف ہے۔ اگر سنہ ۱۱۲۱ھ میں بھی شاہ تراب نے «گیان سروپ» لکھی تھی اور وہ خود کو «بالک» کہتے ہیں تو ہم قیاس کر سکتے ہیں کہ وہ سنہ ۱۱۰۴ھ یا سنہ ۱۱۰۵ھ میں پیدا ہوئے ہونگے۔ ان مندرجہ بالا اشعار کے مطالعہ

۱۔ ملاحظہ ہو۔ مخطوطہ نمبر ۷۷۲۔ ادارہ ادبیات اردو۔

Marfat.com

سے ہم اس نتیجے پر بھی پہنچ سکتے ہیں کہ شاہ تراب نے عنفوان شباب ہی سے شعر گوئی شروع کر دی تھی -

خاندان | شاہ تراب ایک صوفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اُن کے آبا و اجداد بھی صوفی اور « عشق پیشہ » تھے جیسا کہ وہ « ظہور کلی میں ایک جگہ لکھتے ہیں : —

جد و آبا صوفیاہ میرے ہیں سب   تھی محبت پاک اُو از فضل رب

شاہ تراب نے اپنے والد کا نام عبداللطیف خان بتایا ہے اور اپنے بچوں کو اپنے دادا کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت کرتے ہوے اُن کے متعلق لکھتے ہیں : —

پدر میرا مشہور جون آفتاب   او عبداللطیف خان عالی جناب

امیر کرم بخش ابن کریم   سخی و جوان مرد روشن ضمیر

ان اشعار سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ عبداللطیف نے اپنے زمانے میں کافی شہرت پائی تھی اور بڑا نام پیدا کیا تھا - دوسرے یہ کہ وہ بڑے سخی ، نیک اور روشن ضمیر انسان تھے غالباً عبداللطیف نے بحیثیت ایک صوفی اور خدا پرست دیندار کے بھی یہ شہرت اور نیک نامی حاصل کی تھی - شاہ تراب کے اس قول کی روشنی میں کہ ان کا تمام خاندان صوفی تھا - یہ خیال غلط نہیں معلوم ہوتا - غالباً شاہ تراب مغل تھے کیونکہ ایک جگہ اُنہوں نے اپنے بھائی کے نام کے ساتھ مرزا کا لفظ بھی استعمال کیا ہے - اس کا ذکر آگے آئے گا -

Marfat.com

شاہ تراب کی مثنوی « آئینہ کثرت » کے مطالعہ سے اُن کے خاندان کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوتی ہیں - وہ کہتے ہیں کہ اُن کے والد عبداللطیف سبزواری تھے اور یہ کہ وہ اپنے عقائد کے اعتبار سے نصیری تھے[1] - شاہ تراب « آئینہ کثرت » میں اپنے والد کے بارے میں لکھتے ہیں :—

نصیری دیکھو سبزواری تھے اُو
بہ درد حسین اشک جاری تھے اُو
نہ مذہب نہ ملت سے رکھتا تھا کام
تھا مشغول در یاد حق صبح و شام[2]

ان اشعار سے واضح ہوتا ہے کہ شاہ تراب کا آبائی وطن سبزوار تھا - دوسرے یہ کہ اُن کے والد عبداللطیف کو اہل بیت اطہار سے بے حد محبت تھی اور غم حسین میں اُن کی آنکھیں ہمیشہ اشکبار رہتی تھیں - عبداللطیف مذہبی معاملات میں بہت کشادہ قلب اور وسیع النظر واقع ہوئے تھے اور صوفیوں کی طرح « مذہب و ملت » کی قیود سے آزاد تھے - وہ ہر وقت اعمال نیک اور « یاد حق » میں مشغول رہا کرتے تھے -

« آئینہ کثرت » میں شاہ تراب نے لکھا ہے کہ عبداللطیف کا انتقال سنہ ۱۱۱٤ھ میں ہوا تھا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبداللطیف نے عیش و آرام ترک کر کے فقیری اختیار کر لی تھی - اُن کے نام کے ساتھ شاہ تراب نے جو « خان عالی جناب » لکھا ہے اس سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ وہ ایک عزت و اقتدار رکھنے والے شخص تھے - خان غالباً اُن کا خطاب تھا اور وہ پٹھان نہیں تھے - عبداللطیف شہر کے نیک نام امرا میں سے ایک تھے اور وہ بڑی قدر و عزت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے -

۱ - نصیری حضرت علی کو خدا سمجھتے ہیں -

۲ - « آئینہ کثرت » - تصوف - نمبر ۹۷ - صفحہ ۱۲ - کتب خانہ انجمن ترقی اردو علی گڑھ -

Marfat.com

شاہ تراب نے "ظہور کلی" میں اپنے چھوٹے بھائی کا بھی ذکر کیا ہے ۔ اُن کے اصلی نام کا علم نہیں ہو سکا لیکن اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ فال میں ان کا نام مرزا محمد نکلا تھا اور وہ اس نام سے بھی پکارے جاتے تھے ۔ شاہ تراب کا یہ بھائی بڑا خوبصورت ، سرو قد اور جری تھا ۔ اس نے عین عالم جوانی میں قضاء کی تھی ۔ شاہ تراب کو اپنے اس بھائی سے بہت محبت تھی ۔ شاہ تراب یہ تمام باتیں اپنے بیٹے سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :—

تھا برادر خورد میرے پیار کا
ہو گیا ھے وفات اُس یار کا
فال کا مرزا محمد نام اتھا
مثل رستم صاحب صمصام اتھا
خوبصورت سرو قد تھا نوجوان
سو اُسے لے گی قضاء آسمان
سب جہاں تاریک میرے پر ہوا
جب برادر نوجواں مرا موا
اُو تیرے دادا کا روشن نور تھا
مجھکو بھی پیارا بہت مغفور تھا

شاہ تراب کے بھائی مدراس کے علاقے ایلور میں سکونت پذیر تھے اور ایلور ہی سے شاہ تراب کے پاس اُن کے اِنتقال کی خبر خط کے ذریعہ سے پہنچی تھی ۔ شاہ تراب لکھتے ہیں :—

اک بیک آیا جو خط ایلور سوں
قاصد ماتم زدہ لے دور سوں
خط نہ تھا اُو تیر آہ غم اتھا
لفظ ھر اس کا سیاہ غم اتھا

Marfat.com

اولاد | شاہ تراب «ظہور کلی» میں اپنے فرزند غلام مرتضی کا ذکر کیا ہے اور یہ مثنوی اُنہوں نے اپنے بیٹے ہی کو مخاطب کر کے لکھی ہے چنانچہ «ظہور کلی» کی تیسری سرخی «در مذاکرہ سبب نظم کتاب کہ برائے برخوردار غلام مرتضی تصنیف نمودہ» ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ تراب نے یہ کتاب اپنے فرزند کی رھبری اور رہنمائی کے لئے لکھی تھی۔ شاہ تراب کے بیٹے کا اصلی نام غلام مرتضی تھا لیکن اپنی کتابوں میں اُنہوں نے غلام مرتضی کو فریدالدین کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کا سبب بتاتے ہوئے شاہ تراب کہتے ہیں کہ میرا بیٹا اس لئے بھی فریدالدین کہلانے کا مستحق ہے کہ وہ اپنے اوصاف کے اعتبار سے ایک دُرِ یکتا ہے دوسری بات وہ یہ کہتے ہیں کہ میں غلام مرتضی کو اس لئے فریدالدین کہتا ہوں کہ وہ فریدالدین گنج شکر کی طرح سچا صوفی اور عارف باللہ ثابت ہو اور اس کا دل فریدالدین گنج شکر کی طرح محبت الٰہی سے معمور ہوجائے چنانچہ «ظہور کلی» میں اس کے متعلق شاہ تراب کہتے ہیں:—

ہے غلام مرتضی معروف نام
میں فریدالدین کہا ہوں در کلام
جو فریدالدین شکر گنج کے سبب
او پسر پیدا کرے رب کا طلب
ہور دُرِ یکتا کوں کہتے ہیں فرید
ہے دُرِ یکتا او فرزند رشید

شاہ تراب کہتے ہیں کہ جس طرح مولانا روم کو حسام الدین سے خلوص تھا۔ اسی طرح مجھے اپنے فریدالدین سے محبت ہے اور میں

Marfat.com

نے اپنے بیٹے کا نام حسام الدین کی مناسبت سے فریدالدین رکھا ہے ۔ غلام مرتضیٰ کو فریدالدین کہنے میں غالباً یہ تصور بھی شامل ہوگا کہ جس طرح مولانا روم نے حسام الدین کی درخواست پر اپنی مشہور مثنوی لکھی تھی[1] اسی طرح میں بھی فریدالدین کی استدعا پر یہ مثنوی «ظہور کلی» لکھ رہا ہوں[2] چنانچہ وہ کہتے ہیں : —

مولوی کو ن جوں حسام الدین ہے یوں مجھے فرزند فریدالدین ہے

آگے چل کر فریدالدین کو حسام الدین کا شیوہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں : —

اے غلام مرتضیٰ جان تراب
ہے فریدالدین ترا عالی خطاب
معرفت میں بس کہ فرد خاص ہے
تب فریدالدین با اخلاص ہے
تجھ میں شیوہ ہو حسام الدین کا
میں لقب تیرا فریدالدین کہا

غلام مرتضیٰ شاعر بھی تھے ۔ « خلافت نامہ » میں ان کا تخلص شریف بتایا گیا ہے ۔ جب شاہ تراب کے چھوٹے بھائی کا انتقال ہوا تو وہ بڑے دل شکستہ اور غمگین ہوگئے ۔ شاہ تراب لکھتے ہیں کہ اُس زمانے میں وہ بہت آزردہ خاطر رہنے لگے تھے ۔ « ظہور کلی » میں ایک

---

۱ ۔ ملاحظہ ہو سوانح مولانا مولوی روم از شبلی نعمانی ۔ صفحہ ۲۲ ۔ روز بازار الکٹرک پریس بال بازار ۔ امرت سر ۔

۲ ۔ شاہ تراب نے ظہور کلی فریدالدین ہی کی فرمائش پر لکھی تھی اس کا ذکر آگے آئے گا ۔

Marfat.com

جگہ وہ اپنے بیٹے کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ تیرے چچا کی موت نے مجھے بڑا صدمہ پہنچایا ہے اب تو اپنی شاعری کا شغل ترک کرکے میری دلجوئی کر اور میرا غم دور کرنے کی کوشش کر:—

درد دل مج کوں تیرا غمو دیا
عشرت دل چھین کر سارا لیا
چھوڑ دے اب توں خیال شاعری
کر دل غمگین کوں میری دلبری

شاہ تراب نے "آئینہ کثرت" میں اپنی ایک لڑکی فخرالنساء کا بھی ذکر کیا ہے۔

واقعات زندگی اور تعلیم: شاہ تراب کی تعلیم و تربیت ایک صوفی گھرانے میں ہوئی تھی۔ وہ علم رمل، تصوف، حکمت، نجوم و ہیئت اور فلسفے کے ماہر تھے اور ان علوم سے انہیں فطری لگاؤ اور ایک خاص شغف تھا۔ علم رمل پر شاہ تراب نے ایک مستقل کتاب "کنز الاسرار" تصنیف کی تھی اس علم پر شاہ تراب کے عبور کو دیکھ کر ان کے مرشد پیر پاشاہ حسینی نے انہیں "گنج الاسرار" کے لقب سے سرفراز کیا تھا۔ "گلزار وحدت"، "گنج الاسرار" اور "ظہور کلی" میں اکثر جگہ شاہ تراب نے علم رمل سے اپنی غیر معمولی وابستگی کا ذکر کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ رمل تمام علوم میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہے اور اس کی علوم متداولہ میں بڑی اہمیت ہے:—

اگر ہے علم تو علم رمل ہے — رمل کی علم [illegible] عمل ہے
رمل پیغمبراں کا یہ عمل ہے — رمل سے ہاتھ [illegible] دیا عمل ہے

Marfat.com

شاہ تراب نے پیر پا شاہ حسینی سے علم رمل سیکھا تھا اور اس کی طرف اُنہوں نے اکثر جگہ اشارے کئے ہیں۔ «گنج الاسرار» میں شاہ تراب لکھتے ہیں کہ میرے استاد علم رمل میں کامل تھے اور انھوں نے ہی مجھے یہ «پیغمبروں کا علم» سکھایا ہے۔

رمل میں تھے میرے استاد ممتاز   رکھے اعجاز پیغمبر کا سب راز

شاہ تراب نے لکھا ہے کہ پیر پا شاہ حسینی کے علاوہ اس علم کی تحصیل میں وہ شاہ دانیال سے بھی مستفید ہوئے تھے۔ شاہ تراب نے «گنج الاسرار» میں اکثر جگہ شاہ دانیال سے فیضیاب ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شاہ دانیال چشتی کا انتقال بقول غلام سرور مصنف «خزینۃ الاصفیاء» سنہ ۹۹٤ھ میں ہوا تھا اور «گنج الاسرار» ۱۱۷۹ھ کی تصنیف ہے یعنی یہ کتاب شاہ دانیال کے ایک سو پچاسی (۱۸۵) سال بعد لکھی گئی تھی۔ اس صورت میں شاہ تراب کے شاہ دانیال سے براہ راست فیض حاصل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہاں یہ قیاس غلط نہیں کہ تراب نے شاہ دانیال کے رسائل سے ضرور استفادہ کیا تھا۔ تراب شاہ دانیال کے علم رمل کو بہت سراہتے ہیں اور وہ اُنہیں اس علم کا ماہر سمجھتے ہیں شاہ تراب خود کو «منشی اسرار دانیال» کہتے ہیں: —

تراب منشی اسرار دانیال   حکایت نہمی لکھنا ہے فی الحال

★

تراب راز دار دانیال ہوں   رمل کے علم میں صاحب خیال ہوں

۱۔ شاہ دانیال چشتی سید محمد جونپوری کے اُستاد و مرشد اور سید حامد شاہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ انہیں سید حامد شاہ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل تھا اور فیض باطنی میں وہ خواجہ بزرگ معین الدین چشتی سنجری کے رہین منت تھے۔ ملاحظہ ہو خزینۃ الاصفیاء از غلام سرور۔ مطبوعہ ثمر ہند لکھنو۔ ز ۹ ۱٦ فارسی۔ جلد اول صفحہ ٤٤۳۔ اسٹیٹ لائبریری۔ حیدرآباد۔

Marfat.com

«گنج الاسرار» کے آخر میں شاہ تراب لکھتے ہیں کہ میری یہ تصنیف شاہ دانیال ہی کے فیضان کا نتیجہ ہے :—

بفضل حضرت دانیال یارب
شدہ ایں تازہ تصنیفم مرتب
چو شد اتمام ایں منظوم دل شاد
باامداد تُفضل ہائے اُستاد

غیب دانی شاہ تراب نے اپنی اکثر تصانیف میں اپنی غیب دانی کے بھی واقعات بیان کئے ہیں - «گنج الاسرار» میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ کس طرح ایک دفعہ فقراء کی جماعت اُن کے تکیے واقع ترنامل میں آکر مقیم ہوئی تھی اور کس طرح اُنہوں نے اس کے سر گروہ فضل علی اور دوسرے فقراء سے (بزور رمل) آئندہ کے واقعات بیان کئے تھے - اسی طرح «ظہور کلی» میں شاہ تراب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص کا شملہ جس میں موتی اور لعل ٹکے ہوئے تھے کھو گیا تھا شاہ تراب نے اس شخص کی پریشانی پر رحم کھا کر اُسے بتا دیا تھا کہ چور کس طرف لیکر گیا تھا اور اس طرح اس شخص کو اسکا شملہ مل گیا تھا - اپنی اس غیب دانی کی طرف شاہ تراب نے اکثر جگہ اپنے اشعار میں اشارے بھی کئے ہیں :—

اے تراب واقف راز نہان
حال و قال سب کا ہے تیرے پر عیاں

★

ہوں تراب مظہر غیب الغیوب
دفتر اسرار ستار العیوب

★

تراب راز دار عالم غیب
آگے بغیر بول حکمت بانٹے لاریب

Marfat.com

شاہ تراب نے اپنے مرشد پیر پاشاہ حسینی سے منطق ، فلسفہ ، تصوف اور دوسرے علوم متداولہ کی تحصیل کی تھی - اُنہوں نے اپنے علوم کا مبداء اپنے مرشد کو بتایا ہے اور کہتے ہیں : —

مجھے حاصل ہوا علم حسینی کیا تحصل سب رسمی و عینی

علم کی لگن | شاہ تراب کو علم حاصل کرنے کا اتنا شوق تھا کہ اُنہوں نے اپنے وطن ترنامل سے " ملک کرناٹک " کا سفر کیا اور وہاں پہنچ کر اپنے زمانے کے مشہور ولی اور عالم (جو چشتیہ سلسلے کی ایک کڑی تھے) کے آگے زانوے ادب تہہ کیا - شاہ تراب " گنج الاسرار " میں لکھتے ہیں کہ جب میرے مرشد پیر پاشاہ حسینی نے " ملک کرناٹک " میں قیام کیا اور وہیں " قدم رنجا " فرمایا تو میں علم کی لگن میں اپنا وطن چھوڑ کر راستے کی صعوبتوں کو سہتا ہوا اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے فلسفہ ، منطق ، تصوف ، نجوم و ہئیت اور رمل کے علوم سیکھے - شاہ تراب کہتے ہیں کہ بزرگوں اور عالموں کی صحبت میں رہنے کی مجھے ابتداء ہی سے آرزو تھی : —

دکھن میں ملک کرناٹک کو روشن
کئے ہور وانچہ فرمائے اُو مسکن
بزرگان کی مجے صحبت سون تھا شوق
ہمیشہ اُن کی صحبت کا رہا ذوق
فصوص و منطق و علم رمل سب
تصوف کا دیگر بخشے علم سب
کیا مرشد نے سب ظاہر سون ماہر
ہوی علم باطنی بخشا ظواہر
حسینی مرشد ہر دو جہان یار
کیا ہے علم ظاہر سون خبردار

Marfat.com

شاہ تراب کہتے ہیں کہ میرے علم و فضل ہی کی وجہ سے لوگ میری قدر کرتے ہیں اور میں سب کا "منظور نظر" [illegible] ہوا ہوں اور یہ [illegible] مرشد ہی کی رہبری کا نتیجہ ہے

یہی صورت مرشد راہبر ہے [illegible] سب کی پاس منظور نظر ہے

شاہ تراب کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ [illegible] اور یہ کہ عربی اور فارسی زبان [illegible] نے اپنی تصانیف میں مولانا روم کی اشعار [illegible] اور اقوال [illegible] اپنے خیالات کی [illegible] اکثر جگہ پیش کئے ہیں۔ اس کے علاوہ [illegible] واقف تھے "گلزار وحدت [illegible]" [illegible]

[illegible]

خلافت شاہ تراب [illegible] اپنے مرشد سے [illegible] پیر پاشاہ حسینی کہ [illegible] دو اب "عارف باللہ" [illegible] ۱۱۵۰ھ میں پیر پاشاہ حسینی [illegible] کے [illegible] شاہ تراب اس [illegible] [illegible] شام کے وقت [illegible]

[illegible]

Marfat.com

مجھے خلوت میں بلایا اور کہا کہ اے تراب تو میرا سچا مرید اور فرزند ہے - تیری عقلمندی اور علم و فضل کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ « معرفت میں کوئی تیرا ثانی » نہیں ہے اس لئے میں تجھکو اپنا خلیفہ بناتا ہوں - مجھے تجھ سے بڑی محبت ہے اور تو میرا « خلیفۂ خاص الخاص » ہے میں تجھے اپنے تمام مریدوں سے افضل سمجھتا ہوں یہ کہہ کر پیر پاشاہ حسینی نے سر سے پشت تک ہاتھ پھیرا اور خلافت بخشی - اس واقعے کو شاہ تراب اس طرح بیان کرتے ہیں :—

حضرت پیر پاشاہ عالی جناب
ایک دن خلوت منے او آفتاب
اس غلام کمترین کے تئیں بلائے
سر سوں تا پشت اوید قدرت پھرائے
یوں کہے تو سچ میرا فرزند ہے
عاقل و ہوشیار و دانشمند ہے
تجھ کو کرتا ہوں خلیفہ اب میرا
معرفت میں کوئی نہیں ثانی تیرا
توں میرا خلفاء خاص الخاص ہے
مجکوں تیرے سوں بہت اخلاص ہے
جو اہیں خلفاء ہمارے اولیں
میں تجے سب سوں کہا ہوں بہتریں
سب کہا یہ بوید سب او اولیاء
سر کے قربان جان میوں سجدہ کیا

Marfat.com

او ولی عصر مرشد با [illegible]
در سن پنجده و یک صد یک ہزار
روز جمعہ ماہ رجب وقت شام
دی خلافت گنج الاسرار بخشے نام

اسی سال یعنی سنہ ۱۱۵۰ھ میں انہیں مرشد کے حسب [illegible] چھوڑنا پڑا - پیر پاشاہ حسینی نے انہیں تبلیغ [illegible] کی غرض [illegible] کرناٹک جانے کا حکم دیا۔ شاہ تراب نے رخت سفر [illegible] کرناٹک روانہ ہوئے - شاہ تراب پیر پاشاہ حسینی کی خدمت [illegible] موقعے پر ان کی گفتگو کو یوں پیش کرتے ہیں -

جو تیری خدمت کرے گا [illegible]
اور رہے گا تا قیامت [illegible]
جا کے کرناٹک میں [illegible]
[illegible]
جس سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اپنے مرشد سے جدا [illegible]
پاشاہ حسینی کے قدموں [illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

باہم بندھے ہوئے ہوتے ہیں - شاہ تراب نے حسب ذیل اشعار میں اس مکالمے کو اس طرح بیان کیا ہے :—

تب کیا سجدہ کہ اے عالی جناب
کیون جدا کرتا ہے مجکون از رکاب
مین تیری صورت کا عاشق پاک ہون
نام ہجرت سن کے سینہ چاک ہون
کیون مجھے کرتا ہے اپنے سون جدا
روز و شب رہتا ہون تجھ پر مین فدا
تجھ زلف قد پر بلا گردان ہون
ہجر کا سن نام دل بریان ہون
پھر اپے فرمائے کیا وسواس ہے
تو بظاہر دور دل سون پاس ہے

فرانسیوں کا حملہ

شاہ تراب کے حالات زندگی پر "ظہور کلی" سے بھی کافی روشنی پڑتی ہے - "ظہور کلی" میں شاہ تراب نے ایک جگہ لکھا ہے کہ پلا پلم یا پلا پلی اور قلعہ چیت پیٹ پر حملہ ہونے کی وجہ سے انہیں بڑی پریشانی اٹھانی پڑی تھی - وہ لکھتے ہیں کہ ان کے مقام رہائش ترنامل اور اس کے اطراف و اکناف کے چھوٹے چھوٹے مقامات پر فوجوں نے حملہ کردیا اور قلعہ چیت پیٹ کا محاصرہ کر کے یہاں کے فوجدار مہدی محمد خان کو گرفتار کرلیا - شاہ تراب کو وطن چھوڑ کر جنگل کی راہ لینی پڑی - ان کی بڑی لوجہ

Marfat.com

بھی اُن کے ہمراہ جنگلوں میں مارے مارے پھرتے تھے اور بڑی مصیبتیں اُٹھائی تھیں ان واقعات کی طرف شاہ تراب نے یوں اشارہ کیا ہے :—

ہم سنے جو حال خان یوں ہے تباہ
چھوڑ او جا گائے جھاڑی کی راہ
کیا کہوں اپنی خرابی کی خبر
سر بصحراء ہو پھرے جھاڑی بھیتر
ہارے افتاں ہور خیزاں دور سوں
جا کے پہنچے قریہ ایک اور کوں
با عیال اطفال اُس جھاڑی بھیتر
جا پڑے تھے ڈھونڈ اِک بوڑا چھپر

اس جنگل میں ایک دن شام کے وقت کسی نے خبر پہنچائی کہ [illegible] کو گرفتار کر کے شہر سے باہر نکال دیا گیا ہے اور شہر میں پھر سے امن و امان قایم ہو گیا ہے ۔ اس خبر کو سن کر شاہ تراب پھر شہر میں لوٹ آئے :—

[illegible]
پھر اُسی وقت سوں اپنے گھر کوں آئے

لیکن اب یہاں اُن کا [illegible]

Marfat.com

بیٹے غلام مرتضی کے سپرد کیا ۔ ان واقعات کی طرف وہ یوں اشارہ کرتے ہیں :—

ملک سارا او فرنگستان ہوا
پلا پلی ملک کفرستان ہوا
جا مسلمانان فرنگی سون ملے
دین عیسی پر تو اکثر او چلے
پن مرا تکیہ شہر کے بہار تھا
وان فریدالدین تکیہ دار تھا
جا ایس تکیے منے گوشہ لیا
ترک عالم کا تو سب ملنا کیا
گنج عزلت کر کے بیٹھا اختیار
دین عیسی کا دسیا جب کاروبار
کر غلام مرتضی کو تکیہ دار ....
گوشہ تنہائی کیتا اختیار

شاہ تراب نے ترمامل پر فوج کشی کا جو حال بیان کیا ہے اس کا ذکر «اختصار انور نامہ» اور «تاریخ والا جاهی» میں بھی موجود ہے ۔ یہ ۱۱۶۴ھ مطابق ۱۷۵۱ع کا واقعہ ہے ۔ جب حسین دوست خان نے پھلجری کے مقام سے آگے بڑھنا شروع کیا اور ارکاٹ پر چڑھائی کردی تھی ۔ حسین دوست خان کے ساتھ اُن کے بعض اور حامی مثلاً یحی خان ، ذکریا خان اور فرانسی فوج کے دستے بھی تھے ۔ حسین دوست خان نے عالم علی خان کو ایک مصلح فوج کا دستہ دے کر انہیں حکم دیا کہ

130516

Marfat.com

وہ تتھرنگر اور دوسرے مقامات پر قبضہ کرلیں چنانچہ عالم علی خان نے ترنامل، مدورا اور اسکے اطراف و اکناف کے علاقوں کو فتح کرلیا۔ "تذکرہ والا جاہی" میں لکھا ہے کہ حسین دوست خان کی یہ فوجی کارروائی جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ھ میں شروع ہوئی تھی اور جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۴ھ میں وہ ارکاٹ پر قابض ہوگئے۔[1] ان کے ساتھ ۶۰ ہزار سپاہی اور سوار موجود تھے اسکے علاوہ دو ہزار فرنگی اور دس ہزار حبشی بھی تھے۔ یہ فوج اپنے ساتھ ایک سو فرانسی توپیں لیکر حملہ آور ہوئی تھی۔ فرانسی دستے کا سردار ایم۔ لاس [illegible] تھا۔ یہ تمام فوجیں چیت پیٹ، تمری اور پلار سے ہوتی ہوئی ترنامل پہنچ کر ٹھہر گئیں۔[2] اب اسی واقعے کو شاہ تراب کی زبانی سنئے۔

اک بہ اک آیا فرنگی بد خصال
چیت پیٹ کے تئیں لگایا مور چال
کاردنی اور کافری تھے جنے کار
کوئی کمندان کوئی امیر صوبیدار
قلعہ چیت پیٹ کے تئیں گھیرا کئے
مار توپوں کا تو روز و شب دھرے
کوئی مسلمان نین کمک ہرگز کئے
آخرش قلعہ [illegible] فرنگی [illegible] لیے

ویلور اور چیت پیٹ کے قلعوں کا ذکر کرتے ہوئے [illegible]
کے مصنف لکھتے ہیں کہ کاویری پاک، تمری [illegible]

۱۔ [illegible] تذکرہ والا جاہی۔ حصہ دوم۔ ترجمہ [illegible] صفحہ ۹۰
۲۔ احتشام [illegible] نامہ قلمی۔ مخطوطہ نمبر ۲۵۰۱ صفحہ ۲۷۸

Marfat.com

کیلئے زیادہ موزوں نہیں تھے چنانچہ حسین دوست خاں نے اُنہیں بہت کم عرصے میں فتح کرلیا ۔

« کاوری پاک و تمری و چیٹ پیٹ وغیرہ مواس ندارند و حربی نیند ۔ اگر توپ کلان و مردم جنگی چالاک باشند زود خالی می شود چنانچہ حصار ہائے مذکور در یک روز حسین دوست خان و فرانسیسی نمودند ۔ قلعداران برآمدند قلعہ حوالہ مردم گاردی و حسین دوست خاں و فرانسیسی نمودند »[1]

« توزک والا جاہی » جلد دوم صفحہ ۲۱۰ پر مورخ نے عنوان قائم کیا ہے « لشکر کشیدن بر قلعہ چیٹ پیٹ و تسخیر نمودند آن را » اور یہی تفصیلات بیان کی ہیں ان تاریخوں کے علاوہ « ہسٹری آف دی فرنچ ان انڈیا »[2] میں بھی اس حملے کا ذکر موجود ہے ۔ « سوت انڈین شرائنس » کے مصنف پی وی جگد بش ایر نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے[3] ۔

سفر | « ظہور کلی » کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۱۵۰ ھ میں جب پیر پاشاہ حسینی نے اُنہیں اپنا خلیفہ بنایا اور کرناٹک میں تبلیغ و اشاعت کی غرض سے بھیجا تو شاہ تراب ترنامل سے کرناٹک چلے آئے ۔ لیکن شاہ تراب کا سفر یہیں ختم نہیں ہوا ۔ کرناٹک کے مختلف علاقوں میں گھومتے ہوئے آخر کار وہ تنجور پہنچے مختصر یہ کہ

۱ ۔ اختصار انور نامہ ۔ قلمی ۔ مخطوطہ نمبر ۲۵۰۱ ۔ اسٹیٹ لائبریری ۔ حیدرآباد ۔

۲ ۔ ہسٹری آف دی فرنچ ان انڈیا ۔ از کرنل جی ۔ بی ۔ میالی سن ۔ صفحہ ۲۷۰ ۔ وملن اینڈ کو لندن ــ ۱۸۹۳ ۔

۳ ۔ سوت انڈین شرائنس ۔ صفحہ ۱۹۳ ۔ مطبوعہ وبسٹ اینڈ کو ۱۹۲۲ ع ۔

Marfat.com

شاہ تراب کی زندگی کا ایک قابل لحاظ حصہ جادہ پیمائی میں گذرا ، انہوں نے کئی مقامات کا سفر کیا اور اپنے رشد و ہدایت کے کام کو جاری رکھا جیسا کہ اُن کے اس شعر سے بھی مترشح ہوتا ہے :—

سکل ملک کے بیچ میرا ہے پھیرا
برت کا اپنے درد مجھ میں گھیرا

" من سمجھاون " میں بھی اکثر جگہ شاہ تراب نے اپنی سیاحی اور جادہ پیمائی کا ذکر کیا ہے ۔ " من سمجھاون " کا سنہ تصنیف انجمن ترقی اردو کے کتب خانے کی وضاحتی فہرست میں سنہ ۱۱۷۱ھ [illegible] ہے دیکھئے وہ اس نظم میں بار بار اپنی غریب الوطنی کا ذکر کرتے ہیں جو اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ سنہ ۱۱۵۰ھ سے لے کر سنہ ۱۱۷۱ھ تک یعنی تقریباً اکیس سال تک اُن کا سفر جاری رہا اور پتہ نہیں اس کے بعد بھی وہ کب تک تبلیغ و اشاعت کی غرض سے مختلف مقامات میں پھرتے رہے ۔ " من سمجھاون " میں شاہ تراب اپنے سفر اور اپنی غریب الوطنی کی طرف [illegible] اس طرح اشارہ کرتے ہیں :—

حلا نہ کر ن اپنے [illegible]
وطن چھوڑ پھرتا ہوں [illegible]

ایک اور جگہ کہتے ہیں :—

[illegible] کیا ہے [illegible]
یہ وطن [illegible] ملک [illegible]
مسافر ہو [illegible]
[illegible]

Marfat.com

«من سمجھاون» میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ہم قلندروں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہم تو ترک وطن کر کے «عشق کی راہ» میں تن کو خاک لگا کر نکل جاتے ہیں اور اس طرح سفر کرتے ہیں کہ کفن کے لئے ہمارے پاس کوڑی بھی موجود نہیں ہوتی :—

جو باندا لنگوٹہ لگا خاک تن کوں
دیا چھوڑ اک بار حب الوطن کوں
جلا عشق کی باٹ میں مال و دھن کوں
رکھے پاس نہ کاس ہرگز کفن کوں

ارے من اسے کیا ہے دنیا کا جھانسہ
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسہ

جس زمانے میں شاہ تراب نے تنجور کا سفر کیا، اُس زمانے میں وہاں مرہٹہ راجا پرتاب سنگھ حکمراں تھے (۱۷۳۹ء تا ۱۷۶۳ع)۔ شاہ تراب نے سنہ ۱۷۵۸ء میں تنجور کا سفر کیا تھا اور یہیں اُنھوں نے رام داس کی «تمری مناچے شکوک» کے جواب میں «من سمجھاون» لکھی تھی[۱]

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تنجور کے لوگوں نے شاہ تراب کی زیادہ آؤ بھگت نہیں کی۔ «من سمجھاون» میں وہ لکھتے ہیں کہ تنجور میں میری قدر نہیں ہوئی اور کسی نے یہ سمجھ کر کہ میں کبیر کی طرح ایک گیانی قلندر ہوں اپنے گھر نہیں بلایا :—

سمج کر ھندو راج آیا تنجاور
سکل جگ کے منہہ سے دھرم راج سن کر
ولیکن مجھے کوئی بلایا نہیں گھر
سمج کر کبیرا سا گیانی قلندر

---

۱ - اس کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا۔

Marfat.com

تنجور میں شاہ تراب کا قیام کافی عرصے تک رہا جیسا کہ ان کے اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے ---

تراب اس شہر سیتی جلدی نکل توں
بہت دن رہیا اب اتا اٹھ کے چل توں

تنجور میں بھی شاہ تراب کا مستقل قیام نہیں رہا - وہ اس مقام کو بھی خیر باد کہہ کر آگے بڑھتے ہیں - غالباً وہ جنوب کی طرف نکل گئے ہوں گے کیونکہ " من سمجھاون " کے آخر میں تراب کہتے ہیں کہ میں اب اس کتاب کو ختم کر کے اور تنجور کی سکونت ترک کر کے دریائے کاویری کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہوں - کاویری کے پاس جو مقامات واقع ہیں ان میں سری رنگم (رامانجا چاری کی جائے رہائش) ناگا پٹنم ، ناگور ، ترچنا پلی اور مدورا وغیرہ ہیں - قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ ترچنا پلی کی طرف سے جنوب کو روانہ ہو گئے ہوں گے -

تراب کے حالات زندگی کسی تذکرے یا ادبی تاریخ میں موجود نہیں ہیں ، صرف داخلی شہادتوں کی روشنی ہی میں ہمیں ان کے واقعات زندگی کا علم ہو سکتا ہے - کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان شعرا اور مصنفین کے حالات ہم کو نسبتاً آسانی سے مل جاتے ہیں جو کسی دربار سے وابستہ رہے ہوں یا کسی امیر کبیر سے متمسک رہے ہوں لیکن [illegible] درباروں اور امیروں کی صحبت سے ہمیشہ دور رہے [illegible] کے جاہ و حشم اور مال و دولت کی پرواہ بہت نہیں [illegible] میں شاہ تراب کہتے ہیں کہ نہ میں کسی امیر کے پاس جاتا ہوں اور نہ

Marfat.com

وہ میرے تکیے پر آتے ہیں کیونکہ مجھے کسی سے اپنی قدر و منزلت تسلیم کروانی مقصود نہیں ہے اور نہ میں کسی قسم کی داد و دہش کا خواہاں ہوں :—

نہ کوئی اہل دول مج پاس آتا
نہ میں کس پاس جا شیخی جتاتا
نہ قدر و منزلت کس پاس چنداں
نہ ہے داد و دہش کا آس چنداں
ہر صورت گذر جاتی ہے اوقات
اپس قسمت او پرشا کر ہوں دن رات
نہ میرے راز کا ہمراز کوئی
نہ مج سا عاشق جانباز کوئی

شاہ تراب کی تاریخ وفات کا پتہ نہیں چل سکا لیکن اتنا یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ۱۱۸۷ھ تک بقید حیات تھے اسی سنہ میں انہوں نے "آئینہ کثرت" لکھی تھی :—

سلسلہ بیعت : شاہ تراب حضرت پیر پاشاہ حسینی کے مرید تھے جو چشتیہ سلسلے کی ایک کڑی تھے - شاہ تراب نے اپنی نظم "گیان سروپ" اپنے مرشد و رہبر کی تعریف میں لکھی ہے - شاہ تراب پیر پاشاہ حسینی اور ان کے پردادا امین الدین اعلیٰ کی مدح کرتے ہوئے اپنی عقیدت کا اس طرح اظہار کرتے ہیں :—

پیر پاشاہ صاحب بڑے ولی
ہے دادا جن کے ولی علی
جیوں خشبو پھول کی کلی کلی
یوں مشہور ہیں وو گلی گلی
سب تن کی کیلی وہاں کھلی
اب بھی ذکر ہے خفی جلی
جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اسی ہمارا ہے

Marfat.com

«گیان سروپ» کی تصنیف کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مرشد سے عقیدت اور مودت کا اظہار کیا جائے اور ان کی تعریف کی جائے۔

شاہ تراب نے اپنی مثنوی «مہ جبین و ملا» میں «در بیان عشاق حقیقی گوید» کے زیر عنوان، عشق کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اپنے مرشد کی اس غزل کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں عشق حقیقی کی خصوصیات کا بیان مذکور ہے۔ وہ لکھتے ہیں :-

میرے مرشد کی یادگار یہ غزل ہے
کہ جس مرشد کا [illegible] فضل ہے
یہی دل ہے محبت کی کمین گاہ
جو کوئی عشق کی [illegible] مستی میں آ
معانی کے چمن میں غنچہ کھلا
کیا دل جیوں چمن [illegible][2]

اس غزل کے ابتدائی اشعار [illegible]
[illegible] علی [illegible] لکھتے ہیں :-

«چنانچہ حضرت پیر شاہ حسینی قدس سرہ [illegible]
می فرمایند۔ غزل

یہی دل ہے محبت کی [illegible]
جو کوئی عشق کی [illegible] مستی [illegible]
معانی کے چمن میں غنچہ [illegible]
کیا دل جیوں چمن [illegible]

۱۔ مثنوی مہ جبین و ملا [illegible] ۲ [illegible]
۲۔ [illegible] الامین [illegible]
[illegible]

Marfat.com

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ پیر پاشاہ حسینی تراب کے مرشد تھے۔ جن اشعار کو تراب نے اپنے مرشد کے اشعار بتائے ہیں اُن ہی کو امین الدین علی ثانی پیر پاشاہ حسینی کے اشعار بتاتے ہیں۔ امین الدین علی ثانی کا بیان اس لئے بھی قابل قبول اور مستند ہوسکتا ہے کے وہ اِسی خاندان کے ایک فرد تھے۔ امین الدین علی ثانی پیر پاشاہ حسینی کو اپنا جد بتاتے ہوئے کہتے ہیں :—

«حضرت مرشد برحق و پیشوائے مطلق حضرت پیر پاشاہ حسینی قدس اللہ سرہٗ العزیز کہ جد فقیر اند بہ زبان دکنی می فرمایند[1]»

اسی طرح ایک اورجگہ «مخزن الامین» میں امین الدین علی ثانی، پیر پاشاہ حسینی کے اس شعر کا حوالہ دیتے ہیں :—

سرودی کا عجب نازک گلہ ہے
کہ جس پر جملہ عالم مبتلا ہے

اس شعرکو شاہ تراب نے «قصہ مہ جبین و مـلا» میں اپنے مرشد کا شعر بتایا ہے اور کہتے ہیں :—

اگر نیں اعتبار ہے تجھ کوں پیاری
تو سن غزل حسینی ہور ساری
سرودی کا عجب نازک گلہ ہے
کہ جس پر جملہ عالم مبتلا ہے
حسینی جس کے تئیں آواز کہتے
سو ہی اچھر سی اُونر ملا ہے

---

۱ ـ مخزن الامین از امین الدین علی ثانی ـ صفحہ ٦٦ ـ مخطوطہ نمبر ۱۷۲۲ ـ تصوف ـ اسٹیٹ لائبریری ـ حیدرآباد ـ

Marfat.com

ایسے اور بہت سے اشعار ہیں جو «مخزن الامین» اور «مکشوف الامین» میں پیر پاشاہ حسینی کے اشعار بتائے گئے ہیں اور انہیں اشعار کو شاہ تراب نے بڑی عقیدت اور احترام کے ساتھ اپنی تصانیف میں مثالی اشعار کے طور پر پیش کیا ھے اور وہ ان اشعار کو اپنے مرشد کے اشعار کہتے ہیں۔

حسینی تخلص کے ایک اور شاعر کا کلام اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں موجود ھے[1] لیکن وہ بہت بعد کے شاعر ہیں جیسا کہ اُن کے اس شعر سے معلوم ہوتا ھے :—

اس تیرھویں صدی میں غفلت بڑی بُری ھے
دنیا کی طمع دیکھو عقبیٰ بری کری ھے

اسی تخلص کے ایک اور شاعر کا کلام جامع مسجد بمبئی کے کتب خانے میں بھی موجود ھے جو رفاعی تھے۔

زمین پور آسمان اوپر طبل بجتا رفاعی کا
ھر اک شہران و بستی میں طبل بجتا رفاعی کا
حسینی کمترین خادم سدا خدمت منے قائم
اوسے ہو نامور دائم طبل بجتا رفاعی کا[2]

لیکن یہ دونوں حسینی شاہ تراب کے مرشد پیر پاشاہ حسینی سے بالکل مختلف ہیں۔ سخاوت مرزا صاحب نے ان کا نام سید شاہ حسینی ... ھے یہاں نام کے اجزاء کی ترتیب میں ذرا فرق پیدا ہو گیا ... کے مرشد کا اصل نام پیر پاشاہ حسینی تھا تراب نے انہیں ... حسینی پیر کہکر یاد کیا ھے لیکن یہ اُن کا اصل نام ...

۱ - ملاحظہ ہو - مثنویات - نمبر ۵۴۲۔

۲ - ملاحظہ ہو - نوائے ادب - جولائی اکتوبر - سنہ ۱۹۵۱ء - صفحہ ۴۰

Marfat.com

پیر باد شاہ حسینی ، علی پیر حسینی کے فرزند تھے جو بابا شاہ حسینی کے بیٹے اور امین الدین اعلی کے پوتے تھے ۔ علی پیر صاحب تصنیف تھے ۔ اُن کے ایک « رسالۂ تصوف » کا ذکر « پنج گنج » مولفہ شاہ فاضل بیابانی میں ملتا ہے ۔ جس کے متعلق مولف نے لکھا ہے کہ یہ رسالہ افضل شاہ بیابانی کو جو ان دنوں اشٹی میں مقیم تھے ، خود علی پیر نے اصلاح کے لئے دیا تھا جیسا کہ حسب ذیل بیان سے معلوم ہوتا ہے :—

« علی پیر صاحب در قصبۂ آشٹی بود و من عاصی کمترین به ہمراہ مرشدی شاہ افضل صاحب ملاقات او نمود و رسالہ کہ در تصوف علی پیر ساختہ بود بدست حضرت شاہ افضل بیابانی صاحب دادہ گفتن اگر در این سہوے بیند اصلاح دہند [1] »

شاہ تراب اپنے مرشد کی مدح کرتے ہوئے ایک جگہ اُن کے والد علی پیر کا اس طرح ذکر کرتے ہیں :—

حسینی پیر میرا ہمیلی ہے — خدا ہے ہور محمد ہور علی ہے
ہے جس کا باپ ہور ہادی علی پیر — کریں سب اس کوں سجدہ پیر ہور میر

« مخزن الامین » سے بھی ہمیں اس کا ثبوت ملتا ہے کہ پیر پاشاہ حسینی کے مرشد اور اُن کے والد علی پیر تھے ۔ امین الدین علی ثانی « مخزن الامین » میں پیر پاشاہ حسینی کے جن اشعار کا حوالہ دیتے ہیں وہ یہ ہیں :—

جب ہوا اُس کوں اپس کی آفرینش کا گمان
نا گمان تھا پایا کیا یک پل میں کہہ سب کُن فکان
سب سٹی پایا رموز خاص کے معنی کے تئیں
جب حسینی پر ہوئے حضرت علی پیر مہربان [2]

---

۱ ۔ پنج گنج مولفہ شاہ فاضل بیابانی ۔ صفحہ ۹۹ ۔ مطبوعہ دستگیری پریس جالہ پورہ ۔

۲ ۔ مخزن الامین ۔ از امین الدین علی ثانی ۔ صفحہ ۵۱ ۔ مخطوطہ نمبر ۱۷۲۲ ۔ تصوف ۔ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد ۔

Marfat.com

ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ پیر پاشاہ حسینی اپنے والد علی پیر کے مرید تھے - علی پیر کے والد کا نام بابا شاہ حسینی تھا جو امین الدین اعلیٰ کے فرزند تھے - مولوی عبدالحق اُن کا عرف پیر پا شاہ بتاتے ہیں لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے کہ بابا شاہ حسینی ، « علی جیو گام دھنی کے مرید تھے بابا شاہ حسینی ، امین الدین اعلی کے بیٹے اور اُن ہی کے مرید و خلیفہ تھے - « تذکرہ ریاض اعظم » میں سید محمد موسوی علی پیر کے ایک اور پوتے شاہ چشتی پیر کے متعلق یہ لکھتے ہوئے کہ وہ امین الدین اعلی کی درگاہ کے سجادہ نشین تھے . علی پیر کے والد کا نام بابا شاہ حسینی ہی بتاتے ہیں اُنہوں نے لکھا ہے :-

« در آن زمان سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ امین الدین علی قدس سرہ حضرت شاہ چشتی پیر بن حضرت برہان الدین بن حضرت علی پیر بن حضرت شاہ بابا حسینی خلف الصدق حضرت خواجہ بود[1]

« مشکوۃ النبوت » کی ایک عبارت سے بھی ہمیں اس کا ثبوت مل جاتا ہے کہ بابا شاہ حسینی کے بیٹے علی پیر تھے اور بابا شاہ حسینی کے والد امین الدین اعلیٰ تھے یہ عبارت ملاحظہ ہو جس میں سید شاہ غلام علی ، شاہ اعظم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

« ایشان مرید شاہ اولیاء و ایشان مرید شاہ وصی علی و ایشان مرید شاہ عرف علی و ایشان مرید حضرت علی پیر حسینی بن بابا شاہ حسینی بن حضرت امین الدین علی بودند »[2]

« ظہور کلی » میں خود شاہ تراب نے اس سلسلے کو یوں بیان کیا ہے کہ

۱- تذکرہ ریاض اعظم - از سید محمد علی موسوی - صفحہ ۵۰ قلمی نمبر ۲۴۱ - اسٹیٹ لائبریری -

۲- مشکوۃ النبوت - از سید شاہ غلام علی - صفحہ ۶۲۸ - تذکرہ قلمی - نمبر ۱۹۴ - اسٹیٹ لائبریری - حیدرآباد

Marfat.com

برہان الدین جانم کے فرزند امین الدین علی اور ان کے بیٹے بابا شاہ حسینی ہیں جن کے فرزند کا نام علی پیر ہے :—

بادشاہ وو جہان ہادی دین
یعنی بابا شاہ شمس العارفین
قرۃ العین امین الدین علی
یعنی بابا شاہ حسینی مہلی
ہے نبیرا حضرت برہان کا
او ہوا ہادی میرے ایمان کا
تھا علی پیر کا فرزند رشید
ہند ہور دکن ہے جس شہہ کا مرید

اس طرح شاہ تراب ، پیر پاشاہ حسینی بن علی پیر حسینی بن بابا شاہ حسینی بن امین الدین اعلی کے مرید تھے ۔ خود اُنہوں نے « گلزار وحدت » میں اس سلسلے کی وضاحت یوں کی ہے جو اس ساری بحث کا نچوڑ ہے :—

اتھے برہان الدین برہان ناطق
سراپا بلکہ تھے قران ناطق
بھی اون کا نور دیدہ او ولی ہے
کہ جس کا نام امین الدین علی ہے
امین الدین علی کے نور عینی
شہنشاہ یعنی بابا شاہ حسینی
بھی فرزند اُن کے ہیں حضرت علی پیر
کرین سجدہ جسے سب پیر ہور میر
اتھا حضرت علی کا نور دیدہ
او حضرت پیر پاشاہ حق رسیدہ
تراب نقش پائے آن ولی ہے
کہ جس کا جد امین الدین علی ہے

Marfat.com

اس طرح شاہ تراب کا سلسلہ بیعت یہ ہے —

شاہ میران جی شمس العشاق

|

برہان الدین جانم

|

امین الدین اعلیٰ

|

بابا شاہ حسینی

|

علی پیر حسینی

|

پیر پاشاہ حسینی

|

شاہ تراب

مرید

|

غلام مرتضیٰ

(فرزند و مرید)

شاہ تراب نے اپنے بیٹے غلام مرتضیٰ کو اپنا خلیفہ اور جانشین منتخب کیا تھا۔ "خلافت نامہ" میں اُنھوں نے اپنا سلسلہ بیعت جس طرح بیان کیا ہے اس سے بھی مندرجہ بالا بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ اشعار ملاحظہ ہوں :—

اُن کے ہمراز و شہرۂ آفاق
شاہ میراں جی یعنی شمس العشاق

اُن کے لختِ جگر و نورِ بصر
شاہ برہان ہادی رہبر

Marfat.com

اُن کے فرزند و جانشین ولی | شاہ شاہان امین الدین علی
اُن کے فرزند و جانشین برحق | ہیں علی پیر ہادی مطلق
اُن کے فرزند جانشین ہمراز | پیر پاشاہ مرشد ممتاز
ہے حسینی تو نام جد اُن کا | تھا علی کا تو کل جسد اُن کا
اُو خلافت اُو خرقہ اُو مطالب | شاہ بخشے تراب کے تئں سبب
کر تو نام حسینی پو قرباں | اے تراب سیں صدق اپس کا جان
نور الابصار مرتضانے شریف | او خلافت فقیر کا تشریف
فضل حق سوں تجے مبارک باد | بہ محمد و الہ الامجاد

شاہ تراب کے مرشد | جیسا کہ اس سے پہلے بھی کہا جا چکا ہے ، شاہ تراب کے مرشد پیر پاشاہ حسینی تھے - سنہ ۱۰۷۳ھ عہد عادل شاہ میں بیجا پور میں پیدا ہوئے تھے[۱] - حسینی پیر نے اپنے دادا اور والد یعنی باباشاہ حسینی اور علی پیر حسینی کے ہاتھوں تربیت پائی تھی - وہ فارسی اور عربی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے اور علم متداولہ کے ماہر سمجھے جاتے تھے - شاہ تراب نے اپنے مرشد پیر پاشاہ حسینی کے متعلق « گنج الاسرار » اور « گلزار وحدت » میں لکھا ہے کہ وہ رمل نجوم ، منطق ، فلسفہ ، تصوف اور حکمت وغیرہ میں غیر معمولی قابلیت رکھتے تھے[۲] -

پیر پاشاہ حسینی کی تاریخ وفات کا پتہ نہیں چلتا لیکن ہم اتنا یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ سنہ ۱۱۵۰ھ تک بقید حیات تھے

---

۱ - دیوان سید شاہ حسینی پیر - از سخاوت مرزا - رسالہ اردو ادب ، شمارہ نمبر ۱ ، ۲ سنہ ۱۹۶۰ع - صفحہ ۴۰ -
۲ - اس کا ذکر آگے آئے گا -

Marfat.com

کیونکہ اسی سال اُنہوں نے اپنے « خاص الخاص » خلیفہ شاہ تراب کو خلافت بخشی تھی[۱] جیسا کہ شاہ تراب « ظہور کلی » میں بیان کرتے ہیں ۔ پیر پاشاہ حسینی کے صاحبزادے امین الدین اعلی ثانی بھی صاحب تصنیف گذرے ہیں ۔ اِن کی دو تصانیف « مخزن الامین[۲] » اور « مکشوف الامین[۳] » دستیاب ہوتی ہیں ۔

پیر پاشاہ حسینی اپنے زمانے کے اچھے شاعروں میں شمار کئے جاتے تھے ۔ اُن کا دیوان « دیوان حسینی » اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں موجود ہے ، جس کے مطالعے سے اُن کی قادر الکلامی اور اُن کی شعری صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے ۔ اُن کی بعض غزلیں سراج اورنگ آبادی ، ولی ، عاجز اور یقین کی یاد دلاتی ہیں ۔ پیر پاشاہ حسینی کی غزلوں میں بڑی سلاست ، روانی ، گھلاوٹ ، شگفتگی اور ویسا ختگی پائی جاتی ہے یقین کی مشہور غزل جس کا مطلع ہے : —

زنجیر میں اس دل کے پھنس جانے کو کیا کہئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

کے مصرعہ ثانی پر پیر پاشاہ حسینی نے جو مخمس کہا ہے اس کے چند شعر ملاحظہ ہوں جن سے پیر پاشاہ حسینی کے رنگ سخن کا اندازہ ہوسکتا ہے : —

بیخود ہوں سجن سیتی دل لانے کوں کیا کہئے
تجدید کے سودے کے مستانے کوں کیا کہئے
مشہور ہو شاہد ہو دکھلانے کوں کیا کہئے
بینش میں محیط ہوکر مل جانے کوں کیا کہئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کیا کہئے

---

۱ ۔ اس کا ذکر آگے آئے گا ۔

۲ ، ۳ ۔ یہ دونوں مخطوطات اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں موجود ہیں ۔

Marfat.com

تجہ عشق کے سودے سوں آرام نہیں مجکوں
بیکل ہوں تڑپتے بن کچھ کام نہیں مجکوں
انکھیاں کے بجز مسکن بسرام نہیں مجکوں
جز شاھدی شاھد کے انجام نہیں مجکوں

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیئے

جب نور کے دریا میں یکرنگ ہوجاوے گا
امواج نمن سر کون ہستی سون اوچاوے گا
سقہ اہے مولی چڑ آپس کون سزا دے گا
تب راز حسینی گنج مخفی کا بتادے گا

کیا کام کیا دل نے دیوانے کوں کہیئے

«کلمۃ الحقائق» میں پیر پاشاہ حسینی کا نام درست نہیں لکھا گیا ہے۔ پیر پاشاہ حسینی کے والد کے نام کے ساتھ ان کا نام غلط ملط کردیا گیا ہے اور «شاہ علی پیر پاشاہ حسینی بتایا گیا ہے[1]» دوسری غلطی یہ ہے کہ پیر پاشاہ حسینی کے والد کا نام مرتب نے بابا شاہ لکھا ہے جو صحیح نہیں۔ بابا شاہ حسینی، پیر پاشاہ حسینی کے دادا تھے جن کے بیٹے (یعنی پیر پاشاہ حسینی کے والد) کا نام علی پیر حسینی تھا۔

مذہب | شاہ تراب سنی المذہب تھے۔ اُنہوں نے «ظہور کلی» اور «گنج الاسرار» «گلزار وحدت» میں خلفائے اکرام کی شان میں اشعار لکھے ہیں۔

۱۔ ملاحظہ ہو «کلمۃ الحقائق» مرتبہ اکبرالدین صدیقی۔ صفحہ ۷۔

Marfat.com

«گنج الاسرار» میں خلفائے اکرام کی مدح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :—

عجب تھے او نبی کے چار یاران
ہے قائم جن سوں سارا جسم انسان
ستون دین اون چارون کو جانو
ظہور کائنات حق پہچانو
نہیں کچھ اختلاف ان چار میں ہے
محبت روز و شب ہر یار میں ہے

شاہ تراب نے اپنی ہر تصنیف میں حضرت علی کی شان میں بہت سے مدحیہ اشعار لکھے ہیں - حضرت علی سے اُنہیں اتنی عقیدت تھی کہ وہ اپنے آپ کو اکثر جگہ «تراب بو ترابی» اور «بو طالبی» یا «نقش پائے ہشت و چار» اور «نقش نعلین علی» کہتے ہیں - حضرت علی کی منقبت لکھتے ہوے کہتے ہیں :—

کل شئ میں ہے محیط اسم علی
پھر رہا ہے تحت و فوق اسم علی
رکھ علی کی دوستی دل سے تراب
کہ اہے او شافع یوم الحساب

«گلزار وحدت» میں شاہ تراب نے لکھا ہے کہ وہی سچا صوفی بن سکتا ہے جس کا دل «حُب علی» سے «معمور» ہو - اُن کا خیال ہے کہ اسی محبت کے ذریعہ سے ہم «حق» کو «پا سکتے» ہیں جیسا کہ حسب ذیل اشعار سے ظاہر ہوتا ہے :—

اوہی پاوے گا حق کون اے برادر
اہے جس دل کے درمیان حُب حیدر
اگر او حب نہیں ہے مرد مان کوں
نہیں پائیں گے او نور خدا کوں

Marfat.com

اسی مثنوی کے اختتام پر خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! مجھے دنیا کی دولت و ثروت کی ہوس نہیں، میری تو صرف یہ تمنا ہے کہ تو عمر بھر مجھے علی کی یاد میں مشغول رکھ اور میری آل اور اولاد کے دل میں بھی اس محبت کا جوش پیدا کر۔ اس دعا کے بعد وہ اپنی تصنیف کو ختم کر دیتے ہیں یہ اشعار ملاحظہ ہوں: —

الہی حب حیدر میں مجھے رکھ
ہمیشہ یاد صفدر میں مجھے رکھ
میری جان لگ اچھے گی آل اولاد
رکھ اُن کو حب اہل بیت سوں شاد
اگر قالب سوں جی تک لے گا ایکبار
بیاد حیدر صفدر مجھے مار
کہوں کیا حالت دل ریش پُر خون
جواہر خانہ بو طالبی ہوں

اسی طرح «گنج الاسرار» اور «ظہور رکابی» کے اختتام پر بھی خدا سے دعا کرتے ہیں کہ بحق پنجتن میرے فرزند غلام مرتضیٰ کو علم اور ادراک عطا کر۔ «قصہ مہ جبین و ملا» میں تیسری سرخی «در نعت مرتضیٰ علی گوید» کے تحت لکھتے ہیں: —

علی کی تیغ کوں سب مانتے ہیں
علی کو شیر حق سب جانتے ہیں
خدا ہور مصطفی حیدر ہے میرا
سچا مشکل کشا صفدر ہے میرا
جدا اک جسم کو جو کوئی کرے گا
نبی سے تو مخالف اُو مرے گا
سدا جس دل منے بغض علی ہے
نپٹ اُو خارجی ملعون لعین ہے

Marfat.com

شاہ تراب نے اپنی تصانیف میں اہلبیت اظہار سے بھی اپنی مودت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے چند شعر ملاحظہ ہوں :—

پیش عُقلا اس قدر ایمان ہے بس
حب اہل بیت بس باقی ہوس
ذرے ذرے میں ظہور پانچ ہے
دیکھ لیو سانچ کو کیا آنچ ہے
حب اہل بیت کوں ایمان بوجھ
جس کوں ہے ایمان سو انسان بوجھ

صوفی ہونے کی حیثیت سے شاہ تراب بڑے وسیع النظر اور روشن خیال تھے۔ وہ تمام انسانوں کو ایک ہی سطح سے دیکھتے تھے۔ « من سمجھاون » اور « گلزار وحدت » میں شاہ تراب نے اکثر جگہ اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ہم نے اصطلاحیں وضع کر کے عشق کے مذہب کو محدود کر دیا ہے ورنہ سب انسان ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں اور اس طرح سب ایک ہی « صنم » کے « پرستار » ہیں۔ ایک وسیع المشرب صوفی کی طرح رسومات اور ظاہرداری کی پابندیوں سے بلند ہوکر شاہ تراب کہہ دیتے ہیں :—

مذہب و ملت ستی بے قید ہوں
دام زلف مہ جبین کا صید ہوں

شاگرد | شاہ تراب کے متعلق اُن کے فرزند غلام مرتضٰی کہتے ہیں :—

معرفت کے علم میں تو ن طاق ہے
نام تیرا شہرۂ آفاق ہے
اس عصر میں تو نہیں ثانی تیرا
میں تو ہوں فرزند ہور جانی تیرا

Marfat.com

اس بیان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارا یہ قیاس کرنا غلط نہیں معلوم نہیں ہوتا کہ شاہ تراب کے بہت سے شاگرد اور مرید رہے ہونگے - شاہ تراب کے ایک مشہور شاگرد اور مرید شاہ معین علی تجلی[1] تھے شاہ معین تجلی باغ خلیل خاں بیرون دروازہ علی آباد میں مدفون ہیں - معین علی تجلی کی ایک تصنیف « کلام المعین شرح دوائر جام جہاں نما الموسوم بہ « فتح المعین » ہے جس میں اُنھوں نے اپنے آپ کو شاہ تراب کا تربیت یافتہ کہا ہے - وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں :—

« این فقیر خاکسار تربیت یافتہ حضرت گنج الاسرار شاہ تراب چشتی خلیفہ حضرت پیر پاشاہ حسینی قدس سرہ جانشین حضرت امین الدین علی قدس سرہ این رسالہ بزبان فارسی تصنیف کردہ است[2] » -

انجمن ترقی اُردو کے کتب خانے کی وضاحتی فہرست میں « کلام المعین » کا سنہ تصنیف ۱۱۷٤ ھ بتایا گیا ہے - حیدرآباد کی اسٹیٹ لائبریری میں اس کا جو نسخہ موجود ہے اس پر سنہ تصنیف درج نہیں ہے - شاہ معین تجلی کے شاگرد شاہ تجلی علی نے حیدرآباد میں بڑی شہرت پائی تھی - ان کے متعلق تاریخ « گلزار آصفیہ » کے مصنف لکھتے ہیں کہ وہ اپنے اُستاد شاہ معین علی تجلی کے طرز تحریر کا چربہ اُتار لیتے تھے[3] -

---

۱ - تجلی علی نامی ایک اور بزرگ حیدرآباد کے محلے پنجہ شاہ میں رہتے تھے - تجلی علی شیعہ تھے -

۲ - کلام المعین شرح دوائر « جام جہاں نما » از شاہ معین تجلی - صفحہ ۱ - ادعیہ ۱۷۳ - اسٹیٹ لائبریری - حیدرآباد -

۳ - تاریخ « گلزار آصفیہ » - غلام حسین - صفحہ ۲۸۲ - مطبع محمدی -

Marfat.com

ہمعصر شعراء | شاہ تراب کے ہم عصر شعراء میں « روضۃ الشہداء » (۱۷۰۷ع) اور مثنوی « رتن پدم » کے شاعر ولی ویلوری ، فراخی ، طالب ، ندیم تمیم احمد ، بیچارہ اور مثنوی « دیپک و پتنگ » کے شاعر عشرتی شامل ہیں - ولی ویلوری نہ صرف شاہ تراب کے ہمعصر تھے بلکہ اُن کے ہم وطن بھی تھے - شاہ تراب ترنامل کے موضعے چیٹ پیٹ میں رہا کرتے تھے اور یہی چیٹ پیٹ ولی ویلوری کی جاگیر تھی[1] جہاں اُنہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام گذارے تھے - لیکن شاہ تراب نے کہیں ولی ویلوری کا ذکر نہیں کیا ہے اور نہ ولی ویلوری کے اشعار میں کہیں شاہ تراب کا کوئی حوالہ ملتا ہے - شمالی ہند میں شاہ تراب کے ہمعصر شعراء میں میر ، سودا ، سوز ، مظہر اور یقین کے نام آسکتے ہیں -

تصانیف | شاہ تراب کی تصانیف کی تعداد کم نہیں ہے « ظہور کلی » « گنج الاسرار » ، « گلزار وحدت » ، « گیان سروپ » ، « آئینہ کثرت » « مثنوی مہ جبین و ملا » اور « من سمجاون » یا بارہ بحر » ان کی ایسی تخلیقات ہیں جن کے مجموعی اشعار کی تعداد ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے - ان مخطوطات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ شاہ تراب کتنے پر گو اور کثیر التصانیف شخص تھے -

ظہور کلی | یہ کتب خانہ سالار جنگ کا مخزونہ ہے -[2] یہ مخطوطہ [illegible] کاغذ پر نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے اور اس میں (ایک [illegible] صفحات ہیں اور ہر صفحے پر تیرہ تا پندرہ سطریں [illegible]

۱ - دکن میں اردو - از نصیر الدین ہاشمی - صفحہ [illegible]

۲ - ظہور کلی - تصوف ۱۵۶ - کتب خانہ سالار جنگ - حیدرآباد

سائز ۷ $\frac{1}{4}$ × ۵ $\frac{1}{2}$ ہے - یہ مخطوطہ اس اعتبار سے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ اس سے ہمیں شاہ تراب کی زندگی کے متعلق بہت سی داخلی شہادتیں دستیاب ہوتی ہیں -

« ظہور کلی » شاہ تراب نے اپنے فرزند غلام مرتضیٰ کی فرمائش پر لکھی تھی جیسا کہ وہ ایک جگہ کہتے ہیں :-

اک دن آکر پسر نکو شعار
منجھ سوں بولا قبلہ گاہ نامدار
عرض جو کچھ میں کروں سو کر قبول
مرشدان ہوتے مریدان میں رسول
اک رسالہ تم کہو دکھنی میں صاف
تا عیان ہووے جہان میں رمز کاف
اس کی خاطر داشت کو کہتا ہوں اب
مرتبہ ہر اک عناصر کا تو سب

سخاوت مرزا صاحب نے اپنے ایک مضمون « دیوان سید شاہ حسینی بیجاپوری » میں لکھا ھے کہ یہ کتاب پیر پاشاہ حسینی کی فرمائش پر لکھی گئی تھی - مندرجہ بالا اشعار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ھے کہ اُنہیں یہاں غلط فہمی ہوئی ھے[1] -

(۳۲)

« ظہور کلی » میں بتیس مختلف ابواب ہیں - ہر ایک باب مین فلسفیانہ اور متصوفانہ نکات کی وضاحت کی گئی ھے - ابتداء میں حمد و ثنا کے بعد

---

۱ - اُردو ادب - ج ۹ - شمارہ ۱ و ۲ ، سنہ ۱۹۶۰ ع - صفحہ ٤١ -

Marfat.com

اپنے مرشد پیر پاشاہ حسینی اور ان کے خاندان کی مدح لکھی ہے اور اس کے بعد سبب تالیف بیان کیا ہے جس کے بعد مستقل ابواب کی ابتداء ہوتی ہے - پہلا باب « پنج عناصر » ، دوسرا « نفس طبعی » ، تیسرا « نفس حیوانی و حواس ظاہری » ، چوتھا « حواس باطنی و غضب شہوت » . پانچواں « نفس ناطقہ اور عقل » ، چھٹا « روح اور جسم » . ساتواں « موجودات اور امتزاج عناصر اور حیات ممات » ، آٹھواں « واجب الوجود اور ممکن الوجود » ، نواں « خواص عناصرات خمسہ » اور دسواں باب « عشق صوری و معنوی » سے متعلق ہے - عشق حقیقی کی تعریف اور اس کے محیر العقل کارناموں کو سراہتے ہوئے شاہ تراب گیارھواں باب حضرت علی کی منقبت سے شروع کرتے ہیں - بارھواں باب قوس اور بروجات کے ذکر پر مشتمل ہے اور ان کی وضاحت کرتے ہوے شاہ تراب لکھتے ہیں کہ صرف شیخ کامل کے وسیلے اور واسطے ہی سے ہم ان اسرار و رموز کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں اس کے بعد تیرھویں باب میں انہوں نے شیخ کامل اور شیخ ناقص کا فرق بتایا ہے اور کہتے ہیں :—

پیر ناقص رہزن ایمان ہے
رہزن ایمان جیوں شیطان ہے
جستجو توں مرشد کامل کا کر
آرزو توں عارف واصل کا کر
صحبت کامل کمال عین ذات
صحبت ناقص زوال ہر صفات
جس کا رہبر مرشد کامل ہوا
او سراپا عارف و واصل ہوا

Marfat.com

« ظہور کلی » کا چودھواں باب عرش و کرسی و ملائک کے ذکر پر مشتمل ھے اور اسی طرح پندرھویں باب میں روئے نہانی کی وضاحت کی گئی ھے ۔ شاہ تراب نے سولھویں اور سترھویں باب میں منازل علوی و سفلی کی وضاحت کی ھے اور عربی اور سنسکرت اصطلاحوں کی بھی تشریح کی ہے جیسا کہ « گلزار وحدت » میں خود شاہ تراب نے « ظہور کلی » کے متعلق لکھا ھے کہ اس میں سنسکرت اصطلاحوں کے ذریعہ سے مطالب کی وضاحت کی گئی ھے :—

ظہور کلی میں اکثر بیان ھے
تمامی اصطلاح ہندی عیاں ھے

شاہ تراب نے نہایت دلچسپ انداز میں اس واقعے کا ذکر کیا ھے کہ کس طرح پیر پاشاہ حسینی نے اُنہیں خرقۂ خلافت عطا کرکے اور اپنا خلیفہ بنا کر تبلیغ و اشاعت کی غرض سے کرناٹک روانہ کیا تھا ۔

« ظہور کلی » کے بیسویں باب کا عنوان ھے « در مذاکرہ ملاقات کردن خضر و سیر نمودن نہہ فلک » اس باب کے بعد پھر حضرت علی کی شان میں منقبت لکھی ہے ۔ اسی طرح بائیسویں باب میں نعت اور تئیسویں باب میں اصحاب اکرام کی منقبت لکھی ھے ۔ چوبیسواں باب نماز باطنی اور پچیسواں قلب المومنین اور چھبیسواں کوہ و دریا و کواکب و سیر خورشید اور ستائیسواں باب اربعہ عناصر اور عقل کل کی توضیحات پر مشتمل ھے ۔ اس کے بعد کے دو باب بہت دلچسپ ہیں ۔ ان میں چشم و لب ، زلف ، خط خال ، چشم اور لب کے استعاروں میں حسن حقیقی اور

Marfat.com

عشق الٰہی کے بعض اسرار و رموز کی وضاحت کی گئی ہے۔ شاہ تراب کے یہ دو ابواب وجہی کی « سب رس » کی یاد دلاتے ہیں جس میں اسی طرح تمثیلی انداز میں حسن، عشق، زلف اور چشم و ابرو کی علامات میں وجہی نے « مشاہدہ حق کی گفتگو » کی ہے۔ اس کے بعد « بت و زنار » کے بیان میں ایک باب لکھا گیا ہے اور اس میں « در مذاکرہ خاتمہ کتاب » کے زیر عنوان شاہ تراب نے کتاب کے نام اور سنہ تصنیف کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے موضوعات پر اس طرح روشنی ڈالی ہے :—

ہے ظہور کلی نام ایں کتاب
جس کوں با تاریخ کہا ہاتف خطاب
. . . . . . مثنوی میں بیشتر ہیں نقلیات
ہے ظہور کلی میں کل وصف ذات
اس رسالے کو لکھو با آب زر
کر اچھے شوق الٰہی دل بھیتر

آخر میں « ظہور کلی » ختم کرتے ہوئے شاہ تراب خدا سے دعا کرتے ہیں کہ میرے فرزند غلام مرتضیٰ کو خدا کا عشق عطا ہو اور میری یہ کتاب مقبول خاص و عام ہو جائے :—

اے خداوندا بحق پنجتن
توں میرا مقبول عالم کر سخن
یو رسالہ جس کی خاطر سب کہا
اس کے دل میں شوق تیرا دے سدا
راز تیرا اے خدائے بحر و بر
توں غلام مرتضیٰ پر کشف کر
یا رسول اللہ بحق بو تراب
رکھ سدا مقبول عالم یو کتاب

Marfat.com

شاہ تراب نے «ظہور کلی» کے بعض ابواب میں بر سبیل تذکرہ حکایتیں بھی بیان کی ہیں جن کا مقصد کسی خاص خیال کی مزید وضاحت و تشریح کرنا معلوم ہوتا ہے ۔ اس طرح کی نو حکایتیں «ظہور کلی» میں بیان کی گئی ہیں جن کے عنوانات حسب ذیل ہیں :—

(۱) حکایت بادشاہ و وزیر عاقبت اندیش -

(۲) حکایت ترنامل و خرابی فوجدار عالم آزار -

(۳) حکایت عاشق شدن کنیزک بادشاہ -

(٤) حکایت آزمائش خلق محمدی و کرم مرتضی علی

(٥) حکایت نکاح کردن زاہد

(٦) حکایت زن حجام

(۷) حکایت دنیا دوں

(۸) حکایت آغاز کردن و آزدہ شدن مجنوں و کیفیت کنیزک لیلی

(۹) حکایت گوزدن

«ظہور کلی» کا سنہ تصنف شاہ تراب نے ۱۱۷۱ھ بتایا ہے جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہوتا ہے :—

سال تاریخ کتاب منجلی
گفت ظہور کلی مولانا علی
اُو مقرر پھر کیا نام کتاب
جب ہوا میرے پو فضل بو تراب

کتب خانہ سالار جنگ کے مخطوطات کی وضاحتی فہرست میں جناب نصیرالدین ہاشمی نے «ظہور کلی» کا سنہ تصنیف ۱۱٦٥ھ بتایا ہے جو صحیح نہیں ہے -

Marfat.com

"ظہور کلی" کے متعلق شاہ تراب لکھتے ہیں کہ یہ کتاب دو مرتبہ اُنہیں ادھوری چھوڑنی پڑی تھی۔ لیکن مختلف مشکلات کے باوجود اُنہوں نے کتاب مکمل کردی تھی۔ ایک دفعہ شاہ تراب کو "ظہور کلی" کی تصنیف اس لئے موقوف کرنی پڑی تھی کہ اُن کے چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا تھا اور اس غم میں وہ اتنے حیران و پریشان تھے کہ ایک عرصہ تک اُنہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی تھی۔ دوسری مرتبہ ترنامل پر فرانسیسیوں کے حملے کی وجہ سے اُنہیں اپنا وطن چھوڑ کر دوسرے گاؤں کو جانا پڑا تھا جس کے باعث "ظہور کلی" دوبارہ ادھوری چھوڑنی پڑی تھی۔

"ظہور کلی" میں شاہ تراب نے اکثر جگہ مولانا روم کے اشعار نقل کئے ہیں۔ کہیں اُن کو مخاطب کرکے شعر کہتے ہیں اور کہیں اُن سے اپنے اشعار کی داد طلب کرتے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاہ تراب کو مولانا روم سے بیحد عقیدت تھی۔ وہ اُنہیں "شہ ملک روم"، "شاہ روم"، "بادشاہ عرفاں"، "معدن اسرار"، "معرفت آگاہ روم"، "مولوی بستان راز"، "کان معرفت" اور "دوکان معرفت" [illegible] کرتے ہیں۔

جناب سخاوت مرزا صاحب نے اپنے مضمون "دیوان [illegible]" میں برسبیل تذکرہ "ظہور کلی" کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ [illegible] علم رمل سے متعلق ہے اور اس میں رمل کی [illegible] یہ بیان صحیح نہیں۔ "ظہور کلی" رمل سے متعلق نہیں [illegible] کی ایک اور تصنیف "گنج الاسرار" میں [illegible] ڈالی گئی ہے اور "ظہور کلی" میں علم رمل [illegible]۔

Marfat.com

«ظہور کلی» کے حاشیے پر مظہر علی شاہ قادری کے چند اشعار درج ہیں اور خود شاہ تراب کی ایک غزل لکھی ہوئی ملتی ہے۔ «ظہور کلی» کے بعض حصوں سے چند اشعار اس تصنیف کے طرز تحریر کا اندازہ کرنے کے لئے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں: —

کرتوں پر نام استسی اونکار کا
کہ ہوا باعث بت و زنار کا
کچ نہ تھا پر کاش تب سون سسن اتھا
ناؤں «الاحد» کا سراپا دھن اتھا

باب اول در مذاکرہ پنج عناصر کہ در اصلاح اہل ھند پنچ بہوت نامیند

پانچ گیانی ہیں ظہور پنجتن ان سون ظاھر ہیں یو نور پنجتن
پر تھمی پیدائش آکاش ہے جس کے باعث سوں یو مال و ماس ہے
پانچ گن آکاش کے ظاھر ہوئے جو عدم میں تھے سو سب باہر ہوئے

باب سیوم در مذاکرہ نفس حیوانی و خادمان نفس انسانی و حواس ظاہری

روح قدسی عارفان کہتے تمام ہور نفس ناطقہ اس کا ہے نام
ناطقہ اُو نفس رحمانی اہے اومل الروح امر ربانی اہے

باب پنجم در مذاکرہ قوت خادمان نفس ناطقہ و عقل فطری و عملی

کل حواس و قوتان باقی تمام نفس انسانی کے خادم جیون غلام
لیک ہر قوت ہے افضال خدا یوں کہے ہیں مولوی بحر سخا
نفس انسانی کہ ہے روح رواں ناطقہ ہے او سے روح القدس سون سابقہ

Marfat.com

باب دہم در مذاکرہ عشق صوری و معنوی

عشق جانان میں تمامی عمر کھو — اصل جانان کا ہے بہتر جستجو

جو کہ عاشق عاقبت اندیش ہے — عشق کا سودا اوسے در پیش ہے

عشق کوں اول خدا پیدا کیا — عاشق بیباک کوں شیدا کیا

باب یازدہم در مذاکرہ انا و علی من نور واحد

لایقین و احدیت ہے لا مثال — نور نفس اولین وحدت جمال

آفتاب واجب و ممکن ماہتاب — اک اشارہ بس ہے عارف کوں تراب

مصطفی واجب علی ممکن پچھان — واجب و ممکن میں دونوں یک نشان

کہ ہے محمد میں علی ایک نور ہوں — ہے علی بدر الدجی [illegible]

باب بیستم - حکایت ملاقات کردن دنیا دوں [illegible] او نفرت کردن

ایک دن میں سیر گلشن کوں گیا — یک تماشا دیکھ حیران ہو رہا

ایک زن خوش رو برہنہ تن ملی — دیکھ ہووے حسن [illegible] کوں گدگدی

آ کہی مجھکو کہ ہے تیرا فراق — [illegible] میں [illegible] طلاق

باب بست و ہشتم در مذاکرہ [illegible] و بیان چشم [illegible]

تیغ اسباب اجل چشم بتاں — [illegible]

چشم سوں بربادی عاشق پچھان — [illegible]

چشم میں جانان کے ہے جادو تمام — [illegible]

باب بست و نہم در مذاکرہ زلف [illegible] خط [illegible]

زلف دلبر کے عجب زنجیر ہے — [illegible]

ہے پشیمان اسکے آگے رنگ [illegible] — [illegible]

شب ہے اس کا [illegible] — [illegible]

Marfat.com

گلزار وحدت | «گلزار وحدت» کا ایک قلمی نسخہ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں موجود ھے اس کے علاوہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ کے کتب خانے میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ھے۔ اسٹیٹ لائبریری میں اس کا جو نسخہ دستیاب ہوا ھے اس پر کسی نے سبز روشنائی سے «چہاردہ گلزار ترابی» لکھ دیا ہے۔ لیکن یہ غلط نام ہے۔ چونکہ «گلزار وحدت» چودہ حصوں میں منقسم ھے اور ھر حصہ کو شاہ تراب نے «گل» کا نام دیا ھے (مثلاً گل اول گل دوم اور گل سوم وغیرہ) غالباً اسی لئے غلط فہمی ہوئی ہوگی اور مخطوطے پر «چہاردہ گلزار ترابی» لکھ دیا گیا ہوگا۔ اس مخطوطے کے کاتب نے یہ نام نہیں لکھا ھے کیونکہ یہ تحریر بدلی ہوئی ھے اور دوسرے رنگ کی روشنائی میں لکھی گئی ہے۔ اس نسخے کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مخطوطے کا سر ورق ضائع ہوگیا ہے جس پر کاتب نے صحیح نام لکھا ہوگا اور اس طرح سر ورق کی عدم موجودگی کی وجہ سے کسی نے پورے مخطوطے کا مطالعہ کئے بغیر محض چودہ حصوں کو دیکھ کر «چہاردہ گلزار ترابی» لکھ دیا ہے۔ انجمن ترقی اُردو علی گڈھ کی فہرست مخطوطات میں اس کا صحیح نام یعنی «گلزار وحدت» درج ہے۔

«گلزار وحدت» «ظہور کلی» کی طرح ضخیم نہیں ہے یہ تینتیس (۳۳) صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۵٤۸ اشعار موجود ہیں۔ ھر سطر میں سترہ شعر ہیں۔ آخر میں کاتب کا نام اور سنہ تصنیف درج نہیں ہے۔ یہ نسخہ خط نسخ میں لکھا گیا ہے۔ مخطوطے کی سائز ۱۲×۸ ہے۔

ابتداء میں حمد کے چند اشعار لکھے گئے ہیں اور اُس کے بعد شاہ تراب نفس مضمون کی ابتدا کرتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان

Marfat.com

کیا گیا ہے «گلزار وحدت» چودہ حصوں پر مشتمل ہے جس کے ہر حصہ کو اُنہوں نے «گل» کی سرخی دی ہے۔ شاہ تراب نے اس کا التزام رکھا ہے کہ ہر گل کے آخر میں تخلص لائیں بعض حصوں میں تو ابتدائی اشعار میں بھی تخلص لایا گیا ہے ہر گل کے آخری شعر میں شاہ تراب نے آنے والے «گل» کے موضوع کا بھی تعارف کروایا ہے «گل ششم» میں جاہل و پرفن اور مکار روحانی رہبروں اور شیوخ پر تنقید کی گئی ہے اور اُن کی ریاکاری کا پول کھولا گیا ہے اس کے متعلق شاہ تراب نے «گل پنجم» کے آخر میں لکھا ہے :—

تراب جاں نثار پیر کامل
اتنا کہہ تو بیان شیخ جاہل

اسی طرح «گل نہم» میں جو کہ ہمہ اوست کے نظریئے سے متعلق ہے «گل دہم» کا مختصر سا تعارف کروایا ہے اور اس کی تمہید اس طرح بیان کرتے ہیں :—

وہی اللہ وہی سو ہم ہری نام
ہے اک محبوب ہیں جس کے [illegible] نام

اس کے بعد «گل دہم» میں اس اجمال کی تفصیل یوں بیان کی ہے :—

کہیں بلبل کہیں گل ہو ر کہیں مل
کہیں شیشہ کہیں [illegible] قلقل
کہیں ساقی کہیں ساغر کہیں دور
کہیں عاشق کہیں معشوق [illegible]

«گلزار وحدت» میں بھی شاہ تراب نے [illegible] کی طرح حواس باطنی، عناصر خمسہ [illegible] نفس [illegible]

Marfat.com

وغیرہ سے بحث کی ہے - « گلزار وحدت » میں شاہ تراب نے اس نکتہ پر زور دیا ہے کہ خدا واحد ہے اور اُس کا ظہور ہر شئ میں جھلک گیا ہے لیکن کثرت کے نظاروں میں وحدت کو بھول نہ جانا چاہئے - « گل دوم » میں « در تمثیل موم و صفت موم » میں اُنہوں نے وحدت کے تصور کی وضاحت کی ہے اور عام فہم انداز میں اُس کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں - آگے چل کر شاہ تراب کہتے ہیں کہ موم سے مختلف شکل کی چیزیں بن سکتی ہیں لیکن موم کی اصلیت اور خصوصیت باقی رہتی ہے - اسی طرح اُنہوں نے سونے کی مثال دی ہے کہ سونا تو اصل میں ایک ہی چیز ہوتی ہے لیکن مختلف زیورات میں اس کی شکل مختلف ہو جاتی ہے - شکل کوئی بھی ہو سونے کی اصلیت میں فرق نہیں آتا - شاہ تراب نے ان مثالوں کے ذریعہ سے نظریہ ہمہ اُوست کی تشریح کرنے کی کوشش کی ہے -

« گل سیوم » میں « سبعہ صفات » اور « گل چہارم » میں وعدۂ الست کا بیان ہے کہ کس طرح انسان نے اُس بار امانت کو قبول کرنے کا عہد کیا تھا جو دوسری مخلوقات کے امکان سے باہر تھا :—

کیا انسان کوں حق نے اپنی صورت
اُٹھائے تا کہ اُو بار امانت
جو عرش و فرش میں نہ کوئی قبولا
قبولا اُو ظلوماً ہور جہولا

آخر میں شاہ تراب نے انسان کو اُس کے فرائض یاد دلائے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ انسان امانت کا بار قبول کر کے « بیہوش » اور « مجہول » ہو گیا ھے -

Marfat.com

اس نے انسانیت کے آئین بھلا دیئے ہیں - یہ تساہل اور تجاہل اشرف المخلوقات کو زیب نہیں دیتا جو زمین پر خدا کی نمائندگی کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے - شاہ تراب کہتے ہیں :—

اپس سوں اَو اپی ہو مست کاہل
دیکھو ہوتا ہے مہجوران میں داخل
ارے اے بیخبر بے ہوش مجہول
امانت داری کیوں اپنی گیا بھول

شاہ تراب کہتے ہیں کہ بعض لوگ غفلت اور جہل دور کرنے کے لئے صرف و نحو، حکمت، نجوم اور فلسفے و منطق کا علم حاصل کرتے ہیں لیکن ان تمام علوم پر عبور حاصل کرنے کے باوجود وہ بیخبر اور جاہل ہوتے ہیں کیونکہ وہ "من عرف" کے علم سے بے بہرہ رہ جاتے ہیں حالانکہ یہی علم تمام علوم سے افضل اور برتر ہے :—

یہی پڑھتے علم سب صرف و نحو کا
بسر گئے شوق راز من عرف کا
خیال فاعل و مفعول رکھتے
کمال صیغۂ مجہول رکھتے

"گل ششم" میں شیخان مجہول اور "گل ہفتم" میں [illegible] بڑی خوبی سے کیا گیا ہے - "گل ششم" میں شاہ [illegible] کی کیفیتیں بیان کی ہیں اور اسی طرح "گل [illegible]" میں [illegible] کی تشریح کی ہے - یہ موضوعات شاہ تراب کی [illegible] کے موضوعات ہیں "[illegible]" میں بھی وہ ان موضوعات پر [illegible]

Marfat.com

کر چکے ہیں - «گل دھم» کا عنوان «در ذکر کلُ شئ محیط» ہے - «گل یاز دھم» میں رسول کی اہمیت بتاتے ہوے آنحضرت کی نعت لکھی ہے اور اُس کی سرخی «در اسماء محمدی و آدم حقیقی» قایم کی ہے - رسول اکرم کے اسماء مبارک بیان کرتے ہوے شاہ تراب کہتے ہیں —

اوسے جبروتیاں احمد کہتے سب
کہا ملکوت میں محمود اُسے رب
محمد نام ہے ناسوتیان میں
احد پھر نام ہے لاہوتیان میں

«گل دھم» کا عنوان «در ذکر آئنہ نور» ہے - «گلزار وحدت» کے آخری حصے یعنی «چہار دھم» میں شاہ تراب نے کتاب کے نام اور اُس کی تاریخ تصنیف پر بھی روشنی ڈالی ہے - وہ کہتے ہیں کہ «گل سیز دھم» مکمل کرنے کے بعد سے مجھے اس «رسالے» کے نام کی فکر تھی - تمام رات اسی پریشانی میں گذر گئی کہ اُس کا کیا نام تجویز کیا جائے - صبح ہاتف کی آواز میں نے سنی کہ اس رسالے کا نام «گلزار وحدت» رکھو کیونکہ اس میں تو نے وحدت باری تعالی کے رموز و غوامض کی تشریح کی ہے :—

مجھے نام رسالے کا فکر تھا
تمامی شب یہی دل میں ذکر تھا
دیا آواز ہاتف صبح ایکبار
کہ ہے گلزار وحدت گنج الاسرار
یکایک جو سنیا ہاتف کا آواز
رکھا گلزار وحدت اسم ممتاز

Marfat.com

واقعات اور مختلف زائچوں کی صداقت بیان کی گئی ہے۔ ان حکایات میں رمل کے نکات بھی سمجھائے گئے ہیں۔ ہر حکایت میں اشعار کی تعداد مختلف ہے لیکن اس کا التزام رکھا گیا ہے کہ ہر حکایت کے آخری شعر میں تخلص لایا جائے اور اس کے بعد دوسری حکایت کی ابتداء کی جائے۔ ہر حکایت میں تعارف کے چند اشعار کے بعد شاہ تراب اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

شاہ تراب نے اکثر حکایتیں بیان کرتے ہوئے درمیان میں مختلف موسموں اور مقامات کے بڑے خوبصورت مرقعے پیش کئے ہیں۔ ان مختصر حکایتوں میں سراپا نگاری کے بھی اچھے نمونے مل جاتے ہیں۔ مثلاً «حکایت دوازدہم» میں یہ سراپا ملاحظہ ہو:۔

نکو لہجہ بڑی آنکھیں [illegible]
ہووے نرگس کوں بیماری خماری
دیگر غنچہ زبان و [illegible] تھا
دیکھو پیوستہ ابرو خوب [illegible]
سفیدا جامہ تھا نقرہ دوزی [illegible]
زری منڈیل باندھا تھا اُس سر میں
مرصع کا جڑا تھا کچھ کلاہ پر
کمر بستہ [illegible]

سولھویں یعنی آخری حکایت میں شاہ تراب [illegible] ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ اس منظومہ پر [illegible] چھوٹے چھوٹے حصے ہیں اور ہر حصے [illegible]

Marfat.com

« کیفیت شاخ دوم » اور « کیفیت شاخ سوم » کی سرخیوں سے مزین کرتے ہیں « شاخوں » کے « حواص » بیان کرنے سے پہلے شاہ تراب نے یہ دو شعر بطور تمہید لکھے ہیں :—

سنیا ہوں چمن کے درمیاں شجر ہے
کہ سولہ شاخ سیں اُو بار ور ہے
حواص شاخہا کرتا ہوں ظاہر
سنو دھر گوش گلچیں ظواہر

سولہا شاخوں کا بیان ختم ہونے کے بعد سولہا گاؤں کا بیان ہے - ہر حصے کو « گل » کی سرخی دی گئی ہے - سولھویں حکایت کو ختم کرنے کے بعد زائرے کی خصوصیات کی توضیح کی گئی ہے اور بعض زائچوں کی فوری تاثیر اور ان کی حیرت انگیز صداقت کا بیان ملتا ہے -

« گنج الاسرار » میں شاہ تراب کہتے ہیں کہ اُنھوں نے شاہ دانیال سے بھی علم رمل حاصل کیا تھا - (اس کا ذکر پچھلے صفحات میں آچکا ہے) اور اس کے علاوہ خود ان کے مرشد پیر پاشاہ حسینی سے بھی شاہ تراب نے استفادہ کیا تھا -

« گنج الاسرار » کا سنہ تصنیف شاہ تراب سنہ ۱۱۷۹ ھ بتاتے ہیں - « گنج الاسرار ترابی » کے حروف سے یہ اعداد نکلتے ہیں :—

خرد تاریخ نظم انتخابی
بگفتا گنج الاسرار ترابی

Marfat.com

«گنج الاسرار» کے آخر میں شاہ تراب نے دعا کی ہے کہ اُن کے بیٹے غلام مرتضیٰ کو «ادراک» عطا ہو اور وہ علم حاصل کر کے اپنی دانشمندی کے نور سے دنیا کو روشن کر دے۔ اختتام پر شاہ تراب یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ «گنج الاسرار» کو خدا لازوال شہرت عطا کرے۔

کلام تازہ ام را [illegible]

الٰہی تا بود چرخ [illegible]

اسٹیٹ لائبریری کے اس مخطوطے کے کاتب سید حسین علی [illegible] دوسری ذی الحجہ بروز جمعہ سنہ ۱۹۲ ھ میں «گنج الاسرار» کی کتابت ختم کی ہے۔

«گنج الاسرار» کا انداز بیان شاہ تراب [illegible] کی طرح سلیس رواں اور بے ساختہ ہے۔ «گلزار وحدت» کی طرح «گنج الاسرار» میں بھی شاہ تراب [illegible] پیش کیے ہیں حسب ذیل سراپا ملاحظہ ہو جس میں [illegible]

الف قامت [illegible]

غلامی خط [illegible]

بلال [illegible]

دیگر [illegible]

اگر [illegible]

[illegible]

Marfat.com

قصہ مہ جبین و ملا یا مثنوی تراب بزبان دکھنی؟

اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں اس مثنوی کا ایک نسخہ موجود ہے[1] اور دوسرا نسخہ حیدرآباد کے ایک کتب فروش علیم الدین صاحب کے یہاں مل سکتا ہے ۔ اور تیسرا کتب خانہ سالارجنگ کا مخزونہ ہے ۔ یہ مثنوی چھ سو اٹھائیس (۶۲۸) اشعار پر مشتمل ہے ۔ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں اس مثنوی کا جو نسخہ موجود ہے اُس کا سنہ کتابت ۲۵ ۔ رجب ۱۲۵۵ ھ ہے اور کاتب ابراہیم علی خاں ہیں ۔ ان دونوں نسخوں میں کوئی اختلاف نہیں ۔ سرخیوں یا اشعار میں بھی فرق نہیں ہے لیکن مثنوی کا نام بدلا ہوا ملتا ہے اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد کے نسخے پر اس کا نام "مثنوی تراب بزبان دکھنی" لکھا ہوا ہے ۔ نصیرالدین ہاشمی ، "کتب خانہ آصفیہ کی وضاحتی فہرست" میں اس کے متعلق لکھتے ہیں "اس مثنوی کا کوئی نام نہ ملا ۔ مضمون کے لحاظ سے میں نے "عشق صادق" نام رکھا ہے" ۔ علیم الدین صاحب کے نسخے پر "مثنوی مہ جبین و ملا" تحریر کیا ہوا ملتا ہے ۔ مثنوی کا یہ نام زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس مثنوی کی ہیروین کو شاہ تراب اکثر جگہ مہ جبین ہی کہتے ہیں یعنی مہ جبین کی ترکیب اسم خاص کے طور پر بھی مستعمل ہوئی ہے ۔

اس مثنوی کا جو تیسرا نسخہ کتب خانہ سالار جنگ میں موجود ہے اس پر کوئی نام لکھا ہوا نہیں ملتا ۔ مخطوطات کی فہرست میں نصیرالدین ہاشمی نے اس کا نام "قصہ ملا" رکھ لیا ہے ۔ اس کی سائز ۹ × ۶ ہے ۔ یہ دیسی کاغذ پر نستعلیق میں لکھا گیا ہے ۔ اور ہر صفحے پر تیرہ سطریں تحریر کی گئی ہیں ۔ مخطوطے کے آخر میں سنہ کتابت یا کاتب کا نام موجود نہیں صرف "خاتمہ ماہ صفر بتاریخ نہم بروز سہ شنبہ وقت عصر مقام بنگلور تمام شد ۔" لکھا ہوا ملتا ہے ۔

---

۱ ۔ مثنوی تراب بزبان دکھنی ۔ شاملات ۷۷ ۔

Marfat.com

یہ مثنوی پندرہ حصوں پر مشتمل ہے ۔ سب سے پہلے حمد ہے اس کے بعد نعت اور پھر صحابہ اکرام کی منقبت ہے ۔ اس کے بعد حضرت علی کی منقبت کے اشعار الگ لکھے گئے ہیں ۔ " در نعت مرشد گوید " کی سرخی کے تحت تیرہ اشعار لکھے گئے ہیں جن میں شاہ تراب نے اپنے مرشد پیر پاشاہ حسینی اور اُن کے آبا و اجداد کا ذکر کیا ہے کہ یہ سب بزرگ صاحب کشف اور صاحب حال صوفی گزرے ہیں ۔ تراب کی اس مثنوی میں بڑا رس ، حسن اور رنگینی ہے یہاں اُنھوں نے اپنے مرشد کی مدح میں بھی اسی انداز کو برقرار رکھے ہوئے بڑے پُرکیف اور دلنشیں اشعار لکھے ہیں ۔ یوں تو شاہ تراب نے اپنی ہر تصنیف میں اپنے مرشد پیر پاشاہ حسینی کی مدح کی ہے لیکن " مثنوی مہ جبین و ملا " کی منقبت کا طرز زیادہ موثر اور رسیلا ہے ۔ تراب اپنے مرشد کو " ثانی حیدر " بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ صرف میرے مرشد ہی نہیں میرے دلربا محبوب بھی ہیں ۔ اس کے چند شعر ملاحظہ ہوں :۔

دلی افکار کا برحق ہے مرہم
جسے دیکھت سر جاتا ہے سب غم
پیارا ہے میرا او چھیلا لال
ہوا قربان دیکھ اس لال کی چال
دیوانہ او میرا مجھ کوں کیا ہے
او ایسا صاحب کشف اولیا ہے

چوتھی سرخی " در نعت عاشق و معشوق گوید " میں چھتیس (۳۶) شعر

Marfat.com

ملتے ہیں ۔ ان اشعار میں شاہ تراب عشق کی اہمیت بتاتے ہوئے اس کے ہمہ گیر اور ہر جہتی اثر کی تعریف کرتے ہیں :—

لگن ہے یا ستم ھے یا بلا ہے
جدھر دیکھو تو اُس کا غلغلا ہے
ھر اک کوں دام میں ڈالا ہے لا کر
رکھیا ہے عاشقاں کوں مبتلا کر
بپا ہے عشق کا غوغا جہاں میں
اہے شور لگن کون و مکاں میں

ایک اور سرخی قائم کرنے کے بعد شاہ تراب اصل قصے کی ابتداء کرتے ہیں، کہ گلشن آباد (یہ مقام سرنگا پٹم سے کچھ فاصلے پر واقع ہے یہاں جرنل ہارس اور ٹیپو سلطان کا مقابلہ ہوا تھا[1]) میں ایک پارسا عورت رہتی تھی ۔ یہ عورت بڑی حسین و جمیل تھی اور اس کے حسن کا گلشن آباد کی تمام عورتوں میں چرچا تھا ۔ شاہ تراب نے مہ جبین کا سراپا بڑے دلکش انداز میں پیش کیا ہے ۔ چند اشعار ملاحظ کیجئے :—

و لیکن سرو قد نازک بدن تھی
مکمل خوبان منے جادو نین تھی
کمان ابرو کہ ہے خنجر پلک تیر
ادا سیف دو دھارا زلف زنجیر
سراپا نازنین دلدار دلبر
بلا تھی ظلم تھا ظالم ستمگر

---

[1] ملاحظہ ہو تاریخ سرنگاپٹن ۔ صفحہ ۷۵ ۔ مخطوطہ ق ز ۳۷ ۔ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد ۔

Marfat.com

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مہ جبین کا شوہر کسی کام سے پردیس چلا گیا اور کئی دن تک اُس کے پاس سے خیریت کا کوئی خط وصول نہیں ہوا۔ مہ جبین بیقرار ہوگئی اور اُس نے سوچا کہ شوہر کو خط لکھ کر سارا حال دریافت کرنا چاہئیے کہ وہ اب تک وطن واپس کیوں نہیں آیا۔ اس کام کے لئے مہ جبین نے شہر کے ملّا کا انتخاب کیا جو بڑا عالم و فاضل مشہور تھا۔ مہ جبین نے اپنی ماما کو ملا کے گھر بھیجا اور اُس سے درخواست کی کہ وہ اس کے شوہر کو خط لکھ کر ایک کار خیر میں حصہ لے۔ ملّا راضی ہوگیا اور دوات اور قلم لے کر مہ جبین کے گھر آیا۔ پردہ کروا یا گیا اور مہ جبین خط کا مضمون قلمبند کروانے لگی۔ ملا خط لکھ رہا تھا کہ یکایک دونوں کی نظریں چار ہوگئیں اور ملّا مہ جبین کے مسحور کُن حسن کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس واقعے کا تراب نے اس طرح ذکر کیا ہے :—

پوچھا اے بات میں ملّا نے ماہ

حقیقت کیا لکھوں سو بول ماہ

دیکھا تو او پری ادھر جھانکتی تھی

غرور حسن میں مد ماتی تھی

ہوئی اک بار جو چک چار آنکھیں

رہی حیرت سوں ہو لاچار آنکھیں

یکایک دیکھ دیوانہ ہوا ...

لگا کہنے کہ بولا کیا لکھوں ...

کہی وہ نازنین سب اپنے احوال

نہ سمجھی اُدھر ادا سو دیکھ کر حال

Marfat.com

مـلا "کیا لکھوں" کہتا ہوا گھر سے باہر نکل گیا۔ اب وہ دیوانہ وار گلیوں میں چاک گریباں کئے پھرتا تھا اور ہر راہ گیر سے سوال کرتا تھا "کیا لکھوں؟"۔ اسی حالت جنون میں ایک طویل عرصہ گذر گیا۔ مـلا کے شاگردوں نے اس کو بہت سمجھایا اور اپنی شہرت اور عزت و وقار کا واسطہ دیا لیکن مـلا تو دیوانہ ہو چکا تھا۔ اسے اب نیک نامی اور ننگ و ناموس سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

چند دنوں کے بعد مہ جبین کا شوہر پردیس سے بخیر و عافیت واپس آ گیا اور دونوں ہنسی خوشی اور عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ ایک دن مہ جبین اور اُس کا شوہر دریا کی سیر کو نکلے۔ یکایک مـلا بھی عالم وارفتگی میں اُدھر آ نکلا۔ جب مـلا نے مہ جبین کو دوبارہ دیکھا تو آتش عشق اور بھڑک اُٹھی۔ مہ جبین کے شوہر نے ایک چال چلی۔ اُس نے مہ جبین کی جوتی دریا کی خطرناک لہروں میں ڈال دی اور مـلا سے کہا کہ اگر تو مہ جبین کے پاؤں کو کانٹوں سے بچانا چاہتا ہے اور تجھے اُس کی خاطر منظور ہے تو جوتی لے آ مـلا دریا میں کود پڑا اور وہیں غرق ہو گیا۔ اس واقعے سے مہ جبین اتنی متاثر ہوتی ہے کہ خود بھی دریا میں چھلانگ لگا کر غرق ہو جاتی ہے۔

شاہ تراب نے اس واقعے کو بیان کرتے ہوئے سات مختلف عنوانات قائم کئے ہیں قصے کے درمیان میں غزل کے اشعار بھی لکھے ہیں۔ مثنوی کے آخر میں پندرھویں سرخی "در بیان عشق حقیقی گوید" ہے جس میں شاہ تراب نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ عشق حقیقی ہی زندگی کے تمام دکھوں کا مداوا ہے۔ خدا کے عشق میں جینا اور خدا کے عشق میں مرنا عین ہوش مندی اور عاقبت اندیشی ہے۔ سراج اورنگ آبادی بھی اپنی مثنوی "بوستان خیال" (۱۱۶۰ھ) کے آخر میں اسی طرح مجازی محبت کی ناپائداری اور بے مائیگی بتاتے ہوئے حقیقی محبت کی لازوال اور ابدی قدروں کی طرف قاری کی توجہ مبذول کرواتے ہیں۔

Marfat.com

شاہ تراب کی اس مثنوی کا میر کی "دریائے عشق"، مقیمی کی "چندر بدن و مہیار"، سید محمد والہ کی "طالب و موہنی" اور [illegible] کی "گلشن مہوشاں" سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ ان تینوں میں قصے کا انجام تقریباً مشترک ہے یعنی کہانی اس طرح ختم ہوتی ہے کہ طالب اور مطلوب دونوں دریا میں غرق ہوکر اپنی جان دے دیتے ہیں۔

مثنوی "مہ جبین و مہ لقا" میں شاہ تراب عشق کے حیرت انگیز کارناموں اور عشق کی ہنگامہ آرائیوں کا اس طرح ذکر کرتے ہیں :—

لگن ہے یا ستم ہے یا بلا ہے
جدھر دیکھو تو اس کا غلغلا ہے
لگن لاکھوں کا گھر ویراں کیا ہے
ہر اک دل کوں لگن حیراں کیا ہے
لگن کس کوں نہیں چھوڑا عزیزاں
[illegible] دل کو لگن [illegible] عزیزاں
دیا ہے عشق [illegible] کشن کا [illegible]
ہوا ہے عشق [illegible]
ہوا ہے عشق [illegible]
چڑھا ہے عشق [illegible] منصور [illegible] دار

محبت کے بارے میں شاہ تراب کے خیالات کا عکس اور اس کی گونج میر کی "دریائے عشق" [illegible] "معاملات عشق" میں سنائی دیتی ہے۔ چند شعر ملاحظہ کیجئے :—

عشق ہے [illegible]
ہر جگہ اس کی [illegible]
[illegible] عشق [illegible]
[illegible]

Marfat.com

اسی طرح « شعلہ شوق » میں میر، عشق کے بارے میں کہتے ہیں :—

محبت مسبب محبت سبب
محبت سے ہوتے ہیں کار عجب
محبت کی ہیں کار پردازیاں
کہ عاشق سے ہوتی ہیں جانبازیاں
محبت لگاتی ہے پانی میں آگ
محبت سے ہے تیغ و گردن میں لاگ
زمانے میں ایسا نہیں تازہ کار
غرض ہے یہ اعجوبہ روزگار

مثنوی « مہ جبین و ملا » کے سنہ تصنیف کا ٹھیک طور پر علم نہیں ہوسکا۔ اسٹیٹ لائبریری کے مخطوطے کا نام جو « مثنوی تراب بزبان دکھنی » لکھا ہے اس سے تاریخ تصنیف اس طرح نکل سکتی ہے کہ اگر « مثنوی تراب بزبان » کے اعداد میں سے « دکھنی » کے اُنے اَسی (۸۹) نکال دیئے جائیں تو ۱۱۸۲ ھ حاصل ہوتا ہے۔ یہ تاریخ صحیح ہوسکتی ہے کیونکہ شاہ تراب کی تصانیف کا سلسلہ ۱۱۸۷ھ تک جاری تھا جیسا کہ « آئینہ کثرت » کی تاریخ تصنیف سے معلوم ہوتا ہے لیکن یقینی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ یہی صحیح سنہ تصنیف ہے۔

Marfat.com

«مثنوی مہ جبین و ملا» کا ایک مختصر سا خاکہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے :—

قلم وصف صنم کا جب اُو چلایا
لگن کا جگ منے جب غل مچایا

تراب اب کر رقم رنگین بیان اُو
سنے تا خلق سارا داستان اُو

سنا ہوں گلشن آباد یک نگر تھا
وہاں یک مہ جبین گل رُو کا گھر تھا

نہایت حسن میں اوتار تھی اُو
گل بیخار میں خونخوار تھی اُو

اتھی یو پاک دامن پارسا نار
نماز پنچ وقتا ہور ذکر چار

خصم راضی راضامند سب قبیلہ
نہ جانے عورتوں کا مکر حیلہ

جہاں آواز نا محرم کا آوے
وہ تو مہ کر وہاں سوں اُٹھی جاوے

گیاں تھا نوکری کو اُس کا خاوند
اکیلی گھر میں تھی دادار دلبند

ہوے کئی دن جو کوئی پاتر نہ آیا
خبر بھی خیریت کی کوئی نہ لایا

پڑا اوس فکر میں اُو گلبدن نار
کہیں مارے گیا یا ہے اُو بیمار

کہی بھی دائی کوں اُو یوں بلا کر
بلانا ملا کوں دائی جلد جا کر

سنی یو بات سو دائی چلی بہار
پچاری [illegible] کریں گرفتار

جہاں پھرتی تھی گھر گھر کی بہوت سی مل
وہاں بیٹھا تھا ملاں ایک فاصل

اسے تسبیح ہات میں کرتا ذکر تھا
لگیں لے درد سوں آہ سحر تھا

کری تسلیم جا کر اُس کوں دائی
حقیقت حال خط لکھنے بلائی

سا دائی سوں ملا نے جو یو بات
چلا لیکر قلم دوات سنگات

خبر بی بی کوں دی آیا ہے ملان
[illegible]

اپی بیٹھی [illegible] پردے کی اندر
[illegible]

پوچھا اے بات میں ملان سی [illegible]
[illegible]

دیکھا تو اُو بڑی [illegible] نکی تھی
[illegible]

Marfat.com

ہوئی اک بار جو چک چار دونوں رہے حیرت سوں ہو لاچار دونوں

یکایک دیکھہ دیوانہ ہوا تب لگا کہنے کہ بولو کیا لکھوں اب

کہی او نازنین سب اپنا احوال نہ سمجھی او ہوا سو دیکھہ بے حال

دیکھی تو کچھ بھی او پڑتا نہ لکھتا چپی چپ کیا لکھوں کہہ کر بلکتا

کہی تب دائی میاں تم بھار جاؤ لکو چپ "کیا لکھوں" کا غل مچاؤ

پڑ یا عالم میں اس کا «کیا لکھوں» نام رہا ہو گرد خاک کوئے گلفام

ہوا سب شہر میں بھی یوں پکارا کہ دیوانہ ہوا ملاں بچارا

کئی دن بعد آیا گھر کو شوہر لگا مسی و کاجل پہن زیور

گلے دونوں لگے ہور خوب رونے یہاں اگ روئے جو کپڑے بھگونے

کئی دن گے گذر ایک دن قضارا گلی میں چھوکروں کا تھا پکارا

پکارا سن کے نکلا بھار گھر سوں دیکھا دیوانہ یک آتا ادھر سوں

پوچھا یہ کون ہے دیوانہ یارو نہیں پتھر اسے ناحق تم مارو

کہے تیری یہ جورو کا ہے عاشق لکو مارو کہا تو جس کو ناحق

سنیا سو گھر میں جا شمشیر کھینچا پکڑ کر ہاتھ اس دلبر کا اینچا

سنیا سب بات او خاطر میں لایا غصہ سب دل سیتی اپنا گموایا

کیا پھر مصلحت یوں ناز سیتی لگا اپنے گلے پھر پیار سیتی

طرف ندی کے لے دھن کو چلا او سنیا کیں عشق نے جو غلبلا او

خبر اس عاشق صادق کو بولا کہ جاتا ہے ندی تیرا مولا

کہا تب دیکھہ کر اے مرد عاقل کہ تو بھی چل ندی معشوق سوں مل

اٹھا بولی تلک سندر کا شوہر دغا او پر جو بیٹھا تھا نظر کر

لیا سو بات میں او دھن کی پاپوش سو ندی میں کر اس کو فراموش

کہا بھی اوس شہید ناز کے سات کہ تم عاشق کہلاتے ہو عجب بات

Marfat.com

چلے گی ننگے پاؤں آج سندر　　چھبیں گے اس کے تلوے بیچ کنکر
یکایک او شہید ناز خوباں　　دیا ندی منے جا کود کر جاں
دیکھت دہن کا کلیجہ پھوڑ پھوڑا یا　　پرت نے آ کو اس کوں گڑ بڑا یا
کہی پھر او خصم سوں اب چلو گھر　　ہمارا کام کیا ہے اس ندی پر
اتہی کر بول کو واں سوں بہانہ　　اودھر گی او جدھر ڈوبا دیوانہ
خصم دیکھا تنک کو دی ستمگر　　لگا ہونے کوں دیکھت خاک برسر
گریباں چاک کر لاخاک تن کوں　　او لا کر سب گیا مت کر وطن کوں

شاہ تراب کی اس مثنوی کا قصہ نہ صرف "چندر بدن و مہیار"، "دریائے عشق" اور "طالب و موہنی" سے مماثلت رکھتا ہے بلکہ مہجور کی داستان "نو رتن" کے پہلے باب میں بھی یہ قصہ موجود ہے اس باب کا عنوان "عاشقوں اور معشوقوں کے افسانوں میں" ہے۔

شاہ تراب نے غالباً یہ پلاٹ فارسی مثنوی "قضا و قدر" سے لیا تھا۔ یہ مثنوی دکن میں کافی مقبول ہوچکی تھی۔ اس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ یہ اورنگ زیب کے صوبدار شائستہ خان کے کسی ملازم کی داستان عشق ہے۔

میر کی مثنوی "دریائے عشق" کا سنہ تصنیف چونکہ نامعلوم ہے اس لئے یہ بتانا آسان نہیں کہ آیا میر کی "دریائے عشق" پہلے لکھی گئی تھی یا شاہ تراب کی مثنوی۔ پروفیسر سید محمد مصنف [illegible] نے اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ "میر صاحب [illegible] شعر [illegible] سی مثنویاں لکھی تھیں [illegible] میر صاحب [illegible]

[illegible] ملاحظہ ہو رسالہ [illegible] اپریل سنہ ۱۹۵۱ء

Marfat.com

کی نظر سے گذر چکی تھیں » ، یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ شاہ تراب کی مثنوی کو اولیت حاصل ہے -

نظم گیان سروپ

شاہ تراب کی نظم « گیان سروپ » ادارۂ ادبیات اُردو حیدرآباد میں موجود ہے[1] - اس کے علاوہ اسٹیٹ لائبریری میں جو « من سمجھاون » کا نسخہ ہے اس کے حاشیے پر بھی اس کے چند اشعار لکھے ہوئے ملتے ہیں - لیکن یہ مکمل نہیں ہے - انجمن ترقی اُردو علی گڈھ کے کتب خانے میں بھی اس کا ایک نسخہ محفوظ ہے - « گیان سروپ » ترکیب بند کی شکل میں لکھی گئی ہے آخری دو مصرعے ہر بند میں دھرائے گئے ہیں - یہ دونوں مصرعے شاہ تراب کے مرشد پیر پاشاہ حسینی سے متعلق ہیں - « گیان سروپ » میں اٹھاون (۵۸) بند ہیں اور اشعار کی تعداد دوسو بیس (۲۲۰) ہے - « گیان سروپ » کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے :—

اے پنچ بھوت کا بستارا ہے　　آب آتش خاک ہور بارا ہے
چت من بدھ اہنکارا ہے　　سب روپ کو سنگھارا ہے
پیو سب میں سب سوں نیارا ہے　　جیوں روشن جگمگ تارا ہے

جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اُسی بلھارا ہے

شاہ تراب نے یوں تو اپنی تمام تخلیقات میں ہندی الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن « گیان سروپ » میں ہندی الفاظ کی بہتات ہے - غالباً اپنی نظم کی اسی

۱ - مخطوطہ نمبر ۷۷۳ -

Marfat.com

خصوصیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے شاہ تراب نے "گیان سروپ" میں ایک جگہ کہا تھا :—

گن تن ہور من کا کہیا تراب
ہے ہندی بھا کا صحیح کتاب

"گیان سروپ" میں شاہ تراب نے اپنی دلچسپی کے مخصوص موضوعات پر روشنی ڈالی ہے ۔ ہندو دیو مالا اور ہندو مت کی طرف اشارے جابجا نظر آتے ہیں اور شاہ تراب نے ان کے ذریعے سے اسلامی عقائد کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے ۔ شاہ تراب نے اڑتالیسویں (۴۸) اور انچاسویں (۴۹) بند میں اپنے مرشد اور ان کے بزرگان طریقت کا ذکر کیا ہے ۔ "گیان سروپ" کے آخری بندوں میں انہوں نے اپنے وطن ترنامل اور وہاں کے مشہور مندر کی طرف بھی اشارہ کیا ہے ۔

"گیان سروپ" کے آخر میں کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ہے ۔ صرف "روز شنبہ دو جمادی الثانی بہ وقت پنجم ۲۵ در حیدرآباد سنہ ۱۱۲۱ ھ" لکھ دیا ہے ۔ فی الحال شاہ تراب کی جو تصانیف دستیاب ہوئی ہیں ان میں سب سے قدیم "گیان سروپ" ہی ہے ۔ اپنی اس ابتدائی تصنیف سے بھی شاہ تراب نہ صرف مطمئن ہیں بلکہ وہ اسے قابل تحسین بھی سمجھتے ہیں اور بڑے فخر کے ساتھ کہتے ہیں :—

یہ گیان سروپ جو املا بول
سب موتی اس میں انمولا بول
جیوں چاول لنگر ڈھولا بول
پر بوجھ اپنا سب ٹھولا بول

Marfat.com

«گیان سروپ» کی خصوصیت یہ ہے کہ اس نظم میں بڑی بیساختگی، آمد اور روانی ہے۔ چھوٹی بحر میں «گیان سروپ» کے اشعار بڑے سبک اور مترنم معلوم ہوتے ہیں۔ زبان کی سادگی، اسلوب کی بے تکلفی و بیساختگی اور روانی ملاحظہ ہو:—

جو غفلت میں دن کھوتا جی
پھل بات بدی کے بوتا جی
نہیں مایا سوں چت دھوتا جی
پڑ سستی میں کیوں کھوتا جی
میں جس کے کارن روتا جی
اُو امین علی کا پوتا جی

جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اُسی بلہارا ہے

«گیان سروپ» کے دو بند پیش ہیں اُن کے مطالعے سے شاہ تراب کے انداز بیان اور خود اس نظم کی اُٹھان کا اندازہ ہوسکتا ہے:—

من کالے بن کا رہو اسی تن مہیش کنول کا سکھو اسی
جیون جمنا گنگا ہور کاسی مل تروپتی کے ہیں باسی
مجھ بتلا صفات دسواسی گرُ رکھیا اپنا سنیاسی

جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اُسی بلہارا ہے

پیر باشاہ صاحب اولیاء میں اُن سے حال ہور لیا
وہ ہادی اپنا کرم کیا من بھاتا میرا وہی دیا
میں درسن کا جو شراب پیا تن من کا جھگڑا چکا دیا

جو پیر حسینی پیارا ہے
اے تراب اُسی بلہارا ہے

Marfat.com

غزلیں: شاہ تراب نے مثنوی اور نظم کے علاوہ غزل میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ شاہ تراب کی غزلیں چھوٹی اور مترنم بحروں میں ہوتی ہیں۔ غزل میں بھی وہ اپنی دوسری شعری تخلیقات کی طرح معرفت اور تصوف کے نکات پیش کرتے ہیں اور ان کا روئے سخن محبوب حقیقی کی طرف ہوتا ہے۔ مثنوی "مہ جبین و مسلا" میں قصے کے درمیان میں شاہ تراب نے غزل کے اشعار بھی لکھے ہیں۔ ادارۂ ادبیات اردو میں عبدالقادر بیدل کے دیوان پر بھی شاہ تراب کی دو تین غزلیں لکھی ہوئی ملتی ہیں۔[1] ادارۂ ادبیات اردو کے ایک دوسرے مخطوطے میں جس میں [illegible] موجود ہیں، لکھی گئی ہے ایک اور غزل کے چھ شعر لکھے ہوئے ملتے ہیں۔[2] شاہ تراب کی ایک غزل کے چار شعر ملاحظہ [illegible] کیے جاتے ہیں۔

صورت پہ [illegible]
در حقیقت ہے [illegible] صورت سب

ہر طرف [illegible] ادھر ادھر [illegible]
ہم [illegible] اس [illegible] کہو [illegible]

[illegible]
[illegible] موجود [illegible]

[illegible] موجود [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

۱۔ ملاحظہ ہو مخطوطہ ۳۱۱ [illegible]
۲۔ مخطوطہ [illegible]

Marfat.com

حبِّ حیدر سوں یوں صفا کر دل
جیوں صفائی میں آرسی حلب
بھول مت اے تراب نام علی
جان آکر رہے اگر بر لب

شاہ تراب کے مرشد پیر پاشاہ حسینی نے غزلوں کا ایک دیوان چھوڑا ہے جو اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد میں موجود ہے[1]۔ اس کا مطالعہ کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ تراب نے غزل گوئی میں اپنے مرشد اور استاد پیر پاشاہ حسینی کا تتبع کیا ہے۔ شاہ تراب کی غزلوں میں پیر پاشاہ حسینی کے اشعار کی طرح دردمندی، خستگی اور سلاست پائی جاتی ہے۔ شاہ تراب نے اپنی تصانیف میں اکثر جگہ اپنے مرشد کی غزلوں کے اشعار نقل کئے ہیں۔ وہ انہیں بطور نمونہ، مثالی شاعری کے کارنامے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شاہ تراب پیر پاشاہ حسینی کے کلام سے کافی متاثر تھے۔ شاہ تراب کی غزلوں میں حسینی کے کلام کی سی گداختگی، گھلاوٹ اور بے ساختگی ہونے کے باوجود حسینی کی سی شادابی رس اور رنگینی موجود نہیں ہے۔ حسینی کے چند اشعار ملاحظہ ہوں جن کے مطالعے سے ہم شاہ تراب اور پیر پاشاہ حسینی کی خصوصیات کلام کا مقابلہ کرسکتے ہیں: —

دلبر چمن میں ناز سوں آیا ہلو ہلو
ہر غنچہ لب کوں خوب ہنسایا ہلو ہلو

---

[1] دیوان حسینی - اسٹیٹ لائبریری - حیدرآباد

ہر ذرہ بیچ ہوی ہوں دانا شمس عالم [illegible]

خورشید آ و جو چھپ ہوں دکھلا یا [illegible]

وہ یار بادہ فام سمجھ مستحق وصل

کچھ [illegible] دان دیے مجھ کوں [illegible]

[illegible] نے دفع کرنے تپش ہجر کوں کریا

آ سینہ مجھ [illegible] سوں سینہ [illegible]

دینے کوں وصل آج صنم مہربان ہو کو

کیا اب میں [illegible]

اس [illegible] ہے آج [illegible] وصل

کر [illegible] چھپا [illegible]

دیکھ [illegible] حق میں [illegible] کو [illegible]

[illegible]

شاہ تراب کی غزلوں میں [illegible] ہے۔ ہندی شاعری کی طرح [illegible] میں [illegible] کا یہ انداز ملاحظہ ہو:-

[illegible] کوں [illegible] کا شمع [illegible]

سجن [illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

چمن چمن سب کھلے منی ہوں خبر نہیں ہے پیا گیا ہے
پیا پیا کہہ پھری دیوانی بھنور کے نمنے کلی کلی جی

ہوا پکارا یہی کہ جان میں پتھر سے تن کوں بسیا دیوانی
برہا میں پیو کی برہانی ہو کر چکی میں غم کی دلی دلی جی

کروں میں فریاد کس تے جا جو کوی جاے دل کا داد دیوے
غزل تو میرا پکارتا ہے جواب خاطر ولی ولی جی

اتا اشارت سوں بولتے ہیں سکل محبان تراب کے تئیں
قبر سوں اپنے اوٹھا او کہتا بہ روز محشر علی علی جی

شاہ تراب کی ایک اور غزل دستیاب ہوتی ہے جو ظہور کلی کے آخری اوراق کے حاشیہ پر تحریر کی ہوئی ہے۔ یہ غزل مذہبی رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے جیسا کہ حسب ذیل اشعار سے اندازہ ہوسکتا ہے :—

اُس عشق پا کباز کوں جب نہ اثر ہوا
تب نور ذات جوش ہو از گنج بر ہوا
پس نور ذات نام رکھیا احمدی صفات
سو وصف کی زباں ستی گُنگا اجہر ہوا
تب احمدی صفات سوں مشغول ہو رہا
اُس مشغولی سبب منے آدم پسر ہوا
آدم پسر لگے کہ لگے یا پدر اُسے
اُس راز کے ہنر میں تو آدم پدر ہوا

۱۔ کنزل المومنین ۔ از عابد شاہ ۔ فقہ حنفی ۔ نمبر ۱۰۰۲ ۔ آصفیہ لائبریری حیدرآباد۔

Marfat.com

کیونکر کو پوچھتا تو سمج دیکھ اس روش
آدم کد ہین تے اُسے قدر بشر ہوا

گر نہیں تو نام اُس کا لیون ہار کوئی نہ تھا
مخفی سوں اس سبب ستی ظاہر جہر ہوا

اس خاک کے پنجر کون چڑیا اس بدل شرف
اُس شاہ کے گمت کو جد ہان تن یو گہر ہو

اس گہر کی نازکی کے بدل بعد از آن او شاہ
حاکم ہوا سو تل منے ہوئیں ہور اثر ہوا

باطن کی روشنی کون بھریا اس مندیر میں [illegible]
ظاہر سو نور تے یو سورج ہور [illegible]

شاہ جب مندیر میں آ کو بیٹھا تخت جیئو کے
تب اس گل صفا ستی دل کا [illegible]

[illegible] تن [illegible] کہ مگر ہے مندیر سروپ
گہر [illegible] ہیں ہے شاہ کا [illegible]

اس عشق کے خیال ہو چڑھائی جو سر [illegible]
چشمے [illegible] کے کھول [illegible] شہ [illegible]

[illegible] حسن کے چمن کون چھپا کر [illegible]
دکھنا [illegible] کیا [illegible]

[illegible] وصف ذات ظاہر و باطن [illegible]
ستار میں [illegible] سو [illegible]

[illegible]
[illegible]

"آئینہ کثرت" ہے۔ جس کا سنہ تصنیف ۱۱۸۷ھ ہے۔ اس میں شاہ تراب نے اپنے والد اور اپنی اولاد اور خاندان کا بھی ذکر کیا ہے اور اس سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والد کا نام عبداللطیف خان تھا اور یہ کہ ان کا انتقال سنہ ۱۱۱۵ھ میں ہوا تھا۔ مثنوی "آئینہ کثرت" میں شاہ تراب اپنی لڑکی اور لڑکے کو دادا کے نقش قدم پر چل کر زندگی کو کامیاب بنانے کی ہدایت کرتے ہیں۔ انجمن ترقی اردو علی گڑھ کے کتب خانے میں "آئینہ کثرت" کا ایک نسخہ موجود ہے۔ کتب خانے کے مخطوطات کی جو وضاحتی فہرست رسالہ "اردو ادب" میں شائع ہوئی ہے اس میں "شاہ تراب کا تخلص حسینی" لکھا ہوا ہے جو درست نہیں ہے۔ شاہ تراب کا تخلص حسینی نہیں تھا۔ غالباً یہ غلط فہمی اس لئے بھی ہوئی ہے کہ شاہ تراب اپنی تصنیف میں جگہ جگہ اپنے پیر و مرشد حسینی کا ذکر کرتے ہیں اور ایسے انداز میں مدح کرتے ہیں کہ یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ یہ اشعار کسی حسینی تخلص والے شاعر کی ادبی کاوش ہیں۔ مثال کے طور پر "من سمجھاون" میں شاہ تراب کا یہ شعر ملاحظہ کیجئے:۔

حسینی کو ہمیں ہادی جانو
خدا ہور محمد علی مل کے جانو

اس قسم کے اشعار سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ شاید یہ حسینی کے اشعار ہیں اور شاہ تراب کسی دوسرے شاعر کا اس میں مرشد کی مدح کا اظہار کر رہے ہیں۔

Marfat.com

آئینہ کثرت [illegible]

ساتھ (۱۹۶۰) اشعار [illegible]

چوبیس (۱۲٤) تک [illegible]

گئی ہیں اس مخطوطے پر [illegible]

نہیں ہے اور نہ ہی کاتب [illegible]

آئینہ کثرت [illegible]

کے مسائل کی تشریح [illegible]

ہے کہ شاہ تراب [illegible]

حامی تھے [illegible]

تصورات کا [illegible]

مظہر کلی [illegible]

کرچکے ہیں آئینہ کثرت [illegible]

اس مثنوی کی [illegible]

شواہد ہیں موجود [illegible]

بعض اہم [illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
مجموعہ کلام [illegible]	[illegible]
شاہ [illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

"حجت الاسلام" کا جو نسخہ کتب خانے سالار جنگ میں دستیاب ہوتا ہے اس پر مصنف کا نام شاہ عبدالغنی تحریر کیا ہوا ملتا ہے - اس میں پچیس (۲۵) صفحات ہیں اور ہر صفحے پر پندرہ سطریں لکھی گئیں ہیں - اس رسالہ میں سوال و جواب کے طور پر فقہ اور اصول دین سے متعلق بعض عام فہم باتیں بیان کی گئی ہیں - سوال اور جواب کے لفظ سرخی میں تحریر کئے گئے ہیں - "حجت الاسلام" میں سوالات کی کل تعداد پچاس (۵۰) تک پہنچتی ہے - ابتداء میں چھوٹے چھوٹے جوابات اور بعد میں تفصیلی اور طویل جوابات ملتے ہیں - اس کا سائز ۸ × ۴ ½ ہے -

اس رسالے کے مصنف شاہ تراب ہی ہیں اس کا ہمیں کوئی ثبوت نہیں ملتا - چونکہ کتب خانہ انجمن ترقی اُردو کے نسخے پر مصنف کا نام شاہ تراب لکھا گیا ہے محض اس بناء پر یہ قیاس کرنا کہ یہ شاہ تراب ہی کی تصنیف ہے صحیح نہیں معلوم ہوتا - کتب خانے سالارجنگ کے نسخے پر تو نام بھی بدلا ہوا ملتا ہے - اور دوسرے ہی مصنف کا نام تحریر کیا گیا ہے - اس رسالے میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی جس سے ہم یہ ثابت کرسکیں کہ "حجت الاسلام" شاہ تراب ہی کی تصنیف ہے - اس نام کی اور بہت سی شخصیتیں گذری ہیں - (پچھلے صفحات میں اس کا ذکر آچکا ہے) - ان تمام حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قطعیت کے ساتھ یہ بتانا کہ یہ تصنیف شاہ تراب گنج الاسرار ہی کی ہے ، بہت مشکل ہے - یہی حال "مجموعہ کلام شاہ تراب" کا بھی ہے اس کے بارے میں بھی ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ شاہ تراب ہی کی ادبی تخلیق ہے -

Marfat.com

من سمجھاون کے مختلف نسخے | «من سمجھاون» کے پانچ نسخے حیدرآباد میں موجود ہیں ایک کتب خانہ سالار جنگ میں دوسرا اور تیسرا [illegible] اور چوتھا اور پانچواں نسخہ ادارہ ادبیات اُردو میں موجود [illegible] مسجد بمبئی کے کتب خانہ میں بھی «من سمجھاون» کا ایک نسخہ [illegible] اس سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ ہر مخطوطے میں بندوں [illegible] تعداد مختلف ہے۔ بعض نسخوں میں جو بند موجود ہیں وہ [illegible] میں موجود نہیں ہیں اسی طرح بعض اشعار کے الفاظ [illegible] نسخوں سے بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

نسخہ (الف) | «من سمجھاون» کا جو نسخہ کتب خانہ سالار [illegible] مخطوطہ ہے وہ ناقص الاول اور ناقص الآخر ہے۔ اس میں [illegible] جس میں مخطوطے کے نام کا بھی ذکر ہے موجود نہیں۔ اس کے [illegible] چار بند بھی غائب ہیں۔ اس مخطوطے کا نام کتب خانہ [illegible] مخطوطات کی وضاحتی فہرست میں «علی نامہ» بتایا گیا ہے [illegible] اس غلط فہمی کی ایک وجہ یہ ہوگئی کہ کتب خانہ [illegible] نسخہ موجود ہے وہ اس بند سے شروع ہوتا ہے جس میں حمد [illegible] کی گئی ہے جو حسب ذیل ہے:-

کشن جس کوں کہتے علی نام ہے
علی نام لینے سوں آرام ہے

مخطوطے کے اس پہلے بند کو دیکھ کر وضاحتی فہرست کے مرتب [illegible] نے اس کا نام «علی نامہ» رکھ دیا ہے حالانکہ اس [illegible]

[illegible] علی نامہ۔ تصوف و اخلاق۔ ۱۲۸ [illegible]

نام درج نہیں ہے - اس نسخہ میں صرف بہتر (۷۲) بند ہیں اور آخر کے بہت سے بند ندارد ہیں - اس کے علاوہ بندوں کی ترتیب میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے - ‹‹ علی نامہ ›› کے بعض اشعار میں الفاظ بھی بدلے ہوئے ہیں - اس مخطوطے کے آخر میں کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج نہیں ہے -

مخطوطہ (ب) | اسٹیٹ لائبریری کا نسخہ مذکور بالا نسخے سے کئی اعتبار سے بہتر ہے - اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہندی فلسفے کی اصطلاحوں کے معنی اور مترادفات مخطوطے کے سرورق اور اندر کے اوراق کے حاشیہ پر لکھ دیئے گئے ہیں مگر تمام اصطلاحات کا ترجمہ اور تشریح موجود نہیں صرف چند اصطلاحوں کے فارسی اور عربی مترادف اصطلاحیں لکھ دی گئی ہیں - پھر بھی ان سے « من سمجھاون » کے مطالعے میں تھوڑی بہت مدد مل جاتی ہے - اس مخطوطے کی ابتداء میں بھی چونکہ تمہیدی نثر کا وہ حصہ موجود نہیں جس میں شاعر نے کتاب کے نام کی وضاحت کی ہے . اس لئے اس نسخے پر من سمجھاون کے بجائے « دوازدہ بحر تراب شاہ یا بارہ بحر شاہ میاں تراب تصنیف تراب شاہ » لکھا ہوا ملتا ہے - چونکہ « من سمجھاون » بارہ مختلف حصوں میں منقسم ہے غالباً اسی لئے اُس کا نام کاتب نے « بارہ بحر » لکھ دیا ہے ‹‹ قاموس الکتب ›› میں مولوی عبدالحق نے لکھا ہے کہ « بارہ بحر » نام کا ایک مخطوطہ حیدرآباد میں سردار الحکماء کے کتب خانے میں موجود ہے[1] - لیکن « من سمجھاون » کا اصل نام « بارہ بحر » نہیں ہوسکتا اور یہاں

۱ - قاموس الکتب - مولوی عبدالحق - ۵۵۲ -

Marfat.com

کسی شبہ کی گنجائش بھی نہیں کیونکہ خود شاعر نے نظم شروع کرنے سے پہلے اس کا نام "من سمجھاون" بتا دیا ہے -

اسٹیٹ لائبریری کے نسخے میں تمہیدی نثر کے بعد پہلا تمہیدی شعر بھی موجود نہیں کاتب نے "بحر اول" لکھ کر اصل نظم شروع کردی ہے - اس مخطوطے میں آٹھ ایسے بند ہیں جو دوسرے نسخوں میں موجود نہیں ہیں - اس نسخے میں ایک سو چوبیس (۱۲۴) بند موجود ہیں اور "بحر دہم" کے بعد سے گرو اور چیلے کا سوال جواب شروع ہوتا ہے جو گیارھویں بحر کے ختم تک موجود ہے اس کے بعد کی بحر یعنی بارھویں بحر موجود نہیں ہے - یہ نسخہ بھی پہلے نسخے کی طرح ناقص الاخر ہے - اس نسخے کا سنہ کتابت ۱۲۸۵ھ ہے اور کاتب سید محب حسین ہیں - اس میں سنہ تصنیف درج نہیں ہے -

اسٹیٹ لائبریری کے نسخہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کا گیارھواں حصہ مکمل ہے - ورنہ دوسرے تینوں نسخوں میں میں گیارھویں حصہ کے تقریباً تمام اشعار ساقط ہیں -

مخطوطہ (ج) اسٹیٹ لائبریری میں "من سمجھاون" کا ایک اور نسخہ موجود ہے[1] - یہ نسخہ کئی حیثیتوں سے ناقص ہے - اس میں [illegible] شعر موجود ہیں اور یہ [illegible] حصہ ہیں - اس مخطوطہ میں [illegible] حصوں کے کئی کئی بند چھوڑ دئے [illegible] ہیں [illegible]

۱ - ملاحظہ ہو [illegible] اسٹیٹ لائبریری [illegible]

تعداد بھی کم ہے ۔ اس کے علاوہ بندوں کی ترکیب بھی ٹھیک نہیں ہے ۔ ان میں تسلسل اور ربط کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے ۔ اس مخطوطے میں کہیں کاتب کا نام اور سنہ کتابت درج کیا ہوا نظر نہیں آتا ۔ مخطوطے کے ... ورق پر " کلام تراب " لکھا ہوا ملتا ہے اور اس مخطوطے کی ... بند سے ابتداء ہوتی ہے :—

صفت کر اول اُس کی جو رام ہیگا

" میں سمجھاوں " کے حصہ اول کے تمام بندوں میں جن دو مصرعوں کی تکرار ہے وہ بھی اکثر جگہ موجود نہیں ہیں کہیں صرف ایک مصرعہ ... " وہی ساقی بزم گلفام ہیگا " تحریر کیا ہوا ہے ۔ اسی طرح ... سے چوتھے اور باقی تمام حصوں کے مکرر لکھے جانے والے مصرعوں کی ترتیب میں بھی اختلاف ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ کہیں صرف ایک مصرعہ تحریر کیا گیا ہے اور کہیں صرف دوسرا مصرعہ اور ... دونوں مصرعے غائب ہیں مثلاً " کلام تراب " کے پندرھویں بند ... دونوں مصرعے موجود نہیں ہیں اسی طرح چودھویں بند میں چھ مصرعوں کے بجائے صرف تین مصرعے تحریر کئے گئے ہیں ۔

" کلام تراب " کے کاتب نے اس نظم کو مختلف حصوں میں تقسیم ... نہیں تحریر کیا ہے ۔ بعض صفحات کے حاشیے پر بھی چند مصرعے لکھے ... گئے ہیں ۔ کاغذ اور کتابت ٹھیک نہیں ہے ۔ مخطوطہ (...) میں ... کی جیسی باقاعدہ تقسیم نظر آتی ہے وہ اس نسخہ میں نظر نہیں ... ۔ اس نسخہ میں اکثر جگہ ایک حصے کے بند دوسرے حصے ... بندوں کے ساتھ غلط ملط کرکے لکھے گئے ہیں ۔

Marfat.com

Marfat.com

مخطوطہ (ہ) | ادارہ ادبیات اُردو میں "من سمجھاون" کا ایک اور نسخہ موجود ہے - اس مخطوطے کا ابتدائی حصہ بالکل مکمل ہے اور نثر کی عبارت بھی موجود ہے اور تمہیدی شعر بھی اس میں ایک سوتیئیس (۱۲۳) بند ہیں - کاتب نے اس کا صحیح نام من سمجھاون تحریر کیا ہے - اس نسخہ میں کوئی بند ایسا نہیں جو دوسرے نسخوں میں موجود نہ ہو البتہ بعض مصرعوں کی ترتیب میں فرق نظر آتا ہے اور بعض مصرعے بدلے ہوئے بھی ہیں - اس نسخے کے کاتب کا نام نادر علی ہے اور سنہ کتابت 1175 ھ تحریر کیا گیا ہے - یہ نسخہ بھی ناقص الآخر ہے - اس کے علاوہ گیارہویں حصے کے چودہ بند بھی اس میں موجود نہیں ہیں -

مخطوطہ (و) | چونکہ حیدرآباد کے مختلف کتب خانوں کے یہ پانچوں نسخے ناقص الآخر تھے[1] اس لئے راقمۃ الحروف نے جامع مسجد بمبئی کے کتب خانے کے مخطوطے سے استفادہ کیا ہے جس کا آخری حصہ بالکل مکمل ہے - اس مخطوطے کی ابتداء میں سرخ روشنائی سے لکھا ہوا ہے - "این رسالہ تصنیف برہمن حسینی مسمی بہ من سمجھاون است" یہ نسخہ نستعلیق خط میں لکھا گیا ہے اور اس کا سائز ″۸ × ٦ ہے - اس نسخے میں نہ صرف تمہیدی شعر اور تمہیدی نثر موجود ہے بلکہ درمیان کے بھی بہت سارے اشعار موجود ہیں اس مخطوطے پر کہیں سنہ تصنیف درج نہیں ہے - یہ "دیوان علیم" ، "پنچھی باجا" اور "رموز الکاملین" کے ساتھ مجلد ہے - کاتب کو شاہ تراب کے نام کے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے اور اس نے "من سمجھاون" کے صرف اس شعر

---

۱ - اس کا ذکر پچھلے صفحات میں آچکا ہے -

Marfat.com

کو پڑھکر :—

حسینی برہمن اپنے نام داری
کہا ہے یو رنگین سخن یادگاری

شاہ تراب کا نام حسینی برہمن بتا دیا ہے۔

گذشتہ صفحات میں "من سمجھاون" کے جن نسخوں کا ذکر کیا گیا ہے اُن کے مطالعے کے بعد ادارہ ادبیات اُردو کے مخطوطے "ھ" کو بنیاد بنا کر دوسرے مخطوطوں سے مقابلہ کرتے ہوئے "من سمجھاون" نقل کی گئی ہے۔ اس نسخے کو بنیاد بنانے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ (۱) یہ مخطوطہ دوسرے مخطوطوں سے زیادہ مکمل معلوم ہوتا ہے۔ (۲) دوسرے اس میں بندوں کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ (۳) تیسرے یہ کہ اس مخطوطے کو بڑی باقاعدگی کے ساتھ حصوں میں تقسیم کرکے تحریر کیا گیا ہے۔ دوسرے نسخوں کی ترتیب میں اتنی باقاعدگی اور سلیقہ نظر نہیں آتا۔ (٤) چوتھی وجہ اس مخطوطے کو بنیاد بنانے کی یہ ہے کہ یہ نسخہ دوسرے نسخوں کے مقابلہ میں قدیم بھی ہے۔

من سمجھاون بحیثیت نظم

"من سمجھاون" کی ہئیت اور اس کا روپ بھی بہت دلچسپ ہے۔ شاہ تراب نے "من سمجھاون" کی شکل و ہئیت کے انتخاب میں بڑی اپچ اور انفرادیت کا ثبوت دیا ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی کہا جا چکا ہے "من سمجھاون" [illegible] مختلف حصوں پر مشتمل ہے۔ ہر حصے میں بندوں کی تعداد مختلف ہے۔ "من سمجھاون" دراصل بطور ترکیب بند لکھی گئی ہے۔ ہر بند میں چھ مصرعے ہیں۔

Marfat.com

"من سمجھاون" کی ایک [illegible] خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ہر حصہ ایک علاحدہ موضوع پر لکھا گیا ہے [illegible] ہر حصے میں مختلف [illegible] ہیں۔ چونکہ "من سمجھاون" کے ذریعے [illegible] مختلف سماجی، اخلاقی اور فلسفیانہ نکات کی توضیح کرنا چاہتے [illegible] ان کے پیش نظر [illegible] متنوع موضوعات تھے [illegible] نے اس نظم کے ہر حصے میں مختلف [illegible] اور قافیہ [illegible] ہے اور ہر حصے [illegible] ملحوظ رکھا ہے [illegible] نظم کی یکسانیت [illegible] ہے۔ اس [illegible] خیالات کی رنگا رنگی [illegible] طرز اظہار [illegible] میں بھی [illegible] جاتی ہے۔

[illegible] "من سمجھاون" کی ابتدا میں [illegible] بطور تمہید لکھی ہیں [illegible] ہیں کہ ان کی یہ [illegible] کے مشہور فلسفی اور شاعر [illegible] نظم کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ وہ [illegible] یہ ہیں :

[illegible] کا جواب ہے [illegible]
[illegible] میں [illegible]
اس کا [illegible] کھولیا [illegible] من سمجھاون
اس کا [illegible] سربلندی ہے [illegible]

اس عبارت کے بارے میں [illegible] کے کتب خانے کی فہرست کے [illegible] غالباً مقصد [illegible]

Marfat.com

سے مغالطہ ہوا ہے کہ یہ نثر نہیں نظم ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جامع مسجد بمبئی کے کتب خانے میں ''من سمجھاون'' کا جو نسخہ ہے اس میں یہ نثری حصہ بطور عبارت نہیں لکھا گیا ہے بلکہ جس طرح شعر کے دو مصرعے درمیان میں تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر لکھے جاتے ہیں اسی طرح کاتب نے مقفیٰ جملے لکھ دیئے ہیں جس کی وجہ سے بادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نثر نہیں نظم ہے۔

پہلا بند شروع کرنے سے پہلے شاہ تراب نے تمہید کا ایک شعر بھی دیا ہے جس میں وہ یہ کہتے ہیں کہ زبان خواہ کوئی ہو ہمیں معنی سے سروکار رکھنا چاہئیے :—

زبان کوئی ہوئی تو کیا معنی سوں ہے کام
تراب نے یوں کیا وصف دلارام

یہ ایک شعر علحدہ بحر میں ہے اور اس کے بعد سے دوسری بحر میں ''من سمجھاون'' شروع ہوتی ہے۔ اس نظم کے تمام حصے ایک ہی بحر میں لکھے گئے ہیں۔ ''من سمجھاون'' کا نام بعض نسخوں میں ''بارہ بحر'' بھی لکھا گیا ہے (اس کا ذکر پچھلے صفحات میں آچکا ہے) لیکن یہ نام بحر کے اختلاف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس نظم کے بارہ مختلف حصوں میں منقسم ہونے کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ ''من سمجھاون'' کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ہر حصہ کے تمام بندوں کا آخری مصرعہ مشترک ہے۔ مثلاً پہلے حصے کے تمام بندوں کا چوتھا مصرعہ یہ ہے :—

وہی ساقی بزم گل فام ہوگا

اسی طرح دوسرے حصے میں ''اٹھ سب [illegible] چلا جائیں گے کوئی نہ'' اور تیسرے حصے میں ''ارے من نکو [illegible]'' والے مصرعے کا التزام رکھا گیا ہے۔

Marfat.com

من سمجھاون کی بحر شاہ تراب نے «من سمجھاون» ۔ سنت رام داس کی مقبول عام تخلیق «شری مناچے شلوک» کے «جواب» میں لکھی ہے ۔ اُنہوں نے اس کتاب کا نام نہیں بتایا مگر «من سمجھاون» کے مطالب ، اس کی بحر اور پھر نام کو دیکھنے کے سے اور «شری مناچے شلوک» کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ «من سمجھاون» رام داس کی «مناچے شلوک» ہی سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے ۔ اگر چہ کہ شاہ تراب نے رام داس کی مشہور کتاب اور ان کے شاہکار «داسا بودھ» سے بھی بعض مطالب اخذ کئے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس سے بھی متاثر ہوتے ہیں لیکن «من سمجھاون» میں «داسا بودھ» سے زیادہ «شری مناچے شلوک» کا اثر نظر آتا ہے ۔ شاہ تراب اس نظم سے اتنے متاثر ہوتے ہیں کہ اُنہوں نے بحر بھی وہی استعمال کی ہے جو رام داس کی «شری مناچے شلوک» کی بحر سے مشابہت رکھتی ہے ۔ رام داس نے «شری مناچے شلوک» میں جو بحر استعمال کی ہے وہ بھوجنگ پرایات (भुजंग प्रयात) ہے اور اس بحر کے ارکان سے موتی ہم آہنگی رکھنے والی بحر متقارب شاہ تراب نے «من سمجھاون» کے لئے منتخب کی ہے ۔ بھوجنگ پریات کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں چار (य) ہوتے ہیں یعنی چار رسو (ह्रस्व) اور آٹھ دیرگھ (दीर्घ) ہوتے ہیں ۔ «مناچے شلوک» اور «من سمجھاون» کے حسب ذیل مصرعوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بحر متقارب اور بھوجنگ پریات میں کتنی مشابہت ہے ۔

«من سمجھاون» : —

سدا رام کے نام سوں کام ہیگا

य   य   य   य

U – –   U – –   U – –   U – –

सदा राम के नाम सूं काम होगा

Marfat.com

مناچے شلوک :—

نو پے کشی کدا رام داسا بھو مانی

य य य य

U - - U - - U - - U - -

नुपेशी कदा राम दासा भीमानी

« شری مناچے شلوک » کی بحر بھوجنگا پرایات بحر متقارب سے خاصی مشابہت رکھتی ہے متقارب کے ارکان ۔ فعولن فعولن فعولن ۔ فعول ہیں ۔

من سمجھاون اور مناچے شلوک کی ہیئت کا اختلاف

« من سمجھاون » اور « مناچے شلوک » کی بحر مشابہ ہونے کے باوجود ان کی ہیئت میں کافی فرق نظر آتا ہے ۔ « مناچے شلوک » مختلف حصوں میں منقسم نہیں ہے ۔ اس میں دوسو پانچ (۲۰۵) بند (Stanza) ہیں اور ہر بند میں چار مصرعے گویا کل نظم میں آٹھ سو بیس (۸۲۰) مصرعے ہیں ۔ دونوں نظموں کی ہیئت میں ایک اور فرق یہ ہے کہ « مناچے شلوک » کے ہر بند میں چار مصرعے ہیں اور « من سمجھاون » میں ہر بند چھ مصرعوں پر مشتمل ہے اور یہ ایک ترکیب بند ہے ۔ « من سمجھاون » کی طرح « مناچے شلوک » میں بھی بعض خاص مصرعوں کی تکرار ہوئی ہے ۔ « من سمجھاون » میں پانچویں اور چھٹے مصرعے کی تکرار کا التزام رکھا گیا ہے اور « مناچے شلوک » میں چوتھا مصرعہ دھرایا گیا ہے ۔ « مناچے شلوک » میں پہلا ، دوسرا ، تیسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتے ہیں ۔ « من سمجھاون » میں پہلے چار مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور آخری مصرعوں کی ردیف [illegible] کا قافیہ بدلا ہوا ہوتا ہے ۔

شری مناچے شلوک

« شری مناچے شلوک » [illegible] لیکن ان کے مشہور کارنامے « داس بودھ » [illegible] تصنیف ہے ۔ اس کی سب سے بڑی خوبی [illegible]

Marfat.com

عام فہم انداز اور سلیس زبان میں اخلاقی، سماجی اور فلسفیانہ نکات کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ «داس بودھا» کا اسلوب اور طرز اظہار ایسا ہے کہ صرف پڑھا لکھا طبقہ اور علمی استطاعت رکھنے والے لوگ ہی اس سے محظوظ ہو سکتے ہیں اس کے برخلاف «مناچے شلوک» میں سادہ پیمانے پر اعلیٰ قدروں کو پیش کیا گیا ہے۔ رام داس کی یہ کتاب اتنی مقبول ہے کہ ہر طبقے اور ہر عمر کے شخص کو اس کے اشعار یاد ہیں۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ «مناچے شلوک» مہاراشٹرا کے خطے کی مقبول ترین کتاب ہے۔ «داس بودھا» لوگوں کے دماغوں پر اثر کرتی ہے تو «مناچے شلوک» نے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا ہے۔ «مناچے شلوک» کو مسٹر یس۔ یس دیو، رام داس کا شاہکار قرار دیتے ہیں کیونکہ یہ رام کی دوسری تخلیقات سے زیادہ مقبول خاص و عام کتاب ہے «مناچے شلوک» کے اکثر شعر مہاراشٹرا کے بچوں کو بھی یاد ہوتے ہیں۔

«شری مناچے شلوک» کے متعلق «مسٹی سیزم ان مہاراشٹرا» کے مصنف رانا ڈے کا خیال ہے کہ یہ کتاب نہ صرف اخلاقی اور روحانی اقدار کے اعتبار سے اہم ہے بلکہ اس میں رام داس نے دنیاوی زندگی کے ایسے مختلف اور متنوع تجربات بھی بیان کئے ہیں جو انسانی نفسیات اور انسانی ذہن کی مختلف کیفیتوں اور مخالف محرکات کی حقیقی نمائندگی کرتے ہیں۔

رام داس نے اپنی تعلیمات کی اشاعت کے لئے مختلف چھوٹی بڑی کتابیں لکھی تھیں «مناببوا گوساوی» اور «کرونا شٹیک» کی طرح «مناچے شلوک» کا مقصد بھی عوام کے اخلاق کی اصلاح اور روحانیت

Marfat.com

کا پرچار تھا۔ رام داس کی تصانیف کے پس منظر میں ان کا یہ جذبہ بھی کارفرما تھا کہ مہاراشٹرا کے عوام کو متحد کرکے ان میں صحت مند سماجی اور سیاسی تصورات کو عام کریں۔ عظیم تر مہاراشٹر کے اس تصور کو رام داس مذہب پرستی اور روحانیت کے ذریعہ تقویت پہنچانا چاہتے تھے۔ ان کے پیش نظر برہمنوں کی معاشی تباہ حالی، ان کا ذہنی انحطاط اور سماجی تنزل تھا۔ «مناچے شلوک» میں رام داس جگہ جگہ ہندوؤں کو مذہب کے صحیح راستے پر چلنے اور دل میں انسانیت کا درد پیدا کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

«مناچے شلوک» کی ابتداء میں رام داس گنیش کی حمد و ثنا کرتے ہیں جیسا کہ اکثر مرہٹی شعرا کا طریقہ ہے۔ حمد و ثنا کے بندوں کو ختم کرکے رام داس اصل مقصد کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ «مناچے شلوک» میں سب سے پہلی بات جس پر رام داس نے زور دیا ہے وہ یہ کہ انسان جب تک برے جذبات کو اپنے دل سے نکال نہ دے رام کو اپنے من میں بسا نہیں سکتا۔ کیونکہ رام اس من میں بسیرا نہیں کرتا جو گناہ حرص اور بدی کے خیالات سے معمور ہو۔ رام داس نے انسانی خواہشات کو ختم کرنے اور بلند روحانی قدروں کو اپنانے کی تعلیم دی ہے۔ اور جھوٹ، غصہ، غرور اور بے حیائی سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔ رام داس کہتے ہیں کہ عبادت اور بھگتی کے سوا انسان کی نجات کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ دنیوی خواہشات کو انہوں نے ایک ایسے جال سے تشبیہ دی ہے جس میں پھنس کر نکلنا دشوار ہوجاتا ہے۔

Marfat.com

«مناچے شلوک» کے بعض بندوں میں رام داس نے رام کے بڑے حسین مرقعے پیش کئے ہیں۔ رام داس کہتے ہیں کہ وہ رام جس نے امبر رشی۔ گجیندر۔ دھرو۔ دسا اوتار اور اجامیٹر کے ذریعہ سے دنیا کو پاپ سے پاک کرنے کی کوشش کی ہے اپنے اُس داس کو درس دیتا ہے جو عقل کے ذریعے نہیں بلکہ عشق اور وجدان کے سہارے اس کو سمجھانا چاہتا ہے۔ صرف بحث و مباحثے کے سہارے ہم اُس بلندی تک نہیں پہنچ سکتے جہاں عرفان اور نروان حاصل ہوتا ہے۔ رام داس نے ظاہرداری سے دور رہنے اور نیک عمل کرنے کی ہر جگہ تعلیم دی ہے۔

«مناچے شلوک» میں رام داس نے اکثر بندوں کے چوتھے مصرعے کی تکرار کی ہے «من سمجھاون» میں بھی شاہ تراب ہر بند کے پانچویں اور چھٹے مصرعے کی تکرار کرتے ہیں۔ دونوں شاعروں کے یہاں بند کے آخری حصے کی تکرار کا مقصد ایک خاص خیال کو ذہن نشین کروانا اور ایک مخصوص تصور کی اہمیت محسوس کروانا ہے۔ «مناچے شلوک» کے ابتدائی بندوں میں اس طرح کی تکرار نہیں ملتی۔ ستائیسویں (۲۷) بند سے اس کی ابتداء ہوتی ہے اور مصرعے یہ ہے:-

«نو پہے کشی کد رام دسا بھی مانی» (یعنی رام اپنے داس کو کبھی نظرانداز نہیں کرتا) اس مصرعے کی تکرار اڑتیسویں (۳۸) بند تک ہوتی ہے اور پھر اڑتیسویں (۳۸) بند سے لیکر بیالیسویں بند تک ایک اور مصرعہ یعنی «مناسجنتا راگھوہں وستی کیجے» ہے

Marfat.com

سینتالیس (۴۷) سے لیکر چھپن (۵۶) بند تک جس مصرعے کو دہرایا گیا ہے وہ ''جگی دھنیا تو داس سرو تماسہ'' ہے۔ (آدرشک داس میں یہ خوبیاں ہوتی ہیں) لیکن ستاون (۵۷) بند سے اس طرح کی تکرار ختم ہوجاتی ہے اور نو بندوں میں کسی خاص مصرعے کا التزام نہیں رکھا گیا ہے۔ لیکن شاہ تراب کی من سمجھاون کا کوئی بند تکرار سے خالی نہیں ہے۔ سیسٹھویں (۶۷) بند سے "پر بھاتیں منی رام جنتنا زاوا" (صبح خدا کی پرستش کرنی چاہئے) شروع ہوتا ہے۔ اس مصرعے کو رام داس نے چھہترویں (۷۶) بند تک باقی رکھا ہے۔ پھر ستیہترویں (۷۷) بند سے لیکر ایک سو پندرہویں (۱۱۵) بند تک مصرعوں کی تکرار نہیں ہے۔ ایک سو سولہا (۱۱۶) سے یہ مصرعہ ''وہ ہے کبھی کدا دیو بھگتا بھی ماہی'' (رام اپنے سچے بھگت کو نظر انداز نہیں کرتا) کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہ مصرعہ ایک سو پچیس (۱۲۶) تک دھرایا گیا ہے پھر ایک سو چھبیس (۱۲۶) سے تکرار ختم ہوگئی ہے۔ اسی طرح ایک سو چھیالس (۱۴۶) سے لیکر ایک سو پچاس (۱۵۰) تک ''منا سنت انت شو دھوی پاہیں'' کی تکرار ہے اسی طرح ایک سو ترسٹھ سے ایک سو سیسٹھ تک اور پھر ایک سو چھیاسی (۱۸۶) سے لیکر ایک سو نوے (۱۹۰) تک تکرار باقی رکھی گئی ہے۔ آخری پندرہ بندوں میں کسی مصرعے کی تکرار نہیں۔

"مناچے شلوک" کو ختم کرتے ہوئے رام داس کہتے ہیں کہ یہ دو سو پانچ مصرعے جو لوگ پڑھیں گے ان کو گیان مل جائے گا اور ان کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ جاہل بھی "مناچے شلوک" کو پڑھ کر ویراگ کے بھید کو جان لے گا''۔

Marfat.com

«شری مناچے شلوک» کی زبان بہت سادہ اور سلیس ہے کیونکہ رام داس نے یہ کتاب عوام کی اصلاح کے لئے لکھی تھی اور اپنی اس نظم میں وہ عام آدمی ہی سے مخاطب ہیں۔ رام داس نے «مناچے شلوک» میں زبان کی کے لطف۔ خیال کی بے تکان پرواز اور الفاظ کی شعبدہ بازی سے زیادہ خیال کی صداقت۔ اسلوب کی سادگی اور نظم کی اثر انگیزی اور افادیت پر زور دیا ہے۔ اس لئے «شری مناچے شلوک» میں ہمیں بہت اعلیٰ شعری جو بیان نہیں ملتیں بلکہ خلوص کی، گرمی۔ اسلوب کی خستگی و گداختگی اور بیان کی اثر انگیزی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ «شری مناچے شلوک» شاعرانہ اعتبار سے کسی خاص خوبی کی حامل نہیں ہے۔ «مناچے شلوک» میں اتنی مقصدیت اور افادیت کے باوجود بڑا رس اور شگفتگی ہے۔ «مناچے شلوک» کی سب سے بڑی خوبی اس کے اسلوب اور زبان کی سلاست، بے ساختگی اور روانی ہے۔ مندرجہ ذیل بند سے اس کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ نظم کتنی سبک رو، شگفتہ اور رواں ہے اور اس میں کیسی دبی دبی سی موسیقیت پنہاں ہے:—

دناسا دیالو مناسا مناڑو
سنیہارو کور پالو جنی داس پاڑو
تیا انتری کرود سنتیا کیسا
جگی دھینا تو داس پرو تماسا

«مناچے شلوک» میں کہیں کہیں رام داس نے النکار کو بھی برتا ہے لیکن شعر کی خوبصورتی کو بڑھانے یا صوری قدروں کی خاطر نہیں بلکہ یہ النکار اور دُرشٹانت (दृष्टान्त) مصرعے کی معنویت کو بڑھانے

Marfat.com

اور خیال کو کم سے کم لفظوں میں پیش کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ «مناچے شکوک» میں جو صنائع لفظی یا صوتی حسن کے عناصر ہیں اُن کی خصوصیت یہ ہے کہ اُن میں کسی قسم کی آورد یا تصنع کا احساس نہیں پایا جاتا بلکہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ جذبات کے از خود جھکاو اور بے ساختہ انداز بیان کے ثمرات ہیں۔ مثال کے طور پر «مناچے شکوک» کا ایک بند ملاحظہ کیجئے جس میں تکرار (Allitration) کے باوجود کسی قسم کی صنعت کاری کا احساس نہیں ہوتا :—

منا و اسنا و اسوُ دبوبن و سیندے
منا کا منا کا موُ رنگین نسوندے
منا کلپنا داوُ گی تے سہ کیجئے
منا سنجنا سجنیں و ستی کیجئے

شری کلیان سوامی «شری رام داس چی کویتا» میں رام داس کی شاعری کی خصوصیات سے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ «مناچے شکوک» میں غضب کی روانی۔ ابال، بیساختگی اور جوش و خروش ہے۔[۱] اسی طرح «بھارت چاسنکرتک اتیہاس» کے مصنف نے لکھا ہے کہ «رام داس کے اشعار میں اتنا جوش اور ولولہ ہوتا تھا کہ مرہٹوں کے فوجی دستے حملہ کرتے وقت ان کے اشعار کو بطور رجز پڑھا کرتے تھے[۲]» «شری مناچے شکوک» میں اس لئے بھی اثرانگیزی اور جوش و خروش زیادہ محسوس ہوتا ہے کہ رام داس نے بھوجنگا پریات بحر کا انتخاب کیا ہے جو از خود جوش و خروش اور ولولہ انگیزی سے معمور ہوتی ہے۔

---

۱ - رام داس چی کویتا از شری کلیان سوامی - حصہ اول - صفحہ ۲۲۶
۲ - بھارت چاسنکرتک اتیہاس اردو ترجمہ صفحہ ۱۱۱ -

Marfat.com

« مناچے شکوک » اپنے بے پناہ اثر ۔ ولولہ انگیزی ، سادگی ، بیساختگی اور نرم ترنم کی وجہہ سے ایک ایسی نظم بن گئی ہے جو سب کے دلوں کو موہ لیتی ہے ۔

مناچے شکوک اور من سمجھاون جیسا کہ اس سے پہلے بھی کہا جاچکا ہے شاہ تراب نے « من سمجھاون » رام داس کی « مناچے شکوک » سے متاثر ہو کر لکھی ہے اور « مناچے شکوک » ہی کی مناسبت سے اُنہوں نے اپنی نظم کا نام « من سمجھاون » رکھا ہے ۔ بحر کے علاوہ ان دونوں نظموں میں بہت سے تصورات ، مطالب اور اخلاقی نکات مشترک ہیں ۔ « من سمجھاون » اور « مناچے شکوک » دونوں میں مادی زندگی کی ناپائیداری ، بے ثباتی اور کھوکھلے پن کا بیان ملتا ہے اور اعلیٰ انسانی صفات کو اپنانے اور کردار کی پرعظمت بلندیوں تک پہنچنے کی تلقین کی گئی ہے ۔ رام داس نہ صرف ایک فلسفی اور شاعر تھے بلکہ اخلاقی اور سماجی مصلح بھی تھے ۔ رام داس نے « مناچے شکوک » میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا ہے کہ شڈری پو (षड्रिपु) یعنی کام ، کرود ، لوبھ ، موہ ، مدھ ، اور متسر (شہوت ، غصہ حرص ، مادی عشق ، غرور اور حسد) انسان کی سیرت کو گھن لگادیتے ہیں اس لئے سب سے پہلے انسان کو ان کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے ۔ ان خیالات کو رام داس نے « مناچے شکوک » میں بار بار پیش کیا ہے چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں :—

نکورے منا کرودہا کھید کاری
نکورے منا کام نانا وکاری
نکورے منا سرودا انگی کارو
نکورے منا متسر دنبھ بھارو

Marfat.com

اسی طرح شاہ تراب نے بھی ‹‹ من سمجھاون ›› میں کئی جگہ شڈری پو کی مذمت کی ہے اور انسان کو اُن کے دھوکے میں نہ آنے کی تلقین کرتے ہیں ۔ مندرجہ ذیل بند ملاحظہ ہو جس میں شاہ تراب نے نہ صرف رام داس کے خیال سے استفادہ کیا ہے بلکہ اسلوب میں بھی مذکر بالا بند کا پرتو جھلکتا ہے :—

ہوا غصہ کا سنگات کر مت
کرود کام اور لوب کا پاپ کر مت
ارے من توں مایا کا سورات کر مت
حسود ان کی تو بات پوگھات کر مت

رام داس نے ‹‹ شری مناچے شکوک ›› میں سچے بھگت کی یہ پہچان بتائی ہے کہ اُس میں ‹‹ می پن ›› کا شائبہ بھی نہیں ہوتا ۔ رام داس کہتے ہیں کہ جس طرح ایک لبریز جام میں اس کی گنجائش نہیں ہوتی کہ اُس میں کوئی دوسرا شربت بھرا جا سکے ۔ اسی طرح انسان کا دل بھی اگر ‹‹ می پن ›› اور اپنی محبت سے بھرا ہوا ہو تو پھر خدا کی محبت اس میں کسی طرح سما نہیں سکتی ۔ رام داس کہتے ہیں کہ ‹‹ بھگوان تو ایک ہمہ گیر اور لازوال قوت ہے ›› ۔ وہ حادث نہیں نہ ‹‹ ٹوٹتا ›› ہے نہ ‹‹ پھوٹتا ›› ہے اور ہر جگہ موجود ہے لیکن جب تک انسان اپنے آپ کو بھلا نہ دے اُس وقت تک وہ بھگوان کو پا نہیں سکتا :—

بھنے ناتٹے نا ۔ چڑے نا پڑے نا
سدا سن چاہیں می پنڈے توں کڑے نا
تیا ایک روپا سی دہ جیں نہ ساہیں
منا منت آنت شہ دھوی باہیں

Marfat.com

رام داس نے "می پن" کو دور کرنے پر اتنا زور دیا ہے کہ ایک سو ترسٹھویں (۱٦۳) بند سے لیکر ایک سو سیسٹھویں (۱٦۷) بند تک اُنہوں نے اِن ہی مطالب کی وضاحت کی ہے -

شاہ تراب «من سمجھاون» کے ایک بند میں اسی طرح خدا کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب تک انسان اپنی خودی کو مٹا نہ دے اُس وقت تک وہ اپنے مطلوب کو پا نہیں سکتا :—

اگرچہ سریجن کو بیحون کلاتے
صفت سوں ہماری صفت اُس کی پاتے
تب ہی عبد و معبود دونوں سہاتے
بسر راہ دلدار کی مدھ گنواتے
سٹو مٹے پنا ہور باندھو کمر کوں
اُٹھوجی اُٹھو اب چلو جانیں گھر کوں

ایک جگہ شاہ تراب «مٹے پن» کو «کفر» سے موسوم کرتے ہوئے کہتے ہیں :—

اتا سٹ کے سب مٹے پن کے کفر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جانیں گھر کوں

رام داس کی طرح شاہ تراب نے بھی اس خیال کو بہت اہمیت دی ہے اور اس کی کئی بندوں میں وضاحت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ «مے پن» کے بجائے سلوک کی منزلوں میں «یک پن» کی ضرورت ہے :—

جہاں اک بناواں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

Marfat.com

اور شاہ تراب اس ساری تفصیل کا اجمال یہ کہکر پیش کرتے ہیں :—

نـہ تجہ من کوں مٹی پن کے جھگڑے میں بہاویں

رام داس اور شاہ تراب دوی کو اپنے مطلوب کے راستے کی رکاوٹ بتاتے ہیں شاہ تراب اپنے محبوب میں جذب ہوجانے اور رام داس (निदिध्यासन) ہو جانے کی ہدایت کرتے ہیں ۔

رام داس "مناچے شکوک" کے اکاونویں بند میں کہتے ہیں کہ اگر انسان دنیا میں بہت سی دولت جمع بھی کرلے تو وہ اُس کو یہیں چھوڑ جائے گا اُس کے مرنے کے بعد کچھ دن اس کے اقربا اُسے یاد کرکے روئیں گے پھر وہ بھی اُس کو بھول جائیں گے ۔ صرف لوگوں کی زبانوں پر اُس کے اعمال اور اس کی سیرت کا ذکر باقی رہ جائے گا ۔ اسی طرح شاہ تراب "من سمجھاون" میں کہتے ہیں :—

جئے لگ تو جو رو بچے پیار کرتے
موئے پر بھی مردہ ککر جیو میں روتے
تجے گاڑ مانی میں سارے بسرتے
تیرے پیچھے ہرگز نہیں کوئی مرتے

یہ ایسا ہے پر پنچ جھوٹا زمانہ
ارے من نکورے نکو ہو دیوانہ

"مناچے شکوک" میں رام داس کہتے ہیں کہ یہ دنیا ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے لیکن انسان اتنا بیوقوف کہ تھوڑے سے دھن مال پ

Marfat.com

اکڑنے لگتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس اُس سے زیادہ دولت ہے اُن سے حسد کرتا اور جن لوگوں کے پاس اُس سے کم دولت ہے اُن سے غرور اور نخوت کے ساتھ پیش آتا ہے۔ رام داس کہتے ہیں کہ دنیوی لذتیں، مادی آرام و آسائش۔ احساس اور نظر کے دھوکے ہیں اس لئے دولت جمع کرنا سب سے بڑی نادانی ہے۔ شاہ تراب نے ان ہی خیالات کو "من سمجھاون" میں اکثر جگہ پیش کیا ہے۔ شاہ تراب "من سمجھاون" میں کہتے ہیں کہ یہ "مایا" ناپائیدار اور یہ "سنسار" جھوٹا ہے، مادی رنگینیاں فریب نگاہ ہیں اس لئے دنیوی عظمت اور مادی آسائشوں کو اہمیت دینا نادانی ہے :—

ارے من بڑے پن پو کی بھولتا رے
آپس کو اپی دیکھ کی بھولتا رے
سکھارے دلارے میں کی جھولتا رے
چپ چڑ کو ہو د ہاتی کی مولتا رے
ارے من تو دھن مال پر نا اکڑنا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

ایک اور جگہ شاہ تراب نے بڑے موثر انداز میں دنیا کی ناپائیداری کا ذکر کرتے ہوئے غرور نہ کرنے اور مادی دولت اور حسن کو دائمی نہ سمجھنے کی اس طرح تلقین کی ہے :—

ارے من تیری دیکھ کر نوجوانی
نکو چل عبث کر کو چھاتی اُوتانی
چیرا سر اُوپر باند کو زعفرانی
بنا کر آپس شکل دائم سوفانی
ارے من تو دھن مال پر نہ اکڑنا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

Marfat.com

رام داس نے مناجے شکوک میں دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا بار بار ذکر کیا ہے چھیالیسویں (٤٦) بند سے چھپنویں (٥٦) بند تک رام داس نے آردشک بھگت کے خصوصیات بتائی ہیں - وہ کہتے ہیں کہ جس شخص کو دنیا کے آرام اور اُس کی ظاہری طمطراق اور اُس کی نمائشی چمک دمک سے محبت نہیں ہوتی وہی روحانی لذتوں کے سرچشمے تک پہنچ سکتا ہے - سچے داس کو نہ اپنے جسم کی فکر ہوتی ہے نہ اپنے آرام کا خیال ہوتا ہے - وہ تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ فانی جسم ایک دن فنا ہو کر ہی رہے گا خواہ ہم اس کا کتنا ہی سنگھار کریں اور اس کی کتنی ہی حفاظت کریں - اسی طرح شاہ تراب نے بھی اکثر جگہ "من سمجھاون" میں یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ انسان کو خدا نے مٹی سے خلق کیا ہے لیکن اِس مٹی پر انسان گھمنڈ کرتا ہے - اپنے تن کو خوبصورت پوشاکوں سے سنوارتا ہے اور عطر میں بساتا ہے - لذیذ اور طاقتور غذاؤں سے اپنے تن کی پرورش کرتا ہے لیکن اس حقیقت کو بھول جاتا ہے کہ یہ مٹی ایک دن مٹی میں مل کر رہ جائیگی :—

یہ ماٹی کے تن کوں توں سنگارتا کی
نکل جائے گا تن سوں جس وقت تر جی
اُسے چپ کھلاتا ہے توں دود ہور گھی
رہے گی تو آخر کوں ماٹی کی ماٹی

ایک اور شاہ تراب کہتے ہیں :—

ارے من توں اس تن کو کی پیار کرتا
زمیں کے بچھانے سوں کی عار کرتا
ارے من توں کی عشق دلدار کرتا
زری کسوتاں پہن سنگار کرتا
ارے من توں دھن مال پر ... ... تا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں ... تا

Marfat.com

اس سلسلے میں ایک اور بات قابل غور یہ ہے کہ جس طرح رام داس نے " جگی دھنیا تو داس سرا تماسہ "کی تکرار کے ساتھ " سراُتم داس " کی صفات کا ذکر کیا ہے اسی طرح شاہ تراب حقیقی قلندر کی خصوصیات بیان کرتے اور سچے فقیر کی پہچان بتاتے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ فقیر امیروں سے بہتر ہوتا ہے - امیر فکرمند اور پریشان رہتے ہیں فقراء بےفکر اور خوش رہتے ہیں - اور " قلب مطمئنہ " کے مالک ہوتے ہیں - وہ قلندر کی خصوصیات اس طرح بیان کرتے ہیں :—

نہ کس کے بھلے بولنے کی خوش حالی
نہ پرواہ تحسین نہ درد گالی
نہ چاہیں گرم لحاف نہ نرم نہالی
نہ دل میں ذرا کچھ غم قحط سالی
ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسہ
لیا ہاتھ میں بھیک کا جن نے کاسہ

★

گدا کا نہ بنک جس وقت چڑاویں
مٹے پرتگالی نہ خاطر میں لاویں
بچھا کر مکمبر شہنشہ کلاویں
وو تکیہ نشین کین نہ آویں نہ جاویں
ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسہ
لیا ہاتھ میں بھیک کا جن نے کاسہ

رام داس نے " شری مناچے شکوک "کے بند نمبر ایک سو سات (۱۰۷) اور ایک سو آٹھ (۱۰۸) میں اس نکتے پر زور دیا ہے کہ انسان کو ہمیشہ

Marfat.com

اچھی صحبت اختیار کرنی چاہئے اچھی صحبت سے انسان بلند مرتبہ حاصل کرتا ہے ۔ جس طرح کہ کندن سے معمولی دھات مس ہوکر سونا بن جاتی ہے ۔ "من سمجھاون" میں شاہ تراب نے بھی مثالی انسان اور مرشد کامل کی بڑی ستائش کی ہے ۔ اُنہوں نے بار بار اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ اگر نیک آدمی کی صحبت نصیب نہ ہو تو زندگی رائیگاں جاتی ہے اسلئے مرشد کامل کو تلاش کرنا اور اس کی صحبت سے فیض اُٹھانا ضروری ہے ۔ رام داس نے "داس بودھا" میں بھی اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ صحیح رہنما کے ذریعے سے ہی ہم منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں ۔ رام داس کی طرح شاہ تراب نے بھی "ست گرو" یا "مرشد کامل" کی رہنمائی کی ضرورت کا اکثر جگہ ذکر کیا ہے ۔ "ظہور کلی" میں تو ایک پورے باب میں اُنہوں نے مرشد کی ضرورت اور اہمیت واضح کی ہے ۔ "من سمجھاون" میں مسلسل چوبیس (۲۴) بندوں کے آخر میں یہ مصرعے دھرائے گئے ہیں :—

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

شاہ تراب کہتے ہیں کہ گرو کی رہنمائی اور اُس کی مدد ہی سے ہم نجات حاصل کرسکتے ہیں :—

لگا ست گرو کے چرن سوں لگن رے
عبث کیا کرے گا توں یو مال دھن رے
گرو کے چرن سوں ہے دائم امن رے
ہری رام کر جاں گرو کا بچن رے
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

Marfat.com

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ صرف وہی لوگ میرے تصورات اور مطالب کو سمجھ سکیں گے جنہیں مرشد کامل یا ست گرو نے اسرار و رموز سمجھائے ہیں :—

ترا س کے وہی بھید کوں پائیں گے رے
جسے ست گرو راہ دکھلائیں گے رے
گرو بن جو غفلت میں مرجائیں گے رے
دغا کھائیں گے رے دغا کھائیں گے رے

رام داس نے ''داسا بودھا'' کے تیسویں (۳۰) سماسا میں گرو کی ضرورت اور اہمیت بتائی ہے اور اُس کے بعد کے حصے میں اُنہوں نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ " روحانیت کی کنجی گرو کے ہاتھ میں ہوتی ہے " اس کے بعد وہ گرو اور بھگوان کے سمبندھ پر روشنی ڈالتے ہیں - تینتیسویں (۳۳) سماسا میں گرو کی عظمت کا بیان ملتا ہے اور اُس کے بعد کے حصے میں رام داس نے ست گرو کی خصوصیات کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے - اس کے بعد کے چار اور حصے بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں - ان مختلف سماساؤں کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ رام داس گرو کو کتنا اہم سمجھتے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ اپنیشد میں بھی گرو کی اہمیت بتائی گئی ہے اس لئے ہم اُس کی عظمت سے انکار نہیں کر سکتے - " مناچے شکوک " میں بھی اکثر جگہ اس تصور کا عکس نظر آتا ہے - " من سمجھاون " میں شاہ تراب بھی اس خیال پر زور دیتے ہیں جیسا کہ اس شعر سے واضح ہوتا ہے :—

سمجھ دیکھ ہے سب کا آسا نراسا
مہا پُرس کسی گرو کا ہو رہ توں داسا

Marfat.com

نجات اور جنت کے متعلق کہتے ہیں :—

اُس اپروپ موتی کا اُو بھید پایا
جسے رام مارگ گرو نے دکھایا

"مناچے شکوک" اور "من سمجھاون" کا مقصد چونکہ اخلاقی اصلاح تھا اور چونکہ یہ دونوں نظمیں عوام کے لئے لکھی گئی تھیں اس لئے ان کا اسلوب کافی سلیس اور زبان سادہ اور عام فہم ہے "مناچے شکوک" اور "من سمجھاون" میں رام داس اور شاہ تراب نے "من" یا دل کو مخاطب کر کے شعر کہے ہیں اور انداز مخاطبت میں بھی کافی مماثلت پائی جاتی ہے جیسا کہ حسب ذیل اشعار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے ۔

منا پاپ سنکلپ سو دُوری دھاوا
منا ستیہ سنکلپ جیوین دھراوا
منا کلپنا تے نکو ویشیانچی
وکارن گھٹے ہو جنیں سروجی جی

اسی انداز میں شاہ تراب کی "من سمجھاون" کا ایک بند ملاحظہ ہو :—

ارے من گگن محل کا کھات چڑنا
ہر بات کو کھات میں نہ سپڑنا
ارے من سدا نفس سرکش سوں لڑنا
ہو مایا کے دھندے منے کچھ نہ پڑنا

ارے من یہ دھن مال پر نا اکڑنا
ہے آخر جی دل کوں ماٹی میں گڑنا

Marfat.com

من سمجھاون کے حوالے | «من سمجھاون» میں شاہ تراب نے بعض مشہور شخصیتوں اور اہم مقامات کے حوالے دیئے ہیں۔ ان حوالوں کی توضیح و تشریح ضروری ہے تاکہ «من سمجھاون» کی تفہیم میں آسانی ہو۔ مشہور شخصیتوں میں شاہ تراب نے رام داس۔ کیشو سوامی۔ ستوبا سوامی یا ستوبا مہاراج اور راجہ پرتاب سنگھ کی طرف اشارے کئے ہیں۔ جن کی تفصیل ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

رام داس | سنت رام داس مہاراشٹرا کے پانچ مشہور فلسفیوں (گیانیشور، نام دیو، ایک ناتھ، تکارام، رام داس) میں سے ایک ہیں۔ وہ چیتر اسدھا نوامی ۱۵۳۰ شک سموت مطابق ۱۶۰۸ع کو ضلع ستارا کے ایک چھوٹے سے قصبے جلگاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصلی نام نارائن تھا اور وہ اظہار عقیدت کے طور پر خود کو رام داس یعنی (رام کا خادم) کہا کرتے تھے۔ بعد کو اُن کا یہی نام بہت مشہور ہوگیا اور اب اصلی نام سے زیادہ لوگ اسی نام سے اُن کو جانتے ہیں ابھی وہ سات سال کے تھے کہ اُن کے والد سوریا جی پنتا کا انتقال ہوگیا ۱۵۴۲ شک سموت مطابق ۱۶۲۰ع میں جب ان کی عمر بارہ سال تھی وہ گھر سے بھاگ کر ناسک کے قریب تکالی کے قصبے میں پہنچے۔ اس واقعے کی ایک یہ بھی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ ان کی والدہ شادی کرکے نہیں گرھستی کے بندھن میں باندھ دینا چاہتی تھیں اور اس سے گھبرا کر وہ بھاگ نکلے تھے۔ دوسری وجہہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ رام داس کے بھائی گنگا دھار پنتا اُنہیں روحانیت کی طرف راغب ہونے سے منع کرتے تھے کیونکہ ابھی اُن کی عمر صرف بارہ سال ہی تھی۔

۱۔ ملاحظہ ہو «ہندی ساہتیہ کو مرہٹی سنتوں کی دین» از آچاریہ ویا موہن شرما۔ صفحہ ۳۱۶۔

Marfat.com

رام داس نکالی میں بارہ برس تک مذہب کا مطالعہ کرتے رہے اور تپسیا کے مختلف طریقوں کا مقابلہ بھی کیا۔ اسی دوران میں کہا جاتا ہے کہ ایک دن رام نے انہیں اپنا درس دکھایا۔ ۱۶۳۲ع میں رام داس نے اپنا سفر شروع کیا اور مسلسل بارہ برس تک ہندوستان کے مختلف حصوں میں اپنے مذہبی خیالات کی تبلیغ و اشاعت کے لئے گھومتے رہے۔ "رام داس اینڈ رام داسیز" کے مصنف لکھتے ہیں کہ رام داس نے گوکل، متھرا، سری نگر، رامیشور، لنکا، کاروار، مہابلیشور، تاکرلی اور جنوبی ساحل کے کئی مقامات کا سفر کیا اور جگہ جگہ اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں کی مدد سے مٹ تعمیر کروائے[1] آخرکار ۱۶۴۴ع میں وہ دریائے کرشنا کے کنارے آکر ٹھہر گئے۔ یہاں انگاپور کے مقام پر انہیں گنگا کے پانی میں سے رام کی ایک مورتی ملی۔ ۱۶۴۹ع میں رام داس نے اس مورتی کو بہ مقام چاپلا نصب کردیا اور اُس کی پرستش کرنے لگے۔ ویکنیس پرکارنا اور ہنمنت سوامی کا خیال ہے کہ ۱۶۴۹ع میں رام داس نے شیواجی کو سنگانواڑی آنے کی دعوت دی اور اُن سے ملاقات کی۔ شیواجی رام داس کے مذہبی تصورات سے بہت متاثر ہوئے اور ۱۶۵۵ع میں شیواجی نے رام داس کو اپنی سلطنت [illegible] نذرانہ پیش کرنا چاہا لیکن رام داس نے اُسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ ۱۶۷۴ع میں شیواجی کی تاج پوشی عمل میں آئی اور اُس نے بہ مقام سجن گڑھ دوبارہ رام داس سے ملاقات کی۔ شیواجی کو رام داس [illegible] عقیدت تھی۔ وہ سمرتھ رام داس کو اپنا گرو سمجھتے تھے [illegible] میں رام داس نے رام اور سیتا کی مورتیوں کو سجن گڑھ میں [illegible]

۱۔ رام داس اینڈ رام داسیز از ڈبلیو ایس ڈیمک صفحہ ۱۳۲

Marfat.com

رام داس نے ۹۔ موگھاو دیا ۱۶۰۳ شک سموت مطابق ۱۶۸۱ع میں انتقال کیا۔

تصانیف رام داس کی تصانیف میں سب سے زیادہ اہمیت «داس بودھا» کو حاصل ہے۔ «داس بودھا» ۱۶۵۹ع میں اووی بحر میں لکھی گئی تھی۔ اس میں رام داس نے اپنے مذہبی تصورات اور فلسفہ کو پیش کیا ہے۔ «داس بودھا» میں مختلف فلسفیانہ نکات اور مذہبی موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ «داس بودھا» میں جن موضوعات سے بحث کی گئی ہے اُن میں سے چند یہ ہیں۔ «ستیہ گرو ہی خدا کا راستہ بتاسکتا ہے»، «کائنات کی تخلیق»، «جسم اور روح کا باہمی رشتہ»، «وجود»، «موت»، «علم اور عقل»، «آدرشک»، «چیلے کی خصوصیات»، «روحانی نشو ونما کی ضرورت»، «آتما کی حقیقت»، «تپسیا کی اہمیت»، «برھما اور عناصر کی طاقت» وغیرہ وغیرہ

«داس بودھا» کے آخر میں رام داس لکھتے ہیں کہ یہ میری شاعری نہیں۔ خدا کا پیغام ہے جس کی اشاعت کا میں ذریعہ بن گیا ہوں۔ رام داس خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنی روحانی زندگی کو کامیاب بنا لیا وہ کہتے ہیں کہ میں دسترتھ کے بیٹے کا شکر گذار ہوں جس نے میری ہر وقت اعانت کی ہے۔

«داس بودھا» بیس (۲۰) حصوں میں منقسم ہے جن میں دو سو سماسا ہیں۔ رام داس کہتے ہیں کہ «داس بودھا» کے مطالعے کے بعد انسان پر زندگی اور کائنات کے اسرار و رُموز کھل جاتے ہیں۔

رام داس نے «بودھا» کے علاوہ «شری مناچے شکوک» اور «جنسو بھاگو سواوی» بھی لکھی ہیں۔ گذشتہ صفحات میں «شری مناچے شکوک»

Marfat.com

کا تفصیلی ذکر آچکا ہے۔ "جنسو بھاگوسواوی" زیادہ طویل نہیں۔ یہ ستر (۷۰) اشعار پر مشتمل ہے اس میں رام داس نے مکار اور دغا باز سنتوں پر سخت تنقید کی ہے اور لوگوں کی اوہام پرستی پر طنز کیا ہے، کہ وہ اپنے کمزور خیالات کی باعث سچے سنت اور جھوٹے گرو میں فرق نہیں کر سکتے۔ "جنسو بھاگوسواوی" میں رام داس کہتے ہیں کہ اپنے دھرم کو پہچاننا بہت ضروری ہے اس کے بغیر کوئی چیلا نہ گرو کو پہچان سکتا اور نہ خدا کی معرفت حاصل کر سکتا ہے

رام داس کی ایک اور تصنیف "کروناشٹک" ہے جس کا طرز بیان موثر اور پُردرد ہے۔ "کروناشٹک" میں چونتیس (۳۴) بند ہیں اور ہر بند میں دو شعر ہیں اور اس کے اشعار کی تعداد اڑسٹھ (۶۸) ہے۔ "کروناشٹک" کا پہلا مخطوطہ ۱۸۱۸ع میں ملا تھا۔ یہ بھی بھوجنگا پریات بحر میں لکھی گئی ہے۔ اس کو رام داس شام کی پوجا کے وقت پڑھتے تھے اس میں بندہ خدا کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے نجات کی دعا کرتا ہے۔ "کروناشٹک" میں مختلف موضوعات سے بحث کی گئی ہے۔ مثلاً رام داسیوں کے فرقے کی خصوصیات، غرور کی برائیاں، اور نجات وغیرہ وغیرہ رام داس نے اس میں کرشنا اور رام کے خوبصورت مرقعے بھی پیش کئے ہیں۔

رام داس نے والمیکی کی رامائن کو بنیاد بنا کر خود بھی ایک تصنیف کی تھی۔ رام داس کی رامائن میں بعض حصے سنسکرت کے اصل متن [illegible] میں ہیں۔ اس میں انہوں نے زیادہ تر سوانحی اور تاریخی حالات پر زور دیا ہے۔ اس کتاب میں بعض بڑے منفرد قسم کے موضوعات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

Marfat.com

حکومت کے فرائض، سماجی اصلاح اور فرد اور سماج کے باہمی تعلقات وغیرہ وغیرہ[1]۔

ان مختلف تصانیف کے علاوہ رام داس نے ابھنگا بھی لکھے ہیں جنہیں ساتا کار کہا جاتا ہے۔ یہ مختلف اور متنوع قسم کے موضوعات سے متعلق ہیں جیسے علم، مکتی اور گرو کی اہمیت وغیرہ وغیرہ۔ رام داس نے اپنی تصنیف «پنچا کاز» میں مختلف اخلاقی برائیوں کے نقصانات بیان کر کے اُن سے دور رہنے کی تلقین کی ہے۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے «بھیما روپی ستوری»، «اردیو پاترک» اور «نیتن متکاود بھینگر ہا مونا» بھی لکھی ہیں۔ رام داس کے بعض غیر مطبوعہ ادبی کارنامے بھی ہیں جن میں «پنچھی کرنا یوگا» «چترنا یوگمن» اور «منا پنچکا» قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ رام داس کے خطوط بھی مرہٹی ادب میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

کیسو سوامی یا کیسو سوامی رام داس کے چیلے تھے اُن کا پورا نام کیشو سوامی کیسو سوامی بھاگیہ نگر کر تھا[2]۔ ان کے والد آتما رام پنت تھے جو کلیان کے پٹواری تھے۔ کیسو سوامی کی والدہ کا نام گنگا بائی تھا جو اپنے زمانے کی بڑی برگزیدہ اور پارسا خاتون سمجھی جاتی تھیں۔ گنگا بائی کے متعلق مشہور ہے کہ اُنہوں نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں کیسو سوامی کو جنم دیا تھا۔ وہ ہر سال اپنے شوہر کے ساتھ پنڈا پور یاترا کو جایا کرتی تھیں۔ وہ کیسو سوامی کی ولادت کو اسی یاترا کی برکت سمجھتی تھیں۔

کیسو سوامی کی ولادت، اُن کی زندگی، شاعری اور وفات سب ہی باتوں پر ماورائیت کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں۔ کیسو سوامی بچپن

۱۔ رام داس اینڈ رام داسیز۔ از وابرایس ڈیمنگ صفحہ ۱۳۶ ایسوسیٹڈ پریس ۔۱۹۲۸ء

۲۔ مرہٹی گیان کوش جلد دوم۔ صفحہ ۶۹۱۔

Marfat.com

میں گونگے تھے ۔ آتما رام اور گنگا بائی اُن کے لئے بہت پریشان رہا کرتے تھے ۔ ایک دفعہ شری مت آچاریہ کلیان آئے کیسو سوامی کے والدین ان کے درشن کے لئے اپنے بچے کے ساتھ اُس جنگل میں پہنچے جہاں شری مت آچاریہ کا قیام تھا ۔ اُنہوں نے کیسو سوامی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اُن کے کان میں کچھ کہا جس کے جواب میں کیسو سوامی نے پہلی بار اپنی زبان سے "بھگوان" کا لفظ ادا کیا اور اُن کے ماں باپ گونگے پن کے دفع ہو جانے سے بہت خوش ہو گئے ۔ کیسو سوامی بڑے خوش گلو تھے ۔ اپنے موزوں کئے ہوئے اشعار اور بھجن بڑی پُردرد آواز میں گایا کرتے تھے ۔ کیسو سوامی کی آواز میں اتنی دلکشی تھی کہ دور دور سے ان کے بھجن سننے صبح کے وقت کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوجاتے اور جب وہ اپنی دُھن میں مست ہو کر گانے لگتے تو مجمع پر سکوت طاری ہوجاتا تھا ۔

کیسو سوامی نے کلیان کے سری دھر پنت سبنس کی لڑکی سے شادی کی تھی ۔ یہ بھی بڑی دیندار خاتون تھیں ۔ دونوں مل کر پوجا پاٹ میں زندگی بسر کرتے تھے ۔ نرہر سداشیو جوشی اپنی کتاب "کیسو سوامی"[1] میں لکھتے ہیں کہ عنوان شباب ہی سے ان سے معجزات ظاہر ہونے لگے تھے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ جب کیسو سوامی بھگوان کی مورتی کے سامنے بھجن گاتے تو مورتی کے گلے کا ہار اُن کے گلے میں گر جاتا ۔ اس طرح کیرتن کے بعد کیسو سوامی سونٹ کے بھنے چنے [illegible] پرشاد لینے والوں پر اس کا کوئی [illegible] اثر نہیں ہوتا تھا ۔ یہ اور ایسے

۱ ۔ کیسو سوامی از نرہر سداشیو جوشی ، دیباچہ ، بھوماں پریس پونہ ۔

Marfat.com

بہت سے خرق عادت واقعات نرہر سدا شیو جوشی نے اپنی کتاب میں بیان کئے ہیں - لچھمی رام چندر پانگار نے کیسو سوامی کی تاریخ وفات ۱۶۰۴ - ۱۰ - ۱۳ پوش شدھ شک سموت بتائی ہے -

کیسو سوامی حیدرآباد کے رہنے والے تھے چونکہ حیدرآباد کا قدیم نام بھا گیہ نگر تھا اس لئے ان کے نام کے ساتھ « بھا گیہ نگر کر » کا جزو شامل دکھائی دیتا ہے - کیسو سوامی - ابو الحسن تانا شاہ کے عہد میں حیدرآباد میں ایک باعزت عہدہ دار کی حیثیت سے کام کرتے تھے - کیسو سوامی کی سمادھی حیدرآباد میں موجود ہے - کیسو سوامی کی سمادھی سلیمان باغ کے آگے رنگ ریزوں کے مندر کے پاس موسی ندی کے کنارے ایک کھیت میں واقع ہے - کیسو سوامی کی سمادھی ایک سنسان اور ویران جگہ بنی ہوئی تھی جہاں ہر طرف خاردار جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں - نرہر سدا شیو جوشی نے اس مقام کو اپنی نگرانی میں صاف کروایا اور سمادھی پر ایک کمان بھی لگوادی -

کیسو سوامی کی شہرت

کیسو سوامی نے اپنے زمانے میں کافی شہرت پائی تھی - ان کی سب سے بڑی اہمیت یہ تھی کہ وہ رام داس جیسی برگزیدہ شخصیت کے پانچ مشہور شاگردوں میں سے ایک تھے اور رام داس کے پنچائیتن[1] (پانچ چیلوں) میں ان کا خاص مقام تھا - کیسو سوامی ہی رام داس کی راکھ کو گنگا لے گئے تھے جیسا کہ « رام داس اینڈ رام داسیز » کے مصنف لکھتے ہیں[2] -

---

۱ - مدھیہ یوگنیں چرتر کوش از سرھیشو شاستری چتراو - ۲۱۶ - سمرتھ بھارت پریس پونا - ۱۹۳۷ -

۲ - وا بلر - یس - ڈیمنگ - صفحہ ۱۴۹ - ایسوئیڈ پریس ۱۹۲۸ -

Marfat.com

کیسو سوامی نے اپنی روحانیت کی وجہ سے نہ صرف حیدرآباد بلکہ باہر کے مقامات میں بھی شہرت حاصل کرلی تھی ۔ اس علاوہ وہ بحیثیت مرہٹی شاعر کے بھی بہت مشہور ہیں ۔ کیسو سوامی کا شاہکار اُن کی کتاب « اکاوشی چرتر » ہے ۔ اس کتاب کے علاوہ کیسو سوامی نے « ابھنگ » بھی لکھی ہے جس میں پانچ سو تا چھ سو بند ہیں ۔ یہ کتاب بڑے حسین بھجنوں کا مجموعہ ہے ۔ کیسو سوامی نے دکھنی میں بھی بہت سے اشعار کہے ہیں ۔

کیسو سوامی کے شاگرد

رام داس کی طرح کیسو سوامی کے شاگردوں کی بھی خاصی تعداد تھی جو حیدرآباد اور اس کے اطراف و اکناف کے مقامات میں پھیلے ہوے تھے ۔ ان میں سے دو چیلوں نے بڑا نام کمایا ہے ۔ ان کے نام شیو رام اور سنت راج ہیں ۔ ان دونوں نے مرہٹی ادب میں اپنے یادگار کارنامے چھوڑے ہیں ۔

رام داس اور کیسو سوامی کی خط و کتابت

کیسو سوامی اور رام داس کی خط و کتابت بھی مرہٹی ادب کا ایک اہم موضوع ہے ۔ کیسو سوامی کے بعض خطوط مسٹر دیوا کے پاس محفوظ ہیں ۔ کیسو سوامی کا وطن حیدرآباد ۔ چونکہ رام داس کے مقام رہائش سے دور تھا اس لئے اس خط و کتابت کا سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا ۔ کیسو سوامی نے اپنے خطوط میں رام داس سے ملنے کی تمنا ظاہر کی تھی ۔ والبریس ڈیمنگ لکھتے ہیں کہ اُن کی درخواست پر رام داس حیدرآباد آئے تھے اور ان کے یہاں چار مہینے قیام کیا تھا [illegible] اور کیسو سوامی کے لکھے ہوئے خطوط رام کا [illegible] میں موجود ہیں ۔

رام داس کے چیلوں میں ایک اور چیلے کا نام بھی کیسو تھا جو کوڈلی کے مٹھ میں منہت تھے اور جو بعد میں امبراج چلے گئے تھے رام داس کی "داس بودھا" کے جو سات قلمی نسخے موجود ہیں اُن میں ایک اُنہیں کا لکھا ہوا ہے جس کا سنہ کتابت ۱۶۹۸ع ہے -

کیسو سوامی نے مرہٹی کے علاوہ دکنی میں بھی اشعار اور بھجن لکھے ہیں - ان کی شاعری بہت سادہ اور سلیس ہے - اشعار میں روانی اور بیساختگی ہر جگہ موجود نظر آتی ہے - کیسو سوامی کے اشعار میں وہی لسانی خد و خال نظر آتے ہیں جو ابوالحسن تانا شاہ کے عہد کی خصوصیت ہیں - کیسو سوامی نے مرہٹی میں اپنی شاعری کی ابتداء سرنگار رس سے کی تھی بعد کو بھگتی رس میں وہ اتنے ڈوب گئے کہ تمام اشعار اور گیتوں میں بھی اخلاقی اور روحانی عنصر چھلکنے لگا - کیسو سوامی کے دکنی اشعار بھی زیادہ تر اسی قسم کے ہیں ان پر ماورائیت اور عینیت کی پرچھائیں پڑتی ہیں - ان اشعار میں وہی موضوعات پیش کئے گئے ہیں جو عام طور پر دکن کے دوسرے صوفی شعراء کے پاس ملتے ہیں - ترک دنیا کی تعلیم ، حرص ، غصے ، طمع اور بے ایمانی سے دور رہنے کی تلقین ، دنیا کے سراب اور اُس کی بے حقیقت چیزوں کے دھوکے میں نہ آنے کی ہدایت اور عشق حقیقی میں غرق ہوکر دنیا کی مصیبتوں سے نجات پانے کا اپدیش ملتا ہے -

کیسو سوامی کے بھجن بڑے مترنم ، دلکش اور پُر درد ہوتے ہیں - شنکر کرشنا دیو ، کیسو سوامی کے مرہٹی بھجنوں کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ " میٹھے ، سلیس ، سریع الفہم ، اور بھگتی رس میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں " -

Marfat.com

یہی خصوصیت ان کے دکنی بھجنوں میں بھی دکھائی دیتی ہے ۔ ان کی زبان کافی قدیم ہونے کے باوجود آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے ۔

کیسو سوامی کے اکثر بھجنوں میں بندرابن دیکھنے اور وہیں بس جانے کی تمنا ملتی ہے شاید جنوبی ہند کے قیام نے دوری کے اس احساس کو اور شدید بنا دیا تھا ۔ کیسو سوامی کے دکنی بھجن اپنی شیرینی سلاست ، بیساختگی ، روانی اور اثر انگیزی کے اعتبار سے مطالعے کے قابل ہیں ۔ مندرجہ ذیل بھجنوں سے ان کی شاعری کی مذکوز بالاخصوصیات کا اندازہ ہوسکتا ہے : ـــ

(۱) گھر گھر عمل سب جن کھاوے ۔ سو کھی نہ ماہی او ترجیاوے
بازی گیری رنگ دکھاوے ۔ ایسا عمل مجھے نہیں بھاوے
تو گرُو کا عمل کھارے بھائی اس عمل کوں بہوت میٹھائی
گرو کرپا میں کیسو لذت پایا تو اپنی سُد آپ گنوائی
ست گرو ناتھ کا عمل ست اس عمل میں صاحب دست
سد سادھو کھاتے سمست تو گھر بیٹھے پاوے بست
گرو کرپا میں کیشو عمل دار عمل دکھاتے اپنا دیدار
تم لیجیو بھائی ایک ہی بار اس عمل کوں چڑنا او تار

(۲) کیا کہوں مائی ۔ اب ہری سکھ پائی
سب ہی گیت میری ہری نے چُرائی
ہری گن مالا پہنی ہوں میں
ہری کے چرن نزدک رہوں مدھوبن میں
نش دن من میں ہری شوں لگائی
ہری کے بھجن سوں پران جگائی
ہری سوں لاگی رہی جگ سب میں بگڑی
کیشو سائیں لی سنگ سب ہری

Marfat.com

من سمجھاون میں کیسوسوامی کا حوالہ

شاہ تراب نے "من سمجھاون" میں کیسو سوامی کی طرف بعض جگہ اشارے کئے ہیں ۔ مثلاً ایک جگہ شاہ تراب لکھتے ہیں کہ اگر رام داس اور کیسو سوامی ہوتے تو وہ میرے درد کو سمجھ سکتے تھے ۔ سماج کی پست اخلاقی حالت کو سدھارنے کی میں نے جو سعی کی ہے اور اس کے لئے جو دکھ درد میں نے سہے ہیں وہ اُن کو سن کر میرے ساتھ ہمدردی کرتے اور میرے حال پر آنسو بہاتے تھے اور آج کل کے لوگوں کی بے دینی اور ان کے پست کردار کو دیکھ کر تعجب کرتے تھے :—

اگر رام داس اور کیسو داس ہوتے
ہمارا یو دکھ درد وو سن کو روتے
تراب میں تراب ہو کے ہد بدگنواتے
یہی بول مے پن سکل دل سے دہوتے

ہمیں ہم کون ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمیں ہم کون ہم دیکھ ہمکون گنوائے

مندرجہ بالا اشعار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ تراب خود کو رام داس اور کیسو سوامی کا ہم خیال تصور کرتے تھے اور کیسو سوامی اور رام داس کی قبیل کے لوگوں میں اپنا شمار کرتے تھے ۔ اس کی وجہ غالباً یہ بھی ہوگی کہ شاہ تراب بھی اِن دونوں کی طرح اخلاقی تنزل اور روحانی انحطاط کو دور کر کے لوگوں میں روحانیت ، خلوص اور صداقت کا جذبہ پیدا کرنا چاہتے تھے ۔ اگر شاہ تراب اپنے آپ کو رام داس اور کیسو سوامی کا ہم خیال اور

Marfat.com

ہم مقصد نہ سمجھتے تو پھر اُنہیں اس انداز سے یاد نہ کرتے تھے ۔ شاہ تراب ، کیسو سوامی ، رام داس اور خود کو ایک ہی نصب العین کے تحت کام کرنے والوں کے زمرے میں شامل کرتے ہیں «رائز آف مرہٹہ پاور» کے مصنف رانا ڈے لکھتے ہیں کہ کیسو سوامی اُن لوگوں میں سے تھے جو ہندوں اور مسلمانوں کے مذھبی خیالات میں ہم آہنگی پیدا کی ۔ وہ مساوات اور اخوت کی جڑیں مظبوط کرنا چاہتے تھے[۱] ۔

ایک اور جگہ «من سمجھاون» میں شاہ تراب اپنے خیالات کی صداقت اور معقولیت کی اس طرح داد طلب کرتے ہیں :ـــ

تراب نے نہیں جھوٹ اے بات بوجا
مہادیو ہور رام میں نہیں ہے دوجا
ابس کا اپی آکو کرتا ہے پوجا
پوچھو رام داس اور کیسو داس کو جا

شاہ تراب اس بات پر افسوس ظاہر کرتے ہیں کہ اب میں رام داس اور کیسو سوامی سے ملاقات نہیں کرسکتا اگر وہ دونوں موجود ہوتے تو اُنہیں سامنے بیٹھا کر میں اپنی پُردرد کہانی سناتا ۔ میری ادبی کاوش «من سمجھاون» کی وہی داد دے سکتے تھے ۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو میں «من سمجھاون» اُنہیں ضرور دکھاتا :ـــ

کہاں رام داس ہور کیسو داس پاؤں
میرا درد غم سب بیٹھا کر سناوں
ایجا کر مرے اس بچن کوں دکھاوں

۱ ـ ۱۴۷ ـ بانی کر اینڈ کو ـ بمبئی ـ سنہ ۱۹۰۰ع ـ

Marfat.com

شاہ تراب «من سمجھاون» میں کیسو سوامی کو کیسو داس کہتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ رام داس کی مناسبت سے کیسو سوامی کے بجائے کیسو داس لکھتے ہیں۔ اگر یہ کوئی اور سنت ہوتے تو شاہ تراب ہر جگہ رام داس کے ساتھ ان کا نام نہ لیتے تھے۔ کیسو سوامی سے شاہ تراب کا واقف ہونا اور اُن کی سچی لگن اور اصلاحی مساعی سے متاثر ہونا کوئی تعجب خیز بات نہیں معلوم ہوتی کیونکہ جنوبی ہند میں کیسو سوامی، رام داس کے خاص چیلے کی حیثیت سے کافی شہرت رکھتے تھے اور جنوب کے علاقوں میں رام داس کی تعلیمات کی اشاعت کا سہرا اِن ہی کے سر تھا۔ گویا وہ جنوبی ہند میں رام داس کے قائم مقام اور جانشین سمجھے جاتے تھے۔ کیسو داس نامی کسی اور سنت کا پتہ نہیں چلتا۔

بھیما سوامی | «من سمجھاون» میں شاہ تراب کہتے ہیں کہ اگر رام داس اور کیسو سوامی ہوتے تو وہ میری اس تصنیف کو پڑھکر خوش ہوتے اور اس کی داد دیتے تھے۔ وہ تو نہیں رہے کیا میں بھیما سوامی کے پاس جا کر اپنے کلام کی داد پاؤں:۔

لیجا کر میرے اِس بچن کو دکھاؤں

اگر نہیں تو بھیما سوامی پاس جاؤں

شاہ تراب نے «من سمجھاون» تنجور میں لکھی تھی۔ تنجور اُس زمانے میں رام داس کی تعلیمات کا اہم مرکز بنا ہوا تھا۔ بھیما سوامی بھی رام داسی تھے اور چونکہ شاہ تراب نے «مناچے شلوک» کی طرز میں

Marfat.com

«من سمجھاون» لکھی تھی اس لئے وہ بھیما سوامی رام داس سے اپنے اس شعری کارنامے کی داد چاہتے ہیں۔ والبریس ڈیمنگ کہتے ہیں کہ بھیما سوامی ساپاپور کے رہنے والے تھے[1] اُنہوں نے اپنی روحانیت اور نیکی کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل کرلی تھی۔ بعد میں بھیما سوامی کو تنجور کے مشہور مٹھ کا مہنت بھی بنا دیا گیا تھا۔ شاہ تراب نے چونکہ تنجور ہی میں «من سمجھاون» لکھی تھی اس لئے وہ تنجور کے مٹھ کے مہنت سے داد تحسین حاصل کرنا چاہتے ہیں اور رام داس اور کیسو سوامی کی عدم موجودگی میں بھیما سوامی کی ذات کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ بھیما سوامی بحیثیت ایک سچے رام داسی کے عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ اُنہوں نے رام داس کی تعلیمات پر عمل کرنے اور ان کے اُصولوں کی پیروی کرنے کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کرلی تھی اور اسی لئے اُنہیں اتنے شاندار مٹھ کا مہنت بنایا گیا تھا یہ رام داسیوں کی نظر میں کوئی معمولی اعزاز نہ تھا۔

بھیما سوامی رام داس کے خاص چیلوں میں سے تھے۔ رام داس کی سب سے مستند سوانح عمری بھیما سوامی ہی کی لکھی ہوئی ہے جس کا نام «بھگتمن جلی» ہے لیکن اس کا کوئی مکمل نسخہ آج مکمل دستیاب نہیں ہوتا۔ یہ سوانح عمری اس لئے بھی اہم سمجھی جاتی ہے کہ رام داس کی کوئی اور سوانح اُن کی وفات کے بعد ہی نہیں لکھی گئی ہے۔ بھیما سوامی کو بھیما سوامی ساپاپور کر کہتے تھے کیونکہ (جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے)

۱۔ رام داس اینڈ رام داسیز صفحہ ۱۵۵۔

Marfat.com

وہ ساہا پور کے رہنے والے تھے ۔ جو میسور سے دو میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے ۔ بھیما سوامی ۱٦۷۵ع میں تنجور چلے آئے تھے اور یہاں اُنہوں نے ایک مٹھ بھی تعمیر کروایا تھا ۔ بھیما سوامی شاعر بھی تھے ولبرس ڈیمنگ لکھتے ہیں کہ راجا پرتاب سنگھ کے کاغذات میں سے شری راج و یدکو تین کاغذات ایسے ملے ہیں جن پر اووی بحر میں بھیما سوامی ساہا پورکر کی ایک نظم تحریر کی گئی ہے ۔ اس نظم میں اُنہوں نے رام داس کے واقعات وفات کی تفصیل بیان کی ہے ۔ یہ نظم پچاس اشعار پر مشتمل ہے ۔

رام داس کے بعض چیلے ایسے تھے جو محض اپنی علمیت اور قابلیت کی وجہ سے مشہور ہوئے ہیں ۔ ان میں ومن پنڈت ۔ اننا جی ، موسل رام گو سوامی اور بھیما سوامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔ ہنمنت سوامی کا بیان ہے کہ بھیما سوامی رام داس کی وفات کے تین دن بعد سجن گڈھ چلے آئے تھے اور یہیں اُنہوں نے اپنی مشہور سوانح تصنیف کی تھی ۔ اس سوانح کا مخطوطہ سب سے پہلے چھاچھل مٹھ سے دستیاب ہوا تھا ۔

راجہ پرتاب سنگھ | شاہ تراب نے " من سمجھاون " میں راجہ پرتاب سنگھ کا بھی حوالہ دیا ہے ۔ ستوبا مہاراج کو مخاطب کرکے وہ کہتے ہیں کہ آپ تو پرتاب سنگھ کے گرو کہلاتے ہیں اور برہمنوں کو دان دینے اور کھانا کھلانے کے لئے مشہور ہیں ۔ آپ اپنے دل کو مایا کے فریب سے بچائے رکھتے ہیں ۔ میری طرف بھی نگاہ کرم کیجئے : ـــ

گورو اُو تو پرتاب سنگھ کے کلاتے
سدا بامنا کو رسوی کھلاتے
اُو داتار نت دان سب کو دلاتے
نہیں من کوں مایا کے جھانسے میں لاتے

Marfat.com

پرتاب سنگھ ۔ تنجور کے مشہور مرہٹہ راجہ گزرے ہیں - وہ تنجور کے آخری بڑے راجا تھے - ونکاجی ، شاہ جی اور سرابھوجی کی طرح پرتاب سنگھ بھی تنجور کی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتے ہیں - پرتاب سنگھ کے عہد حکومت میں محمد علی اور انگریز ارکاٹ پر قابض تھے - پرتاب سنگھ کے آخری زمانہ حکومت میں چندا صاحب نے تنجور پر حملے شروع کردیئے تھے - ایسٹ انڈیا کمپنی اور کلائیو پرتاب سنگھ کو ہزمیجسٹی کہہ کر یاد کیا کرتے تھے[۱] - اور انہیں ایک آزاد اور خود مختار راجہ تسلیم کرتے تھے -

پرتاب سنگھ ایک بہادر ، خوبصورت اور نیک راجہ تھے - وہ بڑے روادار اور وسیع النظر تھے - انہوں نے ناگور میں مسلمانوں کے لئے ایک مسجد تعمیر کروائی تھی جس کے لئے پندرہ گاؤں وقف کردیئے تھے - پرتاب سنگھ نے غریبوں کو کھانا کھلانے کے لئے تنجور ، مانامیلکڈی ، دار آسرم اور امرچترم میں کئی طعام خانے تعمیر کروائے تھے جن میں ہر طبقے اور ہر مذہب کے لوگ کھانا کھاتے تھے -

پرتاب سنگھ نے ۱۷۳۹ء سے ۱۷۶۳ء تک تنجور پر حکومت کی - وہ تنجور کے چوتھے راجہ تھے - پرتاب سنگھ انگریزوں کے طرفدار تھے اور فرانسیسیوں میں ان کے تعلقات اچھے نہ تھے - ۱۷۵۲ء میں جب محمد علی دشمنوں میں گھر گئے تو [illegible] پرتاب سنگھ نے ان کی کمک کی [illegible] ۳۰۰ سپاہیوں کو محمد علی کی مدد کے لئے روانہ کیا جس [illegible] محمد علی

۱۔ مرہٹہ راجاز آف تنجور [illegible] صفحہ ۴۷ [illegible] مدراس ۱۹۲۸ء

نے ترچناپلی پر قبضہ کر لیا اور فرانسیسی کماندار لارنس کو شکست اُٹھانی پڑی ۔

۱۷۵۸ع میں لالی نے تنجور پر حملہ کر دیا ۔ فرانسیسی پرتاب سنگھ کے بجائے اپنے نامزد شخص کو تنجور کے تخت پر بیٹھانا چاہتے تھے ۔ انگریزوں کی فوجی طاقت سے فرانسیسی افواج گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی ۔ آخر کار ۱۷۶۱ع میں پانڈچری کے محاصرے میں فرانسیسی فوج کو پوری طرح ختم کر دیا گیا ۔ اور اُنہیں زبردست شکست اُٹھانی پڑی راجہ پرتاب سنگھ نے اس سات سالہ جنگ میں اپنے چھ سو سپاہی انگریزوں کی کمک کے لئے روانہ کئے تھے اور اس محاصرہ میں انگریز سپاہیوں کی خوراک کا بھی انتظام کیا تھا جیسا کہ کے ۔ آر سبرامنیم اپنی کتاب « مرہٹہ راجاز آف تنجور » میں لکھتے ہیں ۔

پرتاب سنگھ کے آخری زمانۂ حکومت میں محمد علی اور انگریزوں سے اُن کی ان بن ہوگئی اور تنجور کی حکومت اُن کی نظر میں کھٹکنے لگی پرتاب سنگھ کو ۲۲ لاکھ روپیے بطور خراج ادا کرنے پڑے اور سالانہ چار لاکھ کا خراج ادا کرنے کا تصفیہ ہوا ۔

پرتاب سنگھ کا انتقال ۱۶ ۔ ڈسمبر ۱۷۶۲ع[1] میں ہوا ۔ راجہ کے انتقال پر اس کی تیسری اور پانچویں بیوی نے ستی کی رسم ادا کی ۔ پرتاب سنگھ کے بعد اُن کا بیٹا تلجاجی تنجور کے تخت پر بیٹھا ۔

۱۔ دی مرہٹہ راجاز آف تنجور ۔ کے ۔ آر سبرامنیم صفحہ ۵۷۔

Marfat.com

ستو با مہاراج یا ستو با سوامی

شاہ تراب نے ‘‘من سمجھاون’’ کے بارھویں حصے میں ستو با مہاراج کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور اس بارھویں حصے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ہر بند میں ستو با مہاراج کو مخاطب کیا گیا ہے اور یہ دو مصرعے دہرائے گئے ہیں :—

ستو با مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

شاہ تراب ‘‘من سمجھاون’’ میں ستو با مہاراج کی اکثر جگہ تعریف کرتے ہیں۔ اُنہوں نے ستو با مہاراج کے متعلق سب سے پہلی بات یہ بیان کی ہے کہ وہ بڑے خدا ترس اور نیک انسان ہیں۔ وہ دنیا کے جنجال میں کبھی نہیں پھنستے، وہ ہمیشہ بھگوان کی یاد کا دیپ اپنے دل میں روشن رکھتے ہیں۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ ستو با سوامی کی زبردست روحانیت اور اُن کی عظمت کو دیکھ کر میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ وہ رام کے اوتار ہیں۔ وہ سب سے ‘‘افضل’’ ہیں اور سب کی ‘‘رکھوالی’’ کرنے والے ہیں۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ تنجور میں ستو با مہاراج کی حیثیت ایک دانا کی ہے۔ اُنہوں نے ستو با سوامی کے علم و فضل کی بڑی تعریف کی ہے اور کہتے ہیں کہ وہ پران اور دوسری مذہبی کتابوں پر عبور رکھتے ہیں :—

میں سمجھا ہوں ان کوں سچے رام اوتار
کہ سب میں اچھے ہور سب سوں نکھدار
اہیں او تجاور کے درمیان دانا
پران ہور پستک میں ہیں بہوت ہوشیار

ستو با مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

Marfat.com

شاہ تراب کہتے ہیں کہ میں تنجور اس لئے آیا تھا کہ میں نے یہاں کے عالم ستوبا مہاراج کے علمی تجر کا چرچا سنا تھا لیکن افسوس کہ اب تک مجھے اُن کا درشن نصیب نہیں ہوا :—

ستوبا کا سن نام اس دیس آیا
وائے اب تلک درس اُن کا نہ پایا

شاہ تراب بھیما سوامی، رام داس اور کیسو سوامی کی طرح ستوبا مہاراج سے بھی اپنی ادبی تخلیق "من سمجھاون" کی داد طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ستوبا مہاراج میرے کلام کو سن کر اس کی داد دیں گے میں تب اُن کا چیلا کہلاؤں گا :—

بچن سن کے دیویں گے جب داد میرا
دیکھو جب کہلاؤں گا میں اُن کا چیلا

ستوبا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

آخر میں شاہ تراب، ستوبا مہاراج سے اُن پر "دیا" کرنے کی درخواست کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ستوبا سوامی میں تمہارے نگر تنجاور میں رام کا نام لینے آیا ہوں تم عقلمند ہوکر میرا حال کیوں نظر انداز کرتے ہو :—

دیا ہور میا اب کرو اپنا بارے
لیکر رام نام آ نگر میں تمہارے
چتر ہو کہ کیوں حال میرا بسارے

Marfat.com

ستو با سوامی، تنجور کے ایک ایسے مشہور سنت اور سنیاسی گزرے ہیں جن کا جنوبی ہند میں دور دور تک چرچا تھا۔ ستو با سوامی تنجور کے چوتھے راجا پرتاب سنگھ کے گرو تھے۔ کے۔ آر۔ سبرامنیم "دی مرہٹہ راجاز آف تنجور" میں پرتاب سنگھ کے بیٹے اور جانشین تلجاجی کی وسیع النظری اور اُن کی مذہبی رواداری کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تلجاجی اپنے والد پرتاب سنگھ کے گرو ستو با سوامی کے بیٹے نانا گو سوامی کے چیلے تھے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ستو با سوامی راجہ پرتاب سنگھ کے گرو تھے۔[1] تنجور کے دوسرے مرہٹہ راجہ شاہ جی کے زمانے ہی سے یہاں کے راجا ستو با سوامی [illegible] اور ان کے سلسلہ کے دوسرے بزرگوں کے مرید [illegible]۔ ستو با سوامی کا خاندان برسوں سے تنجور میں رہا کرتا تھا۔ ستو با سوامی [illegible] اُن کے آباو اجداد ادویتا سنیاسی تھے اور خود ستو با سوامی بھی [illegible] گرو [illegible] بھی اسی سلسلے کی کڑی تھیں۔ ان کے خاندان پر [illegible] مرہٹہ راجہ بہت مہربان تھے۔

تنجور

تنجور کو تاریخی اعتبار سے ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ شہر چولا راجاؤں کی راجدھانی رہ چکا ہے۔ اس شہر کے نام کے متعلق بہت سی روایتیں مشہور ہیں۔ جگدیش [illegible] اپنی کتاب میں ایک روایت یہ بیان کی ہے ماقبل تاریخ زمانہ میں [illegible] ایک [illegible] راکشش رہا کرتا تھا۔ جس کا نام تنجن تھا۔ [illegible] راکشش [illegible] بہت ایذائیں پہنچایا کرتا تھا۔ اور سب [illegible] تھے۔ اس کو زیر کرنے کے لئے وشنو [illegible]

۱۔ دی مرہٹہ راجاز آف تنجور۔ کے۔ آر۔ سبرامنیم صفحہ ۹۶

Marfat.com

میں نمودار ہوئے - اس کی یادگار کی طور پر جو مندر تعمیر کیا گیا تھا وہ تنجور سے دو میل شمال کی جانب واقع ہے - وشنو نے اس راکشش کو مار ڈالا تھا جس کی وجہ سے اس مقام کا نام ٹامل میں تن جائی یا تنجور پڑ گیا ہے[1] -

تنجور میں مختلف حکومتیں برسر اقتدار رہی ہیں - یہاں چولا ، نائک ، مرہٹہ ، مسلم اور انگریز حکمرانوں نے اپنے نقش قدم چھوڑے ہیں - شاہ تراب مرہٹوں کے عہد حکومت میں تنجور آئے تھے - ونکوجی تنجور کا پہلا مرہٹہ راجا تھا جس نے ۱۶۷۶ع میں یہاں اپنی حکومت قائم کی - ونکوجی تنجور کی مرہٹہ حکومت کے بانی کی حیثیت سے مشہور ہیں - وہ شیواجی کے بھائی تھے - شاہ تراب نے « من سمجھاون » میں تنجور کا جو ذکر کیا ہے وہ چوتھے طاقتور مرہٹہ راجا پرتاب سنگھ کے زمانۂ حکومت کا ہے - « من سمجھاون » میں شاہ تراب کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ستو با سوامی سے ملاقات کرنے کی غرض سے تنجور کا سفر کیا تھا (اس کا ذکر پچھلے صفحات میں آچکا ہے) - تنجور ہی میں شاہ تراب نے رامداس کی « مناچے شلوک » سنی تھی جس سے متاثر ہو کر اُنہوں نے « من سمجھاون » لکھی تھی -

اس زمانے میں تنجور ، رام داس کی تعلیمات کی اشاعت کا ایک اہم مرکز سمجھا جاتا تھا - تنجور کا علاقہ رام داس کے مذہبی اور سماجی تصورات سے متاثر ہوا تھا - یہاں رام داسیوں کے کئی مٹھ موجود تھے جیسا کہ « رام داس اینڈ رام داسیز » کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے - شاہ تراب کہتے ہیں کہ تنجور میں لوگوں نے میرے

---

۱ - ساوت انڈین شرائنس - جگد یش ایر - ۱۱۲ -

Marfat.com

علم و فضل کی قدر نہیں کی حالانکہ میں کبیر جیسا گیانی قلندر ہوں - میں اکثر لوگوں کی زبانی تنجور والوں کی مذہب پرستی کی تعریف سن کر یہاں آیا تھا :—

سمجھ کر ہندو راج آیا تنجور
سکل جگ کے منہ سے دھرم راج سن کر
و لیکن مجے کوئی بلایا نہیں گھر
سمجھ کر کبیرا سا گیانی قلندر

من سمجھاون کی ادبی اہمیت

« من سمجھاون » کا سنہ تصنیف ۱۱۷۱ھ ہے[۱] - اس زمانے کے دوسرے ادبی کارناموں سے جب ہم " من سمجھاون " کا مقابلہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ایسی تصنیف نہیں جسے ہم باسانی نظر انداز کرسکیں - رام داس جیسے مشہور اور بلند پایا فلسفی و شاعر کے مقبول عام شعری کارنامے « مناچے شلوک » کو اپنے انداز میں دکنی میں منتقل کرنے کا خیال بجائے خود بہت اہم اور منفرد ہے - دوسری زبانوں کے مشہور مفکروں اور حسن کاروں کی تخلیقات کو اپنی زبان میں منتقل کرنے کی اہمیت کا احساس آج بھی بہت عام نہیں اور ایسی کتابوں کی تعداد نسبتاً کم ہے جو دوسری زبانوں کے عظیم ادبی اکتساب سے اثر پذیر ہوکر لکھی گئی ہیں - اس لحاظ سے « من سمجھاون » دکنی ادب میں ایک خاص اہمیت کی حامل ہے -

---

۱ - ملاحظہ ہو فہرست مخطوطات - انجمن ترقی اردو علی گڈھ .

Marfat.com

شاہ تراب کی « من سمجھاون » میں صرف مذہبی اور متصوفانہ نکات ہی کی تشریح نہیں ملتی بلکہ اس میں سماجی اور اخلاقی قدریں بھی موجود ہیں ۔ زندگی کی سدا بہار اور ابدی قدروں اور حیات کے عظیم نصب العین کی بلندیوں کو چھولینے کی تمنا ہے اور مادیت کم مایہ اور پرفریب مظاہر کے دھوکے میں نہ آنے کی تلقین ہے ۔ « من سمجھاون » میں کوئی عظیم فلسفیانہ تصور پیش نہیں کیا گیا ہے لیکن اس نظم کی اخلاقی قدر و قیمت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ۔ « من سمجھاون » میں جو عبادت و ریاضت، توکل، قناعت، استغناء اور صبر و رضا پر زور دیا گیا ہے اس سے اخلاقی اور سماجی اصلاح مقصود ہے ۔

شاہ تراب نے اپنی دوسری تصانیف کی طرح « من سمجھاون » میں بھی کھوکھلی روحانیت اور نمائشی پارسائی کا مذاق اُڑایا ہے اور ظاہرداری سے بچنے کی تعلیم دی ہے ۔ « گلزار وحدت » میں خود ساختہ مرشدوں اور پرفن و مکار شیوخ اور اُن کی مصنوعی روحانیت کا اس طرح مذاق اُڑاتے ہیں :—

اتا کی پیر ہیں سب طالب زر
ہے پیری اُن کی دستار مدور
کمال فخر اُو منحوس تھیلا
بظاہر پاک اندر دل ہے میلا
عجب صیاد ہے نادر شکاری
نہ چھوڑیں کیا ہزاری کیا بھکاری
مبارک تھیلہ وو شملہ عجب ہے
کمال شعبدہ بازی اُو سب ہے
نہیں ہے آستیں کا انتہا حد
عمر عیار کی زنبیل ہے مرد

Marfat.com

اسی طرح شاہ تراب نے "من سمجھاون" میں اُن لوگوں پر طنز کیا ہے جو روحانی رہبری کا دعوی کر کے لوگوں کو گمراہ کر دیتے ہیں اور ان کا استحصال کرتے ہیں۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ ایسی "خود نمائی" کرنے سے عبادت ترک کر دینا بہتر ہے۔ شاہ تراب اپنے متعلق کہتے ہیں :—

نہ صوم و صلواۃ کر کسی کو دکھلاؤں
نہ جھوٹی عبادت کی شیخی جتاؤں
نہ دل کو دُکھا کر میں ظالم کہلاؤں
نہ کس گھر نمازی کہلا کر ڈباؤں

ایک اور جگہ وہ کہتے ہیں :—

بسر کرو دھن مال اوپر مت متاتے
بنا مشغلہ کوی پیری جتاتے
ذرا بھید اس کا تو کچھ نہیں بتاتے
سب ہی دیکھو کہتے نہیں بھید پاتے

شاہ تراب کا خیال ہے کہ صرف مندر میں پوجا کر کے یا مصنوعی عبادت کے ذریعے سے ہم بھگوان یا خدا کو نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ [illegible] پاسکتے ہیں۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ خدا کو مندر میں ڈھونڈو نہ مسجد میں خدا کا جلوہ دیکھنا ہے تو اپنے دل کو درپن بناؤ۔ بھگوان [illegible] کے مندر میں رہتا ہے اُسے باہر ڈھونڈنے کی کوشش [illegible] خیال کو رام داس نے "مناچے شلوک" میں پیش کیا ہے [illegible] تیرے گھر میں کام دھنیو ہے[1] اور تو چوپایہ مانگنے [illegible]

۱۔ کام دھنیو ایسی گائے سمجھی جاتی ہے جو ہماری ہر تمنا پوری کر سکتی ہے

Marfat.com

پھرتا ہے تجھے صحیح اقدار کا علم نہیں ہے تو چنتامنی[1] کو کانچ کا ٹکڑا سمجھ کر توڑ دیتا ہے :—

گھر بن کام دھنیو پڑھیں تاک ماگے
ہری بودھ ساٹڈونی وے واد لاگے
کر یں سار چنتامنی کاچ کھنڈ لے
تیا ماگا تاں دیت آہے او دنڈے

اسی خیال کو ہندی کے ایک شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے کہ ہمارا محبوب تو ہمارے من مندر میں بیٹھا ہوا ہے لیکن ہم اُس سے بیخبر ہیں اور اُس کو اِدھر اُدھر ڈھونڈتے پھرتے ہیں ہماری حالت اس ہرن کی سی ہے جس کی ناف میں مشک بھرا ہوتا ہے اور وہ مشک کی خوش بو سونگھ کر اُسے ڈھونڈنے کے لئے چوکڑیاں بھرنے لگتا ہے لیکن اُس کو اِس کا علم نہیں ہوتا کہ مشک خود اُس کے جسم میں موجود ہے :—

تیرا سائیں تجھ میں جیسے پو ہو بن میں باس
کستوری کا مرگ جیوں پھر پھر ڈھونڈے گھاس

اس خیال کو «ظہور کلی» میں شاہ تراب نے بالکل اسی انداز میں پیش کیا ہے :—

شہ رگ گردن سوں او یوں پاس ہے
جیوں گل خوشبو میں پنہاں باس ہے

---

[1] ۔ چنتامنی ایک ایسا پتھر سمجھا جاتا ہے جس سے ہماری ہر مراد پوری ہوسکتی ہے ۔

Marfat.com

"من سمجھاون" میں بھی شاہ تراب نے اس خیال پر زور دیا ہے کہ خدا کو اپنے دل میں ڈھونڈنا چاہیئے ۔ وہ نہ مندر میں ملتا ہے نہ مسجد میں اور نہ صحرا اور گلستان میں اُس کا پتہ چل سکتا ہے : —

نکو رام کوں ڈھونڈ چمنے چمن میں
نہ سمدور میں نہ تو ساتوں گگن میں
جگا جوت اس کا چھ ہے سب رخن میں
بھرا آتما رام ہر اک کے تن میں

یا ایک اور جگہ کہتے ہیں : —

منور سجا عرش اکبر کہتے ہیں
ارے من تجھے رام کا گھر کہتے ہیں

شاہ تراب کہتے ہیں کہ جب میری غفلت دور ہوئی اور میری آنکھیں کھل گئیں تو مجھے اپنے "موہن" کا "درس" نظر آنے لگا : —

کہارا کیا دیو دیول ستی اب
دسیا دیو دیول میں رے تن منے جب

یا ایک اور جگہ شاہ تراب کہتے ہیں : —

دیکھو قلب مومن کا گھر ہے خدا کا
جھلکتا ہے یاں نور اور خدا کا

تصوف کو بعض وقت "ذہنی ردعمل" سے بھی تعبیر کیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ عیش پسندی ، حرص و ہوس ، طمع ، خود غرضی اور

Marfat.com

بدی کے خلاف یہ ایک طرح کی مہم ضرور ثابت ہوا اور پاکیزگی نفس، اخلاقی بلندی اور جذباتی تطہیر کا ایک موثر ذریعہ بن گیا۔

«من سمجھاون» میں شاہ تراب نے دنیا کی ناپائداری اور بے ثباتی کے بڑے اچھے مرقعے پیش کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ سنسار جھوٹا ہے اور یہاں کی ساری رنگینیاں عارضی ہیں ان نظاروں کو دائمی سمجھ کر ان میں محو ہو جانا محض نادانی اور بے وقوفی ہے: —

اے فانی سرا کچھ وفادار نہیں ہے
یہاں کوئی دائم رہن ہار نہیں ہے
برے وقت کا کوئی دلدار نہیں ہے
ہمن باغ کثرت یو دن کار نہیں ہے
مسافر ہو نکلے ہیں دو دن سفر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جانیں گھر کوں

یا ایک اور جگہ کہتے ہیں: —

ارے من توں مایا میں چپ عمر کھو مت
بیزان بات دے سر کو پچھتا کے رو مت
بدی کے تخم باغ من کے میں بو مت
بسر گیان کوں کا سوچی زوپ سو مت
جو کوی عاشق پاک بدنام ہیگا
وہی ساقی بزم گلفام ہیگا

Marfat.com

شاہ تراب نے اخلاقی برائیوں سے بچنے کی تلقین کی ہے اور وہ « من سمجھاون » میں اکثر جگہ « مایا » کے « دھندے » میں « پڑکر » « مدھ بدھ » نہ کھونے کی ہدایت کرتے ہیں ۔ « مناچے شلوک » میں رام داس نے شڈری پو کی مضرت رسانی کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے ۔ وہ دنیا کی لذتوں اور آرائشوں اور دنیوی مال و دولت پر غرور نہ کرنے کی تعلیم دیتے ہیں ۔ « من سمجھاون » میں شاہ تراب نے بھی بار بار ان ہی خیالات کو پیش کیا ہے : —

اچھا دیکھ چیرا کسی کے توں سر پر
آپس کو نہیں کر کو حسرت نکو کر
نہیں کام آنے کا یہ حرص آخر
بقا جاں فانی سرا کا مکاں گھر

مدامی سمجھ کر آپس کا ٹھکانہ
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانہ

ایک اور جگہ دولت دنیا کو « کانٹا » بتاتے ہوئے کہتے ہیں : —

نکو کر نکو بہوت کاکوت دولت
بوری ہے بوری ہے یو دولت کی غفلت
کنکر اور کانٹا ہے دولت کی صورت

شاہ تراب کہتے ہیں کہ جب تک انسان اپنے دل سے [illegible] نہ کرے اس وقت تک خدا کی محبت اس میں جاگزیں نہیں ہو سکتی اور عشق حقیقی جگہ نہیں پا سکتا اس لئے خدا کو پانے کے لئے سب سے پہلے

Marfat.com

خود کو کھو دینا ضروری ہے - مادی علائق سے رشتہ توڑ لینے کو شاہ تراب سلوک کا پہلا زینہ سمجھتے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ انسان «رزی کسوتاں ہیں سنگارا کرتا» اور «اپنے تن» پر غرور کر کے «چھاتی اوتانی» کر کے چلتا ہے لیکن مادی چیزیں اتنی بے حقیقت اور ناپائدار ہوتی ہیں کہ چند ہی دنوں میں ان کی خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے اور جس چیز کو انسان مایہ ناز اور باعث افتخار سمجھتا ہے اُسی سے ایک دن وہ شرم محسوس کرنے لگتا ہے :-

ارے من نہ ہاتی ہے تیرا نہ گھوڑا
نکو بھول چپ دیکھ کر زر کا جوڑا
ارے کل کوں ہوے گا تجہ تن میں کوڑا
نکو ہو تو کوتوال قاضی کروڑا
ارے من توں دھن مال پر نہ اکڑنا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

«من سمجھاون» میں شاہ تراب نے برج اور سیاروں کے اثرات اور ان کی خصوصیات کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ شاہ تراب کی دلچسپی کا خاص موضوع معلوم ہوتا ہے - اُنھوں نے «ظہور کلی» اور «گنج الاسرار» میں بھی اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے - «من سمجھاون» میں شاہ تراب جدی ، دلو ، کیوان ، برجیس ، حوت ، زحل ، عقرب ، ثور ، میزان ، سنبلہ ، جوزا ، عطارد ، مریخ اور زہرا کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے اثرات اور ان کی حقیقت کو سمجھنا اور ان سے واقفیت حاصل کرنا انسان کے لئے ضروری ہے - اس علم کے بغیر انسان جاہل رہ جاتا ہے لیکن اس علم کو سیکھنے اور اُس کے رموز و غوامض سے واقفیت

Marfat.com

حاصل کرنے کے لئے "ست گرو" کی رہبری کی ضرورت ہے اور اُسی کے "چرنوں" میں رہ کر ہم علم و معرفت کی بلندیوں تک پہنچ سکتے ہیں:—

اہے دلو جدی دو کیوان کے گھر
کہے برجیس کوں قوس ہور حوت خوش تر
حمل اور عقرب میں بہرام سرور
دیا ثور و میزان کو زہرا نے زیور

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

عطارد لیا سنبلہ ہور جوزا
اسد جاے خورشید سرطان میں چندا
اگر کس گرو سیتی اے بھید سمجھا
ہوا ست گرو کا سچا تونچہ چیلا

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

رام داس نے "داس بودھا" میں لکھا ہے کہ اپنیشد میں بھی گرو کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا گیا ہے کیونکہ اس کے وسیلے سے ہم کائنات کے رموز کو سمجھ سکتے ہیں۔ "مناچے شلوک" میں بھی بار بار رام داس گرو سے ربط پیدا کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ "من سمجھاون" میں شاہ تراب نے بھی اس تصور پر زور دیا ہے۔ شاہ تراب لکھتے ہیں کہ کاشی، بنارس تربتی اور گنگا کو جا کر پوجا پاٹ

Marfat.com

کرنا اور گناہوں کا کفارہ ادا کرنا بیکار ہے گناہوں کو دہونا اور اُن سے نجات پانا ہو تو گرو کی تلاش کرنی چاہئے وہ ہماری صحیح رہبری کر سکتا ہے :—

نہ کاسی بنارس نہ حاتر پتی کوں
نہ گوداوی جا نہ بھاگی رتی کوں
نہ گنگا نہ جمنا نہ جا سرسوتی کوں
کہیں ڈھونڈ کر پا گرو دھن پتی کوں

ارے من ستابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

« من سمجھاون » میں شاہ تراب نے نام نہاد برہمنوں اور شیوخ پر طنز کیا ہے - وہ کہتے ہیں کہ گیان حاصل کرنے اور شکتی، مکتی اور نروان پانے کے لئے گرو کی رہنمائی کی بڑی اہمیت ہے اور اس سے بڑی بڑی توقعات وابستہ ہوتی ہیں لیکن گرو یا پیر کو صحیح معنی میں رہبر کامل اور ارد شک گرو ہونا چاہئے :—

کتے لے کو تسبیح منکے پھیراتے
بڑے پاک زاہد نمازی کلاتے
ولے من کی منکیاں کا نہیں بھید پاتے
سدا می پنے میں آپس سد گنواتے

شاہ تراب نے حقیقی قلندر اور سچے گرو کی یہ پہچان بتائی ہے کہ وہ شاہوں سے زیادہ قابل عزت اور بلند مرتبہ ہوتے ہیں - قندر پارس

Marfat.com

ہوتا ہے جسے اُس کی صحبت نصیب ہوتی ہے وہ کندن بن جاتا ہے : —

کرم سوں گدا ہات جس کا پکڑتے
بسر مفلسی تخت چاہی اُو چڑتے
گدا کس سوں ہرگز نہ لڑتے جھگڑتے
نہ دنیا کی دولت کو دیکھت اکڑتے

شاہ تراب تمام کائنات کو ہمہ اُوست کی عینک سے دیکھتے ہیں ۔ « من سمجھاون » میں اکثر جگہ اُنہوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ عالم خلق کے تمام مظاہر میں خدا کا جلوہ پنہاں ہے ہر شئی میں وہی جاری و ساری ہے ۔ اس صورت میں سمجھ میں نہیں آتا کہ کسے طالب اور کسے مطلوب کہیں : —

جدائی سوں کیوں عبد و رب میں سمجھنا
اوسے ہم ہری ہر سبب میں سمجھنا
بلاد یمن ہور عرب میں سمجھنا
نہیں کس میں ہے ہور کس میں سمجھنا

شاہ تراب اسی مطلب کو اپنی غزل کے ایک شعر میں اس طرح ادا کرتے ہیں : —

ہر طرف جب ادھر اُدھر ہے گا
ہم جدا اُس ستی کہو ہیں کب

Marfat.com

شاہ تراب کہتے ہیں کہ ہر شئ میں خدا کے جلوے کا عکس پوشیدہ ہوتا ہے اس لئے ما سوا کو اللہ سے جدا کیسے کہہ سکتے ہیں :—

کہیں بلبل زار کہیں سرو گلشن
کہیں نقش پا اور کہیں من ہرن دھن
کہیں اُو محقق کہیں اُو برہمن
کہیں لیلیٰ القدر کہیں روز روشن

« من سمجھاون » میں شاہ تراب نے اسلامی تصورات اور اسلامی فلسفے کے نکات کو عام فہم انداز اور سادہ زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے -

« من سمجھاون » کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نظم میں شاہ تراب نے مذھبی مباحث اور اسلامی عقائد کو « ہندو دساوتارا » ، ہندو دیومالا اور ہندو فلسفے کے ذریعے سے سمجھانے کی کوشش کی ہے - ایک صوفی اور مبلغ ہونے کی حیثیت سے شاہ تراب کا ایک اہم مقصد تبلیغ و اشاعت بھی تھا اور اسی مقصد کے تحت وہ تنجاور آئے تھے کیونکہ یہ شہر اُس زمانے میں ہندو عقائد اور خاص طور پر رام داسیوں کی مذھبی سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا تھا - تنجور ہی میں شاہ تراب نے رام داسیوں سے رام داس کی « مناچے شلوک » سنی تھی اور یہیں انہوں نے اسی طرز میں « من سمجھاون » لکھی تھی جیسا کہ حسب ذیل بند میں وہ کہتے ہیں :—

تنجاور میں جس روز ہوا آکو داخل
سنیا رام داس کی تو پوتی ہے فاضل
گیا سن خوشی ستی دل کا کنول کھل
جواب اس کا کہنا ہوا شوق کامل

Marfat.com

«من سمجھاون» میں شاہ تراب نے اپنے عقائد کو ہندو فلسفے کی اصطلاحوں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ہندو قارئین بھی اسلامی تصورات کو باسانی سمجھ سکیں اور وہ اُن کے لئے زیادہ موثر اور قابل قبول بن سکیں ۔ دوسرے یہ کہ شاہ تراب نے اسلامی عقائد کو ہندو دیومالا اور ہندو مذہب کی بعض تعلیمات اور تشریحات کی مدد سے اس لئے سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اس طرح دوسرے مذہب والے بھی اس سے خود کو مانوس پا کر اس طرف متوجہ ہوسکیں اور اُنہیں کسی قسم کی اجنبیت کا احساس نہ ہو ۔ اور اُن میں تنفر ، کنارہ کشی اور احتراز کا رجحان نہ پیدا ہو ۔ مثال کے طور پر شاہ تراب نے «من سمجھاون» کی ابتداء میں دوسرے شعراء کی طرح حمد کے اشعار لکھے ہیں لیکن اس انداز میں نہیں جس میں عام مسلمان شعراء خدا کی حمد نظم کیا کرتے ہیں ۔ شاہ تراب خدا کے بجائے "رام"[1] کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اُس کی ثنا اس طرح کی ہے :—

الکھ نام اللہ نرجن ہری ہے
نرنکار نرگن او پرمیشری ہے
صفت اُس کی ہر شی میں دائم بھری ہے
او گنگا او جمنا او گوداوری ہے

وہی ذوالجلال اور اکرام ہیگا
وہی ساقی بزم کل عام ہیگا

اسی طرح شاہ تراب ایک جگہ یہ کہتے ہیں کہ جب خدا نے اپنے آپ

۱ ۔ اس کی توضیح آگے آئے گی ۔

کو ظاہر کرنا چاہا تو کُن فیکُون کہہ کر دنیا بنادی ورنہ اس سے پہلے کوئی شئ موجود نہ تھی بلکہ عدم یا « شیو نیہ » تھا ۔ اس مطلب کو شاہ تراب نے اس طرح ادا کیا ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں مذاہب والے اس کو سمجھ لے سکتے ہیں :—

نہ تھا جب یہ پر پنج تب شیونیہ اتھا سب
نہ اکار نہ اوکار نہ جہد تھا تب
ہوا شوق منڈوان کا رام کوں جب
کیا کُن سوں اسباب برہمند کا سب

ایک اور جگہ شاہ تراب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ خدا نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنا کے بھیجا ہے ۔ طالب اپنے مطلوب سے دور ہے لیکن ایک دن یہ جدائی ختم ہوجائےگی اور قطرہ اپنے سمندر سے جا ملے گا ۔ خدا نے زمین پر اپنی نمائندگی کے لئے ساری مخلوقات میں سے انسان ہی کو منتخب کیا اور پھر اس کو ((زحمت ہجر)) دی :—

آپس کی خلافت اگرچہ دیا ہے
و لیکن بلانے کا وعدہ کیا ہے
بڑا شوخ چنچل اُو اچپل پیا ہے
ہمن ہیچ ویتاگ ھجرت دیا ہے

« من سمجھاون » کے ایک اور بند میں شاہ تراب خدا کے « وحدہٗ لاشریک » اور « لم یلد و لم یولد » ہونے کو بیان کرتے ہیں ۔ مندرجہ ذیل بند ملاحظہ

Marfat.com

ہو جس میں شاہ تراب نے ہندو مت کے آئینے میں اسلامی عقائد کا عکس پیدا کردیا ہے :—

شیشی ہور دیوا کر مہابل بنایا
اپی سب سوں نیارا ہو سب میں سمایا
نہ کس سوں جنا او نہ کس کا ہے جایا
او ہی لم یلد و لم یولد کہہ سنایا

شاہ تراب نے "من سمجھاون" میں خدا کی صفات ہندو اور مسلم عقائد کی مدد سے اس طرح گنگا جمنی انداز میں بیان کی ہیں :—

اہے سب میں او سب سوں دستا نرالا
اندھارے میں کرتا ہمیشہ اجالا
ہری نام صاحب جمالہ جلالہ
نا او سبز نا زرد نہ سرخ کالا

جیسا کہ اس سے پہلے بھی کہا جا چکا ہے شاہ تراب نے ہندو دیو مالا کی مدد سے بھی اسلامی تصورات کی تفہیم میں مدد لی ہے۔ "من سمجھاون" کے ابتدائی حصے میں خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خدا بے انتہا قوت رکھنے والا ہے وہ عظیم شخصیتوں کو پیدا کرتا ہے اور اُن کی مشکلوں میں کام بھی آتا ہے۔ رام ہی نے پاربتی کو اس کی انتہاء محبت کا ثمر بخشا اور اسے مہادیو سے ملایا تھا۔ خدا وہ ہے جس نے کنہیا جیسے پر عظمت اوتار کو خلق کیا ہے :—

کنہیا بڑا دیو جگ میں سمایا
مہادیو کا روپ جس نے دکھایا
وہی پاربتی کوں تو پر گھٹ بنایا
جھی بات سب دل ستی بھا بھایا

Marfat.com

«من سمجھاون» کو دکنی ادبیات میں اس لئے بھی ایک منفرد حیثیت حاصل ہے کہ اس طرح ہندو مت اور اسلامی عقائد کو گنگا جمنی انداز میں بڑی ہم آہنگی، توازن، رواداری، وسیع النظری اور معقولیت کے ساتھ سب سے پہلے غالباً شاہ تراب ہی نے پیش کیا تھا۔ شاہ تراب اگر «من سمجھاون» کو خالص مناظرانہ رنگ میں لکھتے تو شاید یہ نظم اتنی شیرین، پر اثر قابل قبول اور دل کو موہ لینے والی نہ ہوتی۔ شاہ تراب نے اگر کہیں تنقید سے کام بھی لیا ہے تو اُن کا انداز بہت گوارا، خیال انگیز اور موثر معلوم ہوتا ہے:—

مہا پرس گیانی قلندر کلاویں
لیکر ہاڈ کا شنکھ مکھ میں بجاویں
مچی ہے سو دریا کے پانی میں نہاویں
سو کیں باس بد بلس ہرگز نہ کھاویں

شاہ تراب ایک سچے صوفی کی طرح وسیع النظر، روادار، مساوات پسند اور انسان دوست شخص تھے۔ اُنہوں نے اپنی دوسری تصانیف میں بھی یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ تمام انسان خواہ اُن کا مذہب اور مشرب کوئی ہو، برابر ہیں۔ ہم نے مذہبی اصطلاحیں وضع کرکے اپنے مسلک کو محدود اور تنگ بنا لیا ہے۔ شاہ تراب «گلزار وحدت» میں کہتے ہیں کہ میں نے پران، وید، بھگوت گیتا اور رامائن وغیرہ کا بغور مطالعہ کیا ہے اور بڑے غور فکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مطلوب ایک ہے لیکن اس کو پانے کی راہیں مختلف ہیں اور صرف «اصطلاحوں کا پھیر» ہے، جس نے باہمی محبت اور اخوت پر ضرب لگائی ہے۔ اللہ کو رام اور خدا دونوں کہہ کر پکار سکتے ہیں، اصل اہمیت عشق اور

Marfat.com

خلوص کو حاصل ہے ۔ ان خیالات کو شاہ تراب کی زبانی سنئیے :۔۔

سکل بید و پران کا سیر کیتا
چھ راماین چھ و بھگونت گیتا
.... ہوا جب ہندوی میں میں خبردار
تو پایا اصطلاح کا پھیر اک بار
.... مجھے آکر پڑی یو فکر اک بار
کہ دیکھوں اہل ہند میں کیا ہے تکرار
مگر اُن کی کتاباں دیکھیا سب
تو ظاہر سب ہووے گا اُن کا مطلب
پڑا تب شوق سوں اُن کی کتاباں
دسیا ہر جا پو اوہی شمع تاباں
کہیں اللہ کہیں سو ہم کلایا
صریحاً اصطلاح کا پھیر پایا
غرض ہر نام سوں پر نام کیجے
ہر صورت اُسی کا نام لیجے
اوہی اللہ اوہی سو ہم ہری نام
ہے یک محبوب ہیں جس کے اتے نام

غزل کے ایک شعر میں بھی شاہ تراب اسی خیال کو پیش کرتے ہیں۔

دیر و کعبہ میں جب وہی پایا
تب ہے کیا قید مذہب و مشرب

Marfat.com

شاہ تراب اتنے روادار، کشادہ قلب اور صلح پسند تھے کہ "من سمجھاون" میں وہ ایک جگہ اپنی یہ تمنا ظاہر کرتے ہیں کہ لوگ انہیں "حسینی برہمن" کہیں اور وہ اسی نام سے مشہور ہوں:—

حسینی برہمن اپے نام داری
کہا ہے یہ رنگیں سخن یادگاری

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ تراب ہند و مسلم اتحاد کے کیسے زبردست حامی تھے اور ان کے قلب و نظر میں کتنی وسعت تھی۔ رام داسیوں کا عام طور پر یہ مسلک رہا ہے کہ وہ باہمی اتحاد، "شکتی" اور شانتی کے پجاری رہے ہیں۔ اسی طرح شاہ تراب بھی "من سمجھاون" اور اپنی دوسری تصانیف میں اتحاد و مساوات کا درس دیتے ہیں۔ "من سمجھاون" میں شاہ تراب نے بار بار اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ "میں" اور "توں" کا جھگڑا جب تک باقی رہے گا ہم اُس "شمع محفل" کے "رخ" کو دیکھ نہ سکیں گے اور ہماری نادانیاں محبوب کے چہرہ کا نقاب بن کر اُسے چھپا دیں گی۔ شاہ تراب کہتے ہیں کہ "اے من تو دیر و حرم کے جھگڑوں سے بچا رہ۔ نہ مندر میں جا کے پوجا کر نہ مسجد میں نماز ادا کر بلکہ سب سے پہلے تو اپنے محبوب کا جلوہ دیکھنے کی کوشش کر:—

ارے من نہ دیول کا ہو توں پجاری
نہ مسجد منے کہ نمازی سوں بازی
سدا ہو کے پھر توں درس کا بھیکاری
یہ میں توں کے درمیاں میں ہوئی تیری خواری

Marfat.com

شاہ تراب کہتے ہیں کہ «میں» اور «توں» کہنے ہی سے بہت سے اختلافات کی ابتداء ہوتی ہے - اگر ہم تمام انسانوں کو برابر سمجھنے لگیں تو تفریق اور امتیاز کا یہ میلان ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا کیونکہ جہاں «یک پنا» پیدا ہو جاتا ہے وہاں «دوی» کی گنجائش باقی نہیں رہتی :—

ہمارا تمارا نکو چپ پکارو
یہ میں توں کے جھگڑے نکو چپ بچارو

جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

شاہ تراب کا یہ تصور ہے کہ ایک ہی ذات ہے جس کے جلوے ہمیں بظاہر مختلف اور متفرق نظر آتے ہیں - اس تصور کو شاہ تراب نے اپنی تمام تصانیف میں پیش کیا ہے - «گلزار وحدت» کا «گل دہم» تو انہوں نے اسی نظریے کی وضاحت کے لئے مختص کر دیا ہے «من سمجھاون» کے چند شعر ملاحظہ ہوں :—

کہیں شکل الف کہیں لام ہیگا
کہیں او قشقہء گلفام ہیگا
کہیں کعبہ کہیں دیر صنم ہے
کہیں دیراں کہیں مسجد صنم ہے
کہیں زاہد کہیں ہے او پجاری
کہیں مفلس کہیں ہے بہت باری

«من سمجھاون» کے دسویں حصے میں شاہ تراب کہتے ہیں [illegible]
اور زنار دونوں اسیری کی علامتیں ہیں [illegible]

Marfat.com

تحدیدیں عائد کر کے اسے بندھنوں میں جکڑ دیتی ہیں - اس لئے میں نے روایات یا پرم پرا کے بندھن سے چھٹکارا پانے کے لئے زنار اور تسبیح دونوں کو توڑ دیا ہے :—

پرم پارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

اور اس خیال پر زور دینے کے لئے شاہ تراب نے دسویں حصے کے ہر بند میں مسلسل ان ہی دو مصرعوں کو دہرایا ہے -

« من سمجھاون » میں شاہ تراب نے سوال و جواب کی صورت میں بھی بعض متصوفانہ اور فلسفیانہ نکات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے - « چیلا » اپنے گرو سے سوال کرتا ہے اور پھر گرو جواب دیتا جاتا ہے - « طالب » یا چیلا دنیا کی ابتداء اور تخلیق کے متعلق سوالات کرتا ہے تو گرو عام فہم انداز میں مطالب سمجھانے کی کوشش کرتا ہے - چیلے کا ایک سوال اور گرو کا جواب ملاحظہ کیجئے -

سوال طالب :—

نہ کند تھا نہ رس تھا نہ تھا اسپرس جب
نہ تھا روپ اروی نہ تھا چھند نا عبد
نہ چھایا نہ مایا نہ تھا نیک نا بد
نہ تھا جن نا انس نا دیو نا دد

گروجی کہو رام جی کان اتھے تب
نہ تھا کچھ یو منڈان پرپنچ کا جب

Marfat.com

جواب :—

اگرچہ تفکر میں توں ہے گرفتار
یو سن داس سیوک توں میرے سوں گفتار
اشارے میں کہتا ہوں تجکوں سخن چار
اوسی میں سمجھ لے مفصل کو تکرار
اتھے رام جی تو نرنکھار نردہار
ہوا کن سوں سن اے بچہ سارا بستار

سوال و جواب میں مطالب کی تفہیم کا یہ طریقہ ادبیات عالم میں قدیم زمانے سے رائج ہے۔ دکنی ادب میں شاہ تراب کا یہ انداز کوئی جدت نہیں تھی۔ سوال و جواب کے ذریعے سے مطالب کو سمجھانے کا یہ طرز اس لئے بھی اختیار کیا جاتا تھا کہ اس طرح تشریحات و توضیحات میں بڑی مدد ملتی تھی اور موضوع کے ہر گوشے پر بآسانی روشنی ڈالی جا سکتی تھی۔ افلاطون نے بھی اسی طرز کو اپنا کر اپنے تصورات و نظریات کی اشاعت میں مدد لی تھی۔

زبان جیسا کہ اس سے پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے، شاہ تراب نے "من سمجھاون" میں ہند و فلسفے کی اصطلاحوں اور دیومالا کے قصوں کی مدد سے اسلامی عقائد و تصورات کو سمجھانے کی کوشش کی ہے اور اس طرح "من سمجھاون" پر ہندی زبان کا کافی اثر نمایاں ہو گیا ہے۔ شاہ تراب کی دوسری تصانیف میں بھی ہندی الفاظ موجود ہیں لیکن "من سمجھاون" میں ہندی سے

Marfat.com

اثر پذیری کا عکس اکثر جگہ جھلک گیا ہے۔ ہندی الفاظ، ہندو مت کی اصطلاحات اور تلمیحات کے ذریعے سے اسلامی فلسفے کی تشریح۔ وہ اس لئے بھی ضروری سمجھتے تھے کہ دوسرے مذاہب والے باسانی ان کے مافی الضمیر کو سمجھ سکیں اور انہیں کسی قسم کی اجنبی اور نامانوس فضاء کا احساس نہ ہو اور تبلیغ و اشاعت کا کام زیادہ موثر اور قابل قبول انداز میں آگے بڑھ سکے۔ اصطلاحوں سے قطع نظر شاہ تراب نے "من سمجھاون" میں جو ہندی الفاظ استعمال کئے ہیں وہ بہت عام فہم۔ سلیس اور مانوس قسم کے ہیں اور ان میں سے بہت لفظ ایسے ہیں جو قدیم دکنی کی کسی بھی ادبی تخلیق میں باسانی مل جاتے ہیں۔ "من سمجھاون" کا ایک بند ملاحظہ ہو:—

یو تن من سکل دہن بدن جال نارے
سکھ آنند میں اس کوں نا پالنا رے
بر اک بہانت جینے کیے دن ٹالنا رے
آپس کوں توں مایا میں نا گھالنا رے
جو ہوشار گنونت چاتر ہے دانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

"من سمجھاون" میں شاہ تراب نے جہاں ہندی کے مانوس۔ سبک۔ اور ملائم الفاظ استعمال کئے ہیں وہاں کسی قسم کی گرانی اور بوجھل پن کا احساس نہیں ہوتا لیکن جب وہ سنسکرت اور ہندی کی ثقیل لغات اور نامانوس اصطلاحات استعمال کرتے ہیں تو نہ صرف نظم کی بیساختگی۔ مٹھاس اور روانی متاثر ہوتی ہے بلکہ نظم میں ایک طرح کی آورد۔ کرختگی۔

Marfat.com

اور کھرا پن بھی پیدا ہوجاتا ہے جو کہیں کہیں غیر دلچسپ اور ناگوار معلوم ہونے لگتا ہے ۔ مثال کے طور پر " من سمجھاون " کا یہ بند ملاحظہ ہو :—

ہے پرجاپتی اور نرنجن ڈھنڈھاتا
داتا اپج یونی سویم ہو کلاتا
پیغمبر کو پیغام لاتا ایجاتا
اوپر مہیشور شیش شائی ہے داتا

"من سمجھاون " میں کہیں کہیں دکنی زبان کا اثر بھی [illegible] کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ شروع [illegible] سے "من سمجھاون" [illegible] دکنی ہی کی ایک مقبول عام نظم [illegible] اکثر [illegible] جگہ انہوں نے [illegible] کو بھی مخاطب کیا [illegible] "من سمجھاون" میں بعض الفاظ ایسے بھی [illegible] گئے ہیں جو [illegible] میں بھی [illegible] ہیں مثال کے طور پر [illegible] بھوگ [illegible] پرپنچ وغیرہ وغیرہ ۔ اپنے ایک [illegible] میں [illegible] ایک کہاوت "کا سوچی ذوب" [illegible] کے معنی کچھوے کی طرح طویل مدت تک بغیر [illegible] —

بدی کے تخم [illegible]
[illegible] گیان کو کا [illegible]

اکثر دکنی شعراء کے کارناموں میں [illegible]

Marfat.com

چنانچہ شاہ میراں جی اسے "ہندی" لکھتے ہوئے کہتے ہیں :—

یہ بولوں ہندی سب ان ارتوں کے سبب
یو دیکھت ہندی بول پر معنی ہیں نب تول

اسی طرح اُن کے صاحبزادے برہان الدین جانم بھی "ارشاد نامے" میں فرماتے ہیں :—

عیب نہ راکھے ہندی بول

جعفر زٹلی، فضلی (مصنف "دہ مجلس") اور افضل بیگ نے "تحفۃ الشعراء" (۱۷۵۲ع) میں قدیم اُردو کو ہندی ہی کے نام سے یاد کیا ہے۔ شاہ تراب نے بھی اپنی زبان کے لئے "ہندی" کا لفظ استعمال کیا ہے، چنانچہ "من سمجھاون" کی تمہیدی نثر میں ان کا یہ جملہ ملاحظہ ہو "مرہٹی بات میں ہوتی وو بولیا۔ میں اُس کا رمزؔ سب دکھنی میں کھولیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ و لیکن سربسر ہندی ہے بھاکا"۔ یہاں شاہ تراب نے لفظ ہندی اس لئے بھی استعمال کیا ہے کہ "من سمجھاون" میں اکثر جگہ اُنہوں نے ہندی الفاظ اور ویدوں کی اصطلاحیں وغیرہ استعمال کی ہیں۔ شاہ تراب نے کائنات کی تخلیق اور "پران کنڈلی" وغیرہ کے تصورات کو شاستروں اور ویدوں کے تصورات سے اخذ کرکے پیش کیا ہے اس لئے بھی ان کی زبان سنسکرت سے متاثر نظر آتی ہے۔

شاہ تراب نے اپنی اکثر ادبی تخلیقات میں اس کا ذکر کیا ہے کہ ان کی زبان فارسی اور ہندی الفاظ سے مرکب ہے اور وہ دونوں زبانوں کے الفاظ کے سہارے، ایک سادہ اور سریع الفہم زبان میں شعر کہتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کو سمجھ سکیں۔ "ظہورکلی" میں

Marfat.com

شاہ تراب کہتے ہیں کہ میرے فرزند نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں ہندی اور فارسی کے الفاظ کی مدد سے یہ مثنوی لکھوں ۔ اگر خالص فارسی میں یہ کتاب لکھی جائے گی تو ہر کس و ناکس اس سے مستفید نہیں ہوسکے گا چنانچہ میں نے "اصلاح ہندی مسلمانی" کی مدد سے یہ کتاب لکھی ہے :—

یک رسالہ تم کہو دکنی میں صاف
کہ عیاں ہووے جہاں میں رمز کاف
فیض پاوے جس تے سب ملک دکن
فارسی معلوم نہیں ہوتا سخن
مثنوی مولوی ہے فارسی
ہندوی ہے فارسی کی آرسی
اصطلاح ہندی مسلمانی ملا
چشم باطن کوں دیو سب کے جلا

اور "اصطلاح ہندی و فارسی" کو ملانے کا جواز انہوں نے "رمز سمجھاؤں" کے پہلے ہی شعر میں اس طرح پیش کر دیا ہے :—

زباں گر ہندی ہوئی تو کیا معنی سوں ہے کام
تراب نے یوں کیا وصف دلارام

"گلزار وحدت" میں شاہ تراب کہتے ہیں کہ مجھے اس کی فکر نہیں کہ میری زبان میں ہندی الفاظ ہیں یا فارسی، میرا مقصد تو بس ... کو حقائق سے واقف کروانا ہے :—

غرض کچھ ہے نہ ہندی فارسی سوں
اسے درکار یاراں کی خوشی سوں

Marfat.com

من سمجھاون کے مخطوطوں کی بعض خصوصیات

شاہ تراب کی زبان پر تبصرہ کرتے ہوئے "من سمجاون" کے مختلف نسخوں کی خصوصیات کو بھی بیان کر دینا ضروری ہے تاکہ زبان اور طریقہ تحریر کی قدامت کا اندازہ ہو سکے۔

(۱) من سمجھاون کے مختلف نسخوں میں "گ" کے لئے "ک" کی علامت استعمال کی گئی ہے جیسے کافام۔ بیکا۔ جوکی۔ کیان جکر، کھی، کھابرا وغیرہ وغیرہ۔ کتب خانہ سالار جنگ میں من سمجھاون کا جو نسخہ موجود ہے اس میں "گ" کو کہیں "ک" اور کہیں "گ" لکھا گیا ہے۔

(۲) یائے مجہول کے لئے عہد حاضر میں "ے" اور یائے معروف کے لئے "ی" کی شکل استعمال ہوتی ہے لیکن "من سمجھاون" کے نسخوں میں یائے مجہول اور یائے معروف کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا ہے مثلاً کلای۔ ہوکی۔ دہندی۔ پڑی گا، وغیرہ وغیرہ اور اسی طرح بھکارے۔ خارے، سیتی اور روگے وغیرہ وغیرہ الفاظ ہے۔

(۳) اکثر جگہ مختصر حروف علت کے اظہار کے لئے "و" اور "ی" کا استعمال کیا ہے جیسے پورا۔ بولائے، سینسار، اودبر وغیرہ وغیرہ

(٤) ضمیر وہ کے لئے کہیں اُو اور کہیں وو تحریر کیا گیا ہے۔

(۵) ہائے مخلوط اور ہائے ہوز کے لکھنے میں بھی کسی خاص فرق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے مثلاً کہی، جھرتی، ھاتی بہنورا، بہید، گہر وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

"من سمجھاون" میں شاہ تراب نے قواعد کے ان ہی اصولوں کو پیش نظر رکھا ہے جو ہمیں عام طور پر کسی بھی قدیم دکنی مخطوطے میں نظر آتے ہے مثلاً

(۱) عام طور پر دوسرے دکنی شعراء فارسی کے تتبع میں جس طرح جمع بناتے ہیں اسی طرح شاہ تراب نے اکثر جگہ منکیاں، کسوتاں، مریداں، قدماں، بزاراں، بامن وغیرہ استعمال کیا ہے۔

(۲) بعض الفاظ جو اب مذکر بولے جاتے ہیں انہیں مونث استعمال کیا ہے اور اسی طرح مونث کو طور مذکر استعمال کیا ہے۔ مثلاً سیر، جان، مرض، جھڑتی وغیرہ۔

(۳) شاہ تراب بعض جگہ دو فارسی الفاظ سے ترکیب بنانے کی بجائے ایک فارسی اور ایک ہندی لفظ کا بھی مرکب بنا لیتے ہیں مثلاً باغ من، [illegible] گ بجرت مال دھن وغیرہ اس طرح کی اضافتیں نہ صرف دکنی شعراء بلکہ شمالی ہند کے بھی بعض ابتدائی غزل گو شعراء کے کلام میں نظر آتی ہیں مثلاً سودا کہتے ہیں :—

بخشتی ہے گل نورستہ کی رنگ امیدی
پوشش چھوٹ قلمکار ہر دشت و جبل

(۴) شاہ تراب نے بہت سے لفظ اسی املا میں لکھے [illegible] ہیں جیسا کہ عام طور پر ان کا تلفظ رائج ہو گیا ہے مثلاً خدا، محمد، نئین، بانی، براند، بات، سبھی وغیرہ۔

Marfat.com

(٥) شاہ تراب کی «من سمجھاون» میں بہت سے ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جو اب متروک ہوچکے ہیں مثلاً کنے ۔ اہے ۔ ہور ۔ سٹو ، رہن ہار ، یو ۔ ٹھار ۔ گھالنا ۔ سنگاتی ۔ اوتانا ۔ کُھابرا دستا ، منے ، سوں ، کوں ، توں اور ہیگا وغیرہ ۔

طرز ادا: شاہ تراب کی «من سمجھاون» طرز ادا کے اعتبار سے ایک پسندیدہ نظم کی جاسکتی ہے ۔ «مناچے شاوک» کے اسلوب کی طرح «من سمجھاون» کا انداز بیان میں بھی شگفتگی ، نرمی ، مٹھاس اور جاذبیت پائی جاتی ہے ۔ «من سمجھاون» کی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ اپنی افادیت اور مقصدیت کے باوجود بالکل بے کیف ، سپاٹ اور اُکتا دینے والی نہیں ۔ رنگین اور ہلکے پھلکے مطالب کو رسیلے انداز میں پیش کرنے میں اتنی دشواری نہیں ہوتی جتنی پیچیدہ مطالب اور اخلاقی و فلسفیانہ نکات کو پراثر ، دلچسپ اور گوارا بنا کے پیش کرنے میں ہوتی ہے ۔ شاہ تراب کا انداز بیان «من سمجھاون» میں اکثر جگہ اثر انگیز ملائم اور پرکشش محسوس ہوتا ہے :—

اے فانی سرا کچھ وفادار نہیں ہے
یہاں کوئی دائم رہن ہار نہیں ہے
بورے وقت کا کوئی دلدار نہیں ہے
ہمن باغ کثرت یو درکار نہیں ہے

دنیا کی بے ثباتی ، حسن کے زوال اور مادی جاہ و حشمت کی

Marfat.com

ناپائداری کو شاہ تراب نے کتنے اچھے انداز میں پیش کیا ہے :—

روپا ہور سونا تو اک بار دیکھت
اکڑتا ہے کئی پہن زر تار کسوت
صبا مار لاوں کی لیوے گا عزت
بسر جائیگا سب یو دھن مال دولت

"من سمجھاون" کے اشعار میں بڑی روانی، سبک روی اور بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاہ تراب نے اپنے مافی الضمیر کو ظاہری طمطراق، تصنع اور آرائشی اہتمام کی پرواہ کئے بغیر بڑی بے تکلفی اور سلاست کے ساتھ ادا کردیا ہے۔ "من سمجھاون" کے اشعار میں اتنی روانی ہے کہ اس کی زبان قدیم ہونے کے باوجود اس کے اشعار نہایت آسانی کے ساتھ ہماری زبان سے ادا ہوجاتے ہیں اور زبان کہیں رکتی اور اٹکتی نہیں اور یہی روانی، آمد اور بے ساختگی "من سمجھاون" کو ایک پسندیدہ نظم بنا دیتی ہے۔ فقیر کی پہچان بتاتے ہوئے شاہ تراب نے فقیری کی صفتوں کو کس طرح سراہا ہے :

فقیری میں کیا فکر درکار ہے رے
ہمیشہ [illegible] گرم بازار ہے رے
وو رزاق مطلق خریدار ہے رے
ہر یک جا پہ ہادی و ستار ہے رے

ارے من اسے [illegible] سمجھانا
لیا ہات میں [illegible] کاسہ

Marfat.com

شاہ تراب کے پیرائے بیان کی ایک اور خصوصیت زبان کی سادگی اور سلاست ہے اُنہوں نے جہاں سنسکرت اصطلاحیں استعمال کی ہیں وہاں الفاظ ادق اور مشکل معلوم ہوتے ہیں ورنہ " من سمجھاون " کا عام انداز بہت سلیس اور سادہ ہے مندرجہ ذیل بند ملاحظہ ہو :—

صفت کر اول اس کی جو رام ہے گا
اُسی رام سوں ہم کو آرام ہے گا
سدا رام کے نام سوں آرام ہے گا
ہمن دھیان اس کا صبح شام ہے گا

" من سمجھاون " میں تشبیہات اور استعاروں یا کلام کی صوتی قدروں کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ رام داس کی " داس بودھا " میں ضائع بدائع اور صوری خوبیوں کی کمی نہیں لیکن " مناچے شلوک " میں رام داس کا انداز بیان نسبتاً سادہ اور آرائش و زیبائش سے پاک ہے۔ اسی طرح " من سمجھاون " میں بھی شاہ تراب نے الفاظ سے زیادہ مطالب اور معنوی خوبیوں کو پیش نظر رکھا ہے۔ شاہ تراب نے اپنی دوسری تصانیف میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ وہ لفظ سے زیادہ معنی کو اہمیت دیتے ہیں چنانچہ " ظہورکلی " میں شاہ تراب کہتے ہیں :—

عارفاں کوں لفظ سوں بیئں کار ہے
معنیٰ مضبوط سب درکار ہے
عارفاں دیویں گے میری داد کوں
دیکھ کر میرے یو سب ارشاد کوں

Marfat.com

ایک اور جگہ شاہ تراب نے شعر کی یہ خوبی بتائی ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ معنویت موجود ہو اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ میرے کلام داد بالہوس اور ظاہر پرست نہیں دے سکتا وہ تو ظاہری آرائش و نمائش اور الفاظ پر نظر رکھتا ہے - شاہ تراب کہتے ہیں کہ میرا خطاب عارفوں سے ہے اور میں ان کی تحسین کا خواہش مند ہوں :-

گر سخن مربوط و نا مربوط ہوئے
شعر او جو معنی مضبوط ہوئے
لفظ پر ہرگز کرو مت کوئی نظر
معنی قرآن ہیں سب معتبر
بوالہوس سمجھے گا کیا میرا کلام
بحث لایعنی کرے گا صبح شام
مجھ کوں عارف کی سمجھ سوں کام ہے
ان کی تحسین سوں مجھے آرام ہے

"من سمجھاون" میں کہیں کہیں بعض بہت خوبصورت ترکیبیں موجود ہیں لیکن اُن کی حیثیت بھی زیبائشی نہیں بلکہ وہ خیال کا ایک جزو بن کر ہمارے سامنے آتی ہیں -

جب ہم شاہ تراب کی شعری تخلیقات اور خاص طور [illegible] نظم "من سمجھاون" پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسے غیر اہم شاعر نہ تھے جن کے ادبی امکانات کو ہم نظر انداز کر سکیں - شاہ تراب کی شاعری میں زندگی کے حقائق کی تلاش اور

Marfat.com

کائنات کے رموز جاننے کی تمنا ہے۔ صوفی کے قلب کی دھڑکنیں اور اس کا خلوص ہے۔ صداقت سے پیار کرنے کا جذبہ ہے۔ حیات کی ابدی قدروں کی عظمت کا احساس ہے اور انسانی سیرت کو اونچے آدرش تک لے جانے کی آرزو ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود شاہ تراب کو اپنے کلام کی ان خصوصیات کا احساس اور اُن کی افادیت کا ادراک تھا۔ "ظہور کلی" میں وہ ایک جگہ کہتے کہ لوگوں نے میری زندگی میں میری قدر و منزلت نہیں کی لیکن مجھے یقین ہے کہ میرے بعد وہ مجھے یاد کرکے ضرور کف افسوس ملیں گے :۔

ہم قفس عنصری چھوڑیں گے جب
تب نپٹ پچتائے گا عالم تو سب
دست افسوس سب ملیں گے ایکبار
ہم ہووے گے قید قالب سوں جو پار

★

Marfat.com

من سمجھاون

Marfat.com

Marfat.com

من سمجھاون

اے اوس کی من کی پوتی[1] کا جواب ہے کہ جس کا
رام داس خطاب ہے - مرہٹی بات میں پوتی وو بولیا۔
میں اس کا رمز سب دکھنی میں کھولیا، یہی من سمجھاون
اوس کا نام راکھا و لیکن سر بسر ہندی ہے بھاکا۔

زبان کوئی ہوئی تو کیا معنی سوں ہے کام
تراب نے یوں کیا وصف دل آرام

★

صفت کر اول اوس کی جو رام ہیگا
اوسی رام سوں ہم کو آرام ہیگا
سدا رام کے نام سوں کام ہیگا
ہمن دھیان اوس کا صبح شام[2] ہیگا
وو ہی گل وو ہی مُل وہی جام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

الکھ نام اللہ نرنجن ہری ہے
نرنکھار نرگن وو پرمیسری ہے
صفت اوس کی ہر شئی میں دائم بھری ہے
وو گنگا وو جمنا وو گوداوری ہے
وو ہی ذوالجلال اور اکرام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

---

۱ - سمرتھ رام داس کی مشہور اور مقبول عام کتاب و شری مناچے شلوک کی طرف اشارہ ہے۔
۲ - د - اوسی رام کے سنگ سنگرام ہیگا۔

Marfat.com

کنیا بڑا دیو جگ میں بنایا
مہادیو کا روپ جس نے دیکھایا[1]
وو ہی پاربتی کوں تو پرکھت دکھایا
چھپی بات ہر دل سوں سب بھار لایا[2]

کنیا تو جس دیو کا نام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

کنیا سچا مول آکار کا ہے
کنیا سچا اسم قہار کا ہے
کنیا[3] یو پرکاش سنسار کا ہے
کنیا تو مندر پرستار کا ہے[4]

جو اظہار کثرت کا انجام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

کشن جس کوں کہتے علی نام ہیگا
علی نام لینے سوں آرام ہیگا
کشن بھوگ لیکن ابھوگی رہے گا
وو جو گیون میں مل کر اجوگی رہے گا

یہ سب خلق کو جس ستی کام ہیگا
وہو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

---

۱ - ج - مہادیو کا روپ جس میں بنایا
۲ - ب - چھپی بات پردے سوں سب بھار لایا
— ج - چھپی بات پردے کے سب بھار بھایا
۳ - د - کنیا تو چندر اسی نار کا ہے
— ج - کنیا ستی روپ سنسار کا ہے
٤ - ج - کنیا سو چندر پرستار کا ہے
— د - کنیا تو پرکاش سنسار کا ہے

Marfat.com

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے [۱]
ہمن ہم کوں ہم دیک [۲] ہم کوں گنوائے
ہمن داس کنہیں ہور گرو کنہیں کلائے [۳]
ہمن ہم کوں اس گھٹ سوں پر گھٹ [۴] دکھائے

کہ جس دل میں عشق [۵] دل آرام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

ہوا حرص غصے کا سنگات [۶] کر مت
کرود کام اور لوپ کا پاپ [۷] کر مت
ارے من تو مایا کا سورات کر مت
حسودان کی توں بات پو گھات کر مت [۸]

جسے ایکساں کفر و اسلام [۹] ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

---

۱ - ا - روپ لائے
۲ - ب - ہمن ہم کوں ہم دیکھ کر ہم کوں پائے
— ا - ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم ہ پائے
۳ - د - ہمن داس اور ہم گرو کنہیں کلائے
۴ - د - ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم ہی کوں پائے
۵ - ب - نقش دل آرام
۶ - د - سوغات
۷ - ب - کبر ہور کینے کی کچھ ات کر مت
— ج - عمر ضائع غفلت میں دن رات کر مت
۸ - د - حسودان کی مل سات کج گھات کر مت
۹ - ب - جسے ایکساں خاص ہور نام ہیگا

Marfat.com

ہوا جلوہ گر احد میں ستی وحدت[۱]
بھرا وحدیت سونچ بازار کثرت
اتھی کاف و نون میں عجب اُوس کی حکمت
دسی جس ستی قرب و فرقت کی لذت[۲]
صفاتوں سے جس کے نہ اجسام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

ارے من توں مایا میں چپ عمر کھو مت
بیزان ہات دے سر کو پچھتا کے رو مت
بدی کے تخم باغ من[۳] کے میں بو مت
بسر گیان کوں کا سو چی زوپ سو مت
جو کوئی عاشق پاک بدنام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

ارے من یہ سب جھوٹ سنسار ہے رے
بورے وقت کا کوئی نہیں یار ہے رے
یہو پرپنچ سارا تو آکار ہے رے[٤]
اوسے جن نے سمجھا سو ہوشیار ہے رے
جو دل مبتلائے گل اندام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

---

۱ ۔ ب ، د ۔ ہوا جلوہ گر احدیت ستی وحدت
۲ ۔ دسی جس نزک سوچہ قربت کی لذت
۳ ۔ ب ، د ۔ باغ نیکی
— ج ۔ بدی کا تخم باغ میں دل کے بو مت
٤ ۔ ا ۔ یو پرپنج کا سارا آکار ہے رے

Marfat.com

ارے من نہ دیول کا ہو توں پجاری
نہ مسجد منے کر نمازی[۱] سوں بازی
سدا ہوکے پھر توں درس کا بھکاری
اے میں توں کے درمیاں ہوئی تیری خواری
نہیں جس کنے خاص ہور عام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

نہ تھا جب یو پر پنچ تب شیونیہ اتھا سب
نہ اکار نہ اوکار نہ جہت تھا تب[۲]
ہوا شوق منذان کا رام کوں جب
کیا کُن سوں اسباب برہمانڈ کا سب
سزاوار اوس کوں یو سب کام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

حسینی کو مہدی ہادی پچھانو
خدا ہور محمد علی ایک جانو[۳]
ہمیشہ اوسے صدق دل سیتی مانو
تراب کی سنو بات تم ائے دیوانو
ہدایت کا جس بت[٤] سر انجام ہیگا
وو ہی ساقی بزم گلفام ہیگا

---

۱ ۔ ج ۔ نہ مسجد میں کرنا نمازی سوں باری ۔ ب ۔ نہ مسجد منے کر نمازی سوں بازی
۲ ۔ ب ۔ نہ رب
۳ ۔ د ۔ کیا کن سوں اثبات برہمانڈ کا سب
٤ ۔ب ۔ خدا ہور محمد علی کر کے جانو
۵ ۔ ب ۔ سے

Marfat.com

نظر میں نظر کر بشر کے ہنر کوں[1]
ہنر سوں بصیرت کی پاؤں خبر کوں[2]
تماشے کوں آئے ہیں اس رہگذر کوں
ہمن سارے مل کر اودھر سے ایدھر کوں

نکو چپ کرو جمع اس[3] رہگذر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جائیں گھر کوں

ہمن مہمان ہوکے آئے ہیں یاں سب[4]
ہوا حرض غصے سوں کیا ہم کو مطلب
قلم آزمائش کوں بھیجا اہے[5] رب
اسی واسطے سب کوں کہتا ہوں جب تب

سٹو الفت خویش و دختر پسر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جائیں گھر کوں

گگن محل کے ہم نر آکار جوگی
اہیں نیند میں ہوکے گوئند بھوگی[6]
سکھ آنند پائے بسر سوگ سوگی
نکو بار بیٹھو چپ ہوکے روگی[7]

عبث جا پڑے ہو کدھر سوں کدھر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

---

۱ ۔ د ۔ نظر میں نظر بھر بصر کے ہنر کون
۲ ۔ ب ۔ ہنر سے بصر کی میں پاوں خبر کون ج ۔ ہنر کی بصیرت سن پایاخبر کون
۳ ۔ ب ۔ سیم و زر د ۔ مال و زر
٤ ۔ ج ۔ ہمن ہو کو آئے ہیں مہمان یان سب ا ۔ جومہمان ہم ہوکے آئے ہیں یاں سب
٥ ۔ د ۔ انہا
٦ ۔ ا ۔ اہین بن میں ہم ہرکے گوبند بھوگی د ۔ اہے برہمن ہوکے گوبند بھوگی
۷ ۔ ب ۔ نکر بار بیٹھو سب ہی ہوکے روگی ج ۔ نکوہوکے بیٹھوجی تم ہوئے روگی

Marfat.com

کہاں لگ کلاویں دین مسافر مسافر
بسر وطن اصلی کے آرام کا گھر[۱]
جمع مت کرو مال و دھن اے مزور[۲]
بچھڑ کر ہونے دھن سوں کیتے دن ہم پر

اتا دیکتا[۳] جا اُسی اب شکر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جانیں گھر کوں

اپس کی خلافت اگرچہ دیا ہے
و لیکن بولانے کا وعدہ کیا ہے
بڑا شوخ چنچل واچپل بیا ہے
ہمن ہیچ ویتا گ ہجرت دیا ہے

بندو دھن سوں اپنے نا تار نظو کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جانیں گھر کوں

اگرچہ سریجن تو بیچون کلاتے
صفت سوں ہماری صفت اوس کی پاتے
بسر راہ دلدار کی[٤] سد گنواتے
ب ہی عبد و معبود دونوں سُہاتے

سنو مٹے پنا ہور باندھو کمر کون
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جانیں گھر کوں

۱ ۔ ج ۔ بسر کر وطن اصلی آرام کا گھر
۲ ۔ ب ۔ برادر
۳ ۔ ب ۔ دیکھنا
٤ ۔ ا ۔ کوں

Marfat.com

اے فانی سرا کچ وفادار نئیں ہے
یہاں کوئی دائم رہن ہار نئیں ہے
ہورے وقت کا کوئی دلدار نئیں ہے
ہمن باغ کثرت[۱] یو درکار نئیں ہے
مسافر ہو نکلے ہیں دو دن[۲] سفر کوں
اُٹھو جی اُٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

کہیں باندتا گا برہمن کلاتے
کہیں گائے پوجے کہیں کاٹ کھاتے
کہیں دیو پوجے کوں دیول بناتے
کہیں توڑ دیول کوں مسجد اوچاتے[۳]
اتا ست[٤] کے سب مٹے ہٹے کے کفر کوں
اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

یہاں کوئی ساتی[۵] نہیں ہے ہمارا
زن و مال فرزند سارا پسارا[٦]
تمارا مگر ہے اشارہ بشارا[۷]
نہیں کوئی آخر[۸] ہمارا تمھارا
سنوارو آپس بات اپنی قبر کوں
اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

---

۱ ۔ باغ کثرت کا
۲ ۔ سیر سفر
۳ ۔ ج ۔ اٹھاتے ۔ ب ۔ بناتے
٤ ۔ ا ۔ چھوڑو
۵ ۔ د ۔ نشانی
٦ ۔ ج ۔ زند و مال فرزند ہور خویش سارا
۷ ۔ ج ۔ ہمن سون ہوا ھے یو سارا پسارا
۸ ۔ د ۔ دائم

Marfat.com

نگر میں ہمارے نہیں کوئی دوجا
ہمن کس کا کرنا وہاں جا کے پوجا
نہ مسجد نہ مندر کہیں ٹھار سوجا
اپس کوں اپی جا نرآکار ہوجا
ہمن دیکھنا جا اُوسی اب شکر[1] کوں
اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

کہیں ٹھارتا نئیں جدائی ستی من
تڑپتا ہے من دیکھنے دھن کا درشن
نہیں من کوں بھاتا ذرا سیر گلشن
اوداسی بھنور ہوکے پھرتا ہے بن بن[2]
کہاں لگ بہاں کہائیں خون جگر کوں
اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

ہمن کیا ہے درکار سیر چمن سوں
نہ مطلب رکھے ہند و ملک دکن سوں
مسافر ہو نکلے ہیں اپنے وطن سوں
دراب کے تو مل سات چین و امن سوں
نظر میں [illegible] کر کے [illegible][3] کوں
اٹھو جی اٹھو اب چلو جائیں گے گھر کوں

۱ ـ ب ـ گل بدن
۲ ـ ج ـ اداسی ہو پھرتا ہوں بھونرے [illegible]
ـــ د ـ دیوانہ ہو پھرتا بھنور ہو کے بن بن
ـــ ب ـ اوداسی ہو پھرتا ہے بھونرے [illegible]
۳ ـ د ـ نور نظر

Marfat.com

ارے من مجھے بول تیرا ٹھکانا
کہاں سوں ہوا ہے یہاں تیرا آنا
نہ تیرا یہاں خویش نہ کوئی یگانا
یہاں سوں کہاں پھر تیرا ہوگا جانا
اگر توں ہے پردیس پنچھے دیوانا [1]
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

جئے لگ تو جورو بچے پیار کرتے
موئے پر بھی مردہ ککر جیو میں روتے [2]
تجے گاڑ ماٹی میں سارے بسرتے
تیرے پیچھے [3] ہرگز نہیں کوئی مرتے
یہہ سارا ہے پرپنچ جھوٹا زمانہ
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

یو تن من سکل دھن بدن جال نارے
سکھ آنند میں اس کوں نا پالنا رے
ہر ایک بھانت جینے کے دن ٹالنا رے
آپس کوں توں مایا میں نہ گھالنا [4] رے
جو ہوشیار گنونت چاتر ہے دانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

---

۱ ۔ د ۔ اگر توں ہے پردیس پیچھے سیانا
— ا ۔ اگرچہ ہے پردیسی پنچھی سیانا
۲ ۔ ا ۔ ڈرتے
۳ ۔ ب ۔ ساتھ
٤ ۔ د ۔ ڈالنا

Marfat.com

روپا[۱] ہور سونا توں اک بار دیکھت
اکڑتا ہے کی ہیں رز تار کسوت
ما مار لالون کی[۲] لیوے گا عزت
بسر جائے گا تب یو دھن مال دولت[۳]

اے دنیا کے دھن مال کو نہ پتیانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

اچھا دیکھ چیرا کسی کے توں سر پر
اپس کو نہیں کر کو حسرت[٤] نکو کر
نہیں کام آنے کا یہ حرص آخر
بقا جاں فانی سرا کا سکل گھر[٥]

مدامی سمجھ کر اپس کا ٹھکانہ
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانہ

اے منسار سوں ہات دھونا ہے آخر
خبر میں اکیلا چہ سونا ہے آخر
تجے خاک در خاک ہونا ہے آخر
سگے سو دھرے مل کو رونا ہے آخر

نرم روئی نہالی کا دیکھت بچھانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

---

۱ ۔ د ۔ چاندی
۲ ۔ ب ۔ سے
۳ ۔ ا ۔ بسر جاوگے تم یو دھن مال دولت
٤ ۔ ب ۔ حسرت
٥ ۔ ج ۔ فنا جان دنیا کا یہ مال پور زر

Marfat.com

یہاں جب تون دو دن مسافر ہو آیا
برابر ہے تجکون تو[1] اپنا پرایا
عبث جگ کے دھندے میں کی سُد گنوایا
نہیں کام آنے[2] کا آخر یو مایا
بسر جا کے اپنا تو او گھر پرانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

یہ ماٹی کے تن کوں تو سنگارتا کی
نکل جائے گا تن سوں جس وقت تر جی[3]
اوسے چپ کھلانا ہے کی دود ہور گھی
رہے گی تون آخر کوں ماٹی کی ماٹی[4]
مٹھا بوج کے چپ کے جھوٹا یو کھانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

بچے ہور جورو نہ کوئی آئیں گے کام
کہ جب مرت کا تجکون ہوے گا پیغام[5]
دیوی کا تیری نام چپ لے صبح و شام[6]
بسر جائے گا دھندے منے رام کا نام
جن نے آتما رام کا گھر پچھانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

---

۱ ۔ ب ۔ دو
۲ ۔ ب ۔ اوے گا
۳ ۔ ج ۔ نکل جائے گا تن سون جس وقت پر جی
۴ ۔ ا ۔ ارے من یو ماٹی کا نئیں کوئی ساتی
۵ ۔ د ۔ آوے گا
۶ ۔ دیوے گا تیری توچ جھوٹی صبح و شام
۷ ۔ ا ۔ کہتے چپ دیکھو رام کا کرکو بہانہ
— ب ۔ چپی آتما رام کا کرکر بہانہ

Marfat.com

قبر میں تیرا کوئی ساتی نہیں هے[1]
کٹھن وقت کا کوئی سنگاتی نہیں هے[2]
تیرے حال پر عار آتی نہیں هے
یہ دنیا کسی پر سہاتی نہیں هے[3]
اگر اس بلا سون آپس کو بچانا
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

منور سجا عرش اکبر کتے ہیں
ارے من تجے رام کا گھر کتے ہیں
یہ پنچ بہوت کا تج کون زیور کتے ہیں
ترا رتبہ سب سون بلند تر کتے ہیں
یو بستی سو دنیا ہو ہوکر اوتانا[4]
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

تراب سون تجے کام جب آ پڑے گا
ہوکر گھابرا تب نپٹ گر پڑے گا[5]
تیرا تجکون لینے کا دینا پڑے گا
توں اس وقت پر بول کس سون لڑے گا
جمع کرکے دھن مال کا سب خزانا[6]
ارے من نکو رے نکو ہو دیوانا

۱ - ج - کہ جس دل مے عشق ذاتی نہیں هے
۲ - ج - بجز رام کے کوئی ساتی نہیں هے
۳ - ب - یہ دنیا کسی کو بہاتی نہیں هے
٤ - د - یہ بستی سو دنیا ہے ہوکر ...
٥ - د - ہوکر گھابرا تو ہے تب گر پڑے گا
٦ - ب - جمع کر بہت مال زر کا خزانہ

Marfat.com

نکو رام کو ڈھونڈ چھنے چمن میں
نہ سمدور میں نا تو ساتوں گگن[1] میں
جگا جوت اُس کاچ ہے سب رخن میں
بھرا آتما رام ہر الک کے تن من میں[2]
الک نام دستا ہے میرے نین میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

جو پچھ دیو پوجے کون دیول میں جاتا
جو پچھ باند تاگا برہمن کلاتا[3]
جو پچھ نام آڑا کھڑا کیوں لگاتا
جو پچھ من کون میں تون کے جکڑے میں بھاتا
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

نہ کاشی بنارس نہ ترپتی کون
نہ گوداوری جا نہ بھاگی رتی کون
نہ گنگا نہ جمنا نہ جا سرسوتی کون
کہیں ڈھونڈ کرپا[4] گرو دھن پتی کون
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

---

١ ۔ ب ۔ نہ سمدور میں جانہ ساتوں گگن میں
٢ ۔ د ۔ بھر یا ہے تمام رام ہر ایک تن من میں
٣ ۔ ب ۔ جو پچھ موکو سیندور لگا کر دیکھاتا
٤ ۔ د ۔ جا

Marfat.com

نکو گھر کا مٹ چھوڑ پھر توں اوداسا[1]
نکو آج ہور کل کا رکھہ دل میں آسا
سمج دیکھہ ھے سب آکا سا بھی کا سا[2]
مہا پُرش ست گرو کا ہو رہ تو داسا[3]

ارے من شتابی سی آسرن میں
ھے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

جہاں ترکٹی محل سنگم بنایا[4]
وہاں سونرگ اپروپ موتی بنایا[5]
اس اپروپ موتی کا وو بھید پایا
جسے رام مارگ گرو نے بتایا

ارے من شتابی سی آسرن میں
ھے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

مولا دھار چکر میں تو اپان ھے
سمجھہ خوب سینے میں باد سمان ھے
ارے یارو ہردے چکر میں پران ھے
وہان کنٹھہ میں اور سینے میں سمان ھے

ارے من شتابی سی آسرن میں
ھے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

۱ ۔ د نکو چھوڑ مت گھٹ کا پھر یہ اوداسا
۲ ۔ ج ۔ سمجھہ دیکھہ ہے سب کا آنا نراشا
۳ ۔ ب ۔ مہا پرس ست گرو کا ہو رہ توں داسا
٤ ۔ جہاں ترکوٹ و پروت سنگم بنایا
۵ ۔ ج ، د ۔ وہاں ایک اپروپ موتی بنایا

Marfat.com

سوداش ٹھان میں رجو گُن ہے برہما کی بستی
تو سینے میں ستو گُن ہے وشنو کی بستی
ہے ھردے چکر میں تمو گُن واندر کی بستی
کنٹھ استھان میں مایا کی شکتی کی بستی

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

سمان ساتویں کا تو راجا زحل ہے
چھٹا آسمان مشتری کا محل ہے
ہی پنجم کا مریخ صاحب عمل ہے
چہارم میں خورشید شاہ نول ہے

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

سیوم آسمان میں ہے زھرا ستارا[1]
عطارد کا دویم فلک میں نظارا
اول پر ہے مہتاب کا خوش چمکارا[2]
دسیا جیو جنتو کا سارا پسارا[3]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

---

۱ ۔ د ۔ نقارہ

۲ ۔ د ، ب چند رمان کا اول فلک میں چمکارا

۳ ۔ ب دسیا پیو چترا کا سارا نظارا

Marfat.com

اہیں دلو جدی دو کیوان کے گھر[۱]
کہ برجیس کون قوس ہور حوت خوشتر
حمل ہور عقرب میں بہرام سرور
دیا ثور و میزان کو زہرا نے زیور[۲]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

عطارد لیا سنبلہ ہور جوزا
اسد جائے خورشید سرطان میں چندا
اگر کس[۳] گرو سیتی اے بھید سمجھا
ہوا ست گرو کا سچا تب وو چیلا[۴]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

کتے[۵] باند تاگا کلاتے برہمن
کتے شیو سادھو ہو سادھے ہیں سمرن
کتے پوجتے ہیں سدا رام لچھمن
کتے بوجھ کہتے الک او نرنجن[۶]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

---

۱ ۔ ب ۔ دلو ہور جدی دونوں کیوان کے گھر
۲ ۔ ا ۔ دیکھو ثور میزان و زہرا ہے اہر
۳ ۔ د ۔ ست گرو
۴ ۔ د ۔ ہوا ست گرو کا سچا توبچہ چیلا
ـــ ب ۔ ہوا جب گرو کا سچا تب وو چیلا
ـــ ج ۔ تب ہی ست گرو کا تون ہوتے کا چیلا
۵ ۔ د ۔ کہیں
۶ ۔ ب ، د ۔ کتے بوجتے ہیں الک و نرنجن

Marfat.com

کتے جو گئے بیٹھتے جوگ آسن
کتے بھوگئے چڑ کو پھرتے سنگا من
کتے لوگ ٹھہیرے ہری من اوپاسن
کتے دیکھتے ہیں سدا رام لچھمن[1]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ھے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

کتے لے[2] کو تسبی منکے پھراتے
بڑے پاک زاہد نمازی کلاتے
ولے من کے منکیاں کا نئیں بھید پاتے
سدا میں پنے میں اپس سدھ گنواتے[3]

ارے من شتابی سدا آسرن میں
ھے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

اول جیو جلا ہے اُوسے کیا جلاوں[4]
چلی خاک پر گھر کہاں پر بناوں[5]
اے میں توں کہے پر کہو کیا کلاوں[6]
گنوا خُدکوں خالقت میں کیا ڈھونڈ لاوں[7]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ھے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

---

۱ ۔ د ۔ درشن
۲ ۔ ب ۔ کبسے کبسے
--- ج ۔ کتے ایک
۳ ۔ ا ۔ سدا میں پنے میں وہ خودکو گنواتے
٤ ۔ ب ، د ۔ اول سوں جلا سو اُسے کیا جلاوں
٥ ۔ ھ ۔ ملی خاک در خاک میں کیا بناوں ـــ ب ۔ چلے خاک پر خاک پھر کیا لگاوں
٦ ۔ عبث جوگ کرکر کیے جوگی کلاوں
۷ ۔ ا ۔ چھپا مج میں میں ہوں کہاں ڈھونڈ پاوں ۔ د ۔ گنوا مج کومج میں کہاں ڈھونڈ لاوں

Marfat.com

لگا خاک تن کوں کلا مت سنیاسی
نکورے[1] نکو جا جگنناتھ کاسی
نہ ہو دودھ دھاری نہ رہ نت اپواسی
نہ پھر توں بنے بن بن کھانے اوداسی

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

جسے دیو کہتے سو ہر گھٹ[2] میں ہے رے
نہیں قید ہوکر وو اک مٹ[3] میں ہے رے
نظر سوں نظر کر کہ گھونگھٹ میں ہے رے
گرو بن یو مارگ تو کنھٹ پٹ میں ہے رے

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

جو ہر نام لیوے گا وو پار ہووے[4] گا
سُکی نیند سوں اردھ ماتر میں سووے[5] گا
نہیں تو وو آکار میں پڑکے رووے گا
سدا اشک افسوس سوں مکھ کو دھووے[6] گا

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

۱ ۔ د ۔ نکوڑے
۲ ۔ ا ۔ گھٹ گھٹ
۳ ۔ د ۔ مقید ہوکر نہیں او یک مٹ میں ہی رے
٤ ۔ ب ۔ جو ہر نام لے گا سو وو پار ہووے گا
٥ ۔ ج ۔ سکھی نیند سو جا کے ماتھی میں سوئے گا
— ب ۔ سکھی نیند میں روز حشر کوں ہوگا
٦ ۔ ج ۔ دکھ انجھوں سے حسرت کے آخر کو دھوگا
د ۔ مکار میں آکار دریائی کا ہوگا

لگا ست گرو کے چرن سوں لگن رے
عبث کیا کرے گا توں یہ مال دھن رے
گرو کے چرن میں ہے دار امن[1] رے
ہری نام کو جاں گرو کا بچن رے
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

بدل سابق سوں توں رنگ چرخ ابلق
اوچا عرش و کرسی میں بانک انالحق
چڑے دار پر تو بھی[2] راکھے تعلق
اگر حق پچھانا تو ہو حق منے[3] حق
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

نکو کر نکو بہوت کل کوت دولت
ہوری ہے ہوری ہے یو دولت کی خصلت[4]
کنکر ہور کانٹا ہے دولت کی صورت[5]
تجے اختیاری جو کرنا ہے عزلت[6]
ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

---

۱ ۔ گرو کے چرن سوں ہے دائم امن رے
۲ ۔ د ۔ بہ
۳ ۔ ا ۔ اگر حق کوں سمجھا ہے یو حق میں حق حق
۴ د ب ۔ غفلت
۵ ۔ ج ۔ کھنک ہور کانٹا ہے درنوں کے اندر ۔ ب ۔ کھنک اور کانٹا ہے دولت کی غفلت
۶ ۔ ج ۔ غربت ۔ د ۔ عزت

یہو پرپنچ کا سب ہے جھوٹا پسارا [1]
نہیں ہے یہہ مایا ہمارا تمارا [2]
الک او نرنجن ہے سب[3] سوں نیارا
شبد سوں یہو برہمانڈ سارا سنوارا [4]

ارے من شتابی ستی آسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

تراب کے وو ہی بھید کوں پائیں گے رے
جسے ست گرو راہ دکھلائیں گے رے
گرو بن جو منے پن میں مرجائیں گے رے [5]
دغا کھائیں گے رے دغا کھائیں گے رے

ارے من شتابی ستی اسرن میں
ہے سارا سکت ست گرو کے چرن میں

۱ - ج - یہ پنچ بہوت کا بوجھ ہے سارا پسارا
۲ - ج - نہیں ہے یہاں کوئی ہمارا تمہارا
۳ - ب - مایا سوں
۴ - ا - شبد سوں یہ برہمانڈ سارا سنوارا
۵ - ب - جو میں توں کے جھگڑے میں مرجائیں گے رے

Marfat.com

ارے من گگن محل کا کھاٹ چڑنا
بسر کھاٹ کو باٹ میں نہ سپڑنا[1]
ارے من سدا نفس سرکش سوں لڑنا
یو مایا کے دھندے منے کچھ نا پڑنا

ارے من یو دھن مال پر نا اکڑنا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

ارے من توں اس تن کوں کی پیار کرتا
زمین کے بچھانے سوں کی عار کرتا[2]
ارے من توں کی عشق[3] دلدار کرتا
زری کے وتان بہین سنگار کرتا

ارے من یو دھن مال پر نا اکڑنا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

ارے من بڑے پن[4] بھو کی[4] بھولتا رے
اپس کو اپی دیکھ کی بھولتا[5] رے
سکھا رے ڈولا رے میں کی جھولتا[6] رے
چپ جا کو ہودہی کی مولتا[7] رے

ارے من یو دھن مال پر نا اکڑنا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

---

۱ ۔ ب ۔ بسرنا
۲ ۔ د ۔ زمین پر توں سونے سے کیوں عار کرتا
۳ ۔ ا ۔ گلزار
٤ ۔ ا ۔ یہ دنیا ہو
۵ ۔ د ۔ بھولتا رہے
٦ ۔ ا ۔ سکھ آنندی ڈولوں میں کی جھولتا رہے
۷ ۔ ا ۔ چپ چڑ کو ہودے میں کی بیٹھتا رہے

Marfat.com

ارے من توں بن دود کھاتا نہیں[1] ہے
اکیلا اندھیارے میں جاتا نہیں ہے
زمین کا تجھے سیج بھاتا نہیں ہے
بجز چکسا اوپٹن نہاتا نہیں ہے

ارے من یو دھن مال ہر ناکرنا
ہے آخر تجھے کل کوں ماٹی میں گڑنا

ارے من تیری[2] دیکھ کر نوجوانی
نکو چل عبث کر کو چھاتی او تانی
چیرا سر اوپر باندھ کر زعفرانی
بنا کر ایس شکل دائم سوہانی[3]

ارے من یو دھن مال ہر نا اکرنا
ہے آخر تجھے کل کوں ماٹی میں گڑنا[4]

ارے من نہ باقی ہے تیرا نہ گھوڑا
نکو پھول جب دیکھ کر زر کا جوڑا
ارے کل کوں پڑے گا تجھ تن میں کوڑا[5]
نکو ہو تو کوتوال قاضی کا ڈر[6]

ارے من تو دھن مال ہر نا کرنا
ہے آخر تجھے کل کوں ماٹی میں گڑنا

---

۱ - ا - ارے من یہ کھاسو کہا کھاتا نہیں ہے ۲ - ب - دیکھ تیری
۳ - ج - بنا طور ایسا تو دائم سوہانی
د - بنا کر ایس شکل دائم سوہانی
۴ - د - یہ ماٹی کی تن کون ہے ماٹی میں گڑنا
۵ - ب - یہ کلکوت آخر کون پڑے گا کوڑا
۶ - ا - کوتوال قاضی کا ڈر

Marfat.com

ارے من تر اب ہوے گا جب ترا تن
نہ رہ سی تیرے پاس کچھ مال ہور دھن
گلے باندھ زنار ہو رہ برھمن
او داسی بھنور ہوکے پھر توں بنے[1] بن

ارے من تو دھن مال پر نہ اکڑنا
ہے آخر تجے کل کوں ماٹی میں گڑنا

ہمن خاک آدم کلا جگ میں آئے
چھپے روپ کوں ہم نے پرگٹ دکھائے
کہیں نر کہیں خوب ناری کلائے
کہیں گرو کہیں داس کا بھیس لائے

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

کہیں دیو ہیں اور کہیں ہم پجاری
کہیں نت اوپاسی کہیں دودھ دھاری
کہیں بادشاہ ہور کہیں ہم بھکاری
کہیں ہم سپاہی کہیں ہفت ہزاری

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

---

۱ ۔ ا ۔ کہیں ڈھونڈ پا جا نرنجن کا درشن

Marfat.com

کہیں کر مریداں دیکھا ہیں پیری
کہیں اپے کو پھرتے ہیں حال فقیری
کہیں مال دار ہو جتاتے امیری
کہیں بادشاہاں کی کرتے وزیری

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

ہمیں آسماں ہور چندر ستارے[1]
ہمارے نظارے بدل ہم سنوارے
الست ہور قالو بلیٰ ہم پکارے
جہاں ہم اتھے واں نہ تھا کوئی دوجا رے[2]

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

کہیں ہوکے معشوق کرتے ہیں کھٹ کھٹ
کہیں پاک عاشق کہلاتے ہیں پرکٹ
کہیں ناز محبوب کہیں حلقہ لٹ
کہیں جوگی جنگم سنیاسی کہیں مت

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

---

۱ ۔ ج ۔ زمین آسمان ہور چند ستارے
۲ ۔ د ۔ جہاں ہم اتھے واں نہیں تھے دوجا رے
۳ ۔ ا ۔ ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

Marfat.com

کہیں کرشن اوتار کہیں رام لچھمن
کہیں بھیم ارجن کہیں ہم برہمن
کہیں گل کہیں مُل کہیں سرو گلشن
کہیں حسن دلبر کہیں ہم ہیں درپن

ہمن ہم کون ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کون ہم دیکھ ہم کون گنوائے

کہیں شاد مانی سوں ہیں شاد شادان
کہیں غم سوں کرتے ہیں فریاد نالاں
کہیں بسمل تیر مژگاں خوباں[1]
کہیں کافر بد کہیں ہیں مسلماں[2]

ہمن ہم کون ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کون ہم دیکھ ہم کون گنوائے

کہیں زاہد خشک کہیں خلوتی صاف
کہیں سادہ لوح ہور کہیں مرد حراف
کہیں شہر آباد کہیں دشت کوہ قاف
کہیں جوہری اور کہیں ہم ہیں صراف

ہمن ہم کون ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کون ہم دیکھ ہم کون گنوائے

---

۱ ۔ ب ۔ کہیں بسمل شوخی خوب رویان
۲ ۔ کہیں کفریت ہیں کہیں ہم مسلمان

Marfat.com

کہیں مست مدہوش[1] سرشار ہیں ہم
کہیں من عرف دان خبردار ہیں ہم[2]
کہیں سالک راہ ہوشیار ہیں ہم
کہیں بے خبر محو[3] دیدار ہیں ہم

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

کہیں ہم ہیں طالب کہیں ہم ہیں مطلوب[4]
کہیں ہم ہیں سالک کہیں ہم ہیں مجذوب
کہیں ہم ہیں غالب کہیں ہم ہیں مغلوب
کہیں ہم ہیں عاشق کہیں ہم ہیں معشوق

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کو ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

کہیں دار چڑھ کر تو کہتے انا الحق
کہیں بزم خوباں میں ہیں پاک عاشق
کہیں اپے کو بھرتے ہیں اطوار احمق
کہیں فیل مست و کہیں اسپ ابلق

ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کو ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

۱ - ب - بے ہوش
۲ - ب - کہیں عشق خوباں میں [illegible] ہیں ہم
۳ - ج - محو دیدار
۴ - ج - کہیں ہم [illegible]

Marfat.com

کہیں عشق خوباں کے پیچھے خراب ہیں
کہیں بزم مستاں کے مست شراب ہیں
کہیں پاک زاہد فضیلت مآب ہیں
کہیں سر برہنہ گدا بے حجاب ہیں
ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کو ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

اگر رام داس ہور کیسو داس ہوتے
ہمارا یہو دکھ درد وو سن کو روتے[1]
تراب میں تراب ہوکے سُد بدھ گنواتے
یہہ بھولے پنے پر مشکل دل گنواتے[2]
ہمن ہم کوں ہم دیکھنے جگ میں آئے
ہمن ہم کوں ہم دیکھ ہم کوں گنوائے

جسے غیر کا کچ تفہم نہیں ہے
جدائی کا اس کوں تو کچھ غم نہیں ہے
جو تر اشک غم سیتی مردم نہیں ہے[3]
اسے درد کا پھر ترحم نہیں ہے[4]
جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

---

۱ - د - ہمارا دکھ و درد اس کو سناتے
۲ - ج - اس بول میں بن مشکل دل سوں د ہوتے
۳ - ب - جسے اب دنیا کا تو ہم نہیں ہے
۴ - ج - محبت میں ثابت نیر ادم نہیں ہے

Marfat.com

کہیں زاہد خشک ہیں ہم ہماری
کہیں سرگشتہ ہیں در عشق بازی
کہیں دل کو طفلان میں کرتے ہیں بازی
کہیں ہم کہلاتے اہیں شاہ غازی

جہاں یک بنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

کہیں ہو کے قاضی تو کھاتے ہیں رشوت
کہیں نام رشوت پہ کرتے ہیں لعنت
کہیں ہو کے زاہد تو کرتے عبادت
کہیں عاشقی کا اوچاتے ہیں شہرت

جہاں یک بنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

کہیں ہم نبات و کہیں ہم ہیں حیوان
کہیں ناطقے سوں کہلاتے ہیں انسان
کہیں ہم بہار و کہیں فصل ریحان
کہیں ہم زمستان کہیں ہم ہیں سرطان

جہاں یک بنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

Marfat.com

ملیا جس کے تئیں جگ منے شیخ کامل
ہوا شیخ کامل سوں اُو مل کو واصل
کیا صاف تیرا سجن جان من[1] دل
نکل جا کو مئی پن دسیا شمع محفل

جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

اے میں توں کا جھگڑا سدا کا سمٹنا
نزدک صحن وحدت میں سیدا رپٹنا
ولی صاف کے بیچ رکھنا کپٹ نا
پلنگ نفس سرکش سوں دن رین لڑنا[2]

جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

دیکھو قلب مومن کا گھر ہے خدا کا
جھلکتا ہے واں نور انور خدا[3] کا
وہی نور انور ہے زیور خدا کا
دسے او چہ زیور پیمبر خدا کا

جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

۱ ۔ ب ۔ کیا صاف وسجل ترا جان من دل
۲ ۔ ب ۔ رہنا
۳ ۔ د ۔ جھپتا

Marfat.com

اول ہور آخر دو نقطہ مقابل
ولایت نبوت کا مقصود حاصل
کہا دل آپس کا وو ہی شمع[1] محفل
وو کامل وو عاقل وو فاضل وو واصل
جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

تراب میں تراب ہوکے سدھ بدھ بسارو
آپس دل کوں مرشد کے قدماں پو وارو
ہمارا تمارا نکو چپ بچارا
یہ میں توں کا جھگڑا نکو چپ[2] چارو
جہاں یک پنا واں تو ہم تم نہیں ہے
دوی کا کا تو ہرگز تکلم نہیں ہے

یہ جو پنچ بھوت کا کیا ہے کوئی بھروسا
گھڑی میں تہ تولہ گھڑی[3] میں تو ماسا
لگانا گرو کے چرن ستی آسا
نہ رہ تو اوپاسا نہ رہ تو اوداسا[4]
ارے من اوسے کیا ہے دنیا ... ہے
لیا بات میں ... کا جن

۱ - ج - کیا دل اپس کا چوں شمع محفل
۲ - ب - نکو رہے نکو من میں جھگڑے بچارو
-- - ج - سخن بوجھ تحقیق دل میں بچارو
۳ ج - اپس کے گرو کا تو رکھ من میں آسا
۴ - ... سدا اس دنا سیق بھر نہ اوداسا

امیراں سوں بہتر فقیراں کلاتے
سمج فرش مخمل مکمبر بچھاتے
منگا کوئی کھاتے کوئی مانگ کھاتے
ہوکر خاک میں خاک شاہی جتاتے

ارے من اُوسے کیا ہے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

جو باندیا لنگوٹا لگا خاک تن کن
دیا چھوڑ اک بار حب الوطن کوں
جلا عشق کی بات میں مال و دھن کوں[1]
رکھے کاس[2] نہ پاس ہرگز کفن کوں

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا آسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

اوڑھیں گودڑی ہور بچھاویں مکمبر
رکھے فخر دائم تو شاہان کے اوپر
لگا کر لنگوٹا کلاتے قلندر
گدا مانگ کھاتے ہیں ٹکڑے گھرے گھر

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا آسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

---

۱ - ج - جلا عشق کی بات سے مال دھن کوں
۲ - ا - دام

Marfat.com

فقیری میں کیا فکر دزکار ہے رے
ہمیشہ تیرا گرم بازار ہے رے
وو رزاق مطلق خریدار ہے رے
ہر اک جا پو ہادی[1] سا اونار ہے رے

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

نہ کس کے بھلے بھولنے کی خوش حالی
نہ پرواہ تحسین نا درد گالی
نہ چاہیں گرم لحاف نہ نرم نہالی
نہ دل میں زرا کچ غم قحط سالی

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

ہزاروں سوں پیوند کی گودڑی کر
رکھے نام اس کا گدا داق بستر
سمجھتے ہیں اس کوں بڑا کسوت[2] زر
نہ کس ٹھگ کا وسواس نہ چور کا ڈر

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسا
لیا بات میں بھیک کا جن نے کاسا

۱ ۔ ج ۔ ہر ایک بار بادی مددگار ہے رہے
۲ ۔ د ۔ بہ از

Marfat.com

گدا کاسۂ بھک جس وقت چڑھاویں
مٹے پرتگال نہ خاطر میں لاویں
بچھا کر مرگ[1] چھال شہنشاہ کلاویں
وو تکیہ نشین کہیں نہ آویں نہ جاویں

ارے من اُسے کیا ہے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

کرم سوں گدا جس کا ہاتھ پکڑتے
بسر مفلسی تخت شاہی او چڑھتے
گدا کس سوں ہر گز نہ لڑتے جھگڑتے
نہ دنیا کی دولت کوں دیکھت اکڑتے

ارے من اُسے کیا ھے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

جو دنیا میں ثابت[2] محب علی ھے
سدا اس کے حق میں فقیری بھلی ھے
گدائی کریں ہور کلا دین ولی ھے
اُسے جگ کی رسوائی میں کاملی ھے

ارے من اُسے کیا ھے دنیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

---

۱ - أ - مکمبر
۲ - ج - جو کوئی دل میں

Marfat.com

دیا آج سو اوچہ پھر دیوے گا کل
نکو ہو تو چپ کال کے دھا کون سون بیکل
سمج کر سدا[1] بوریا فرش مخمل
تراب کا سخن جان ہر دم تو افضل[2]
ارے من اُسے کیا ھے دیا کا جھانسا
لیا ہات میں بھیک کا جن نے کاسا

کہیں بلبل زار کہیں سرو گلشن
کہیں نقش پا ہور کہیں من ہرن دھن
کہیں او محقق کہیں او برہمن
کہیں لیلۃ القدر کہیں روز[3] روشن
الک او ہر آکار نرگن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا حس کی سمرن

ابے سب[4] میں او سب سوں دستا نرالا
اندھیارے میں کرتا ہمیشہ او اُجالا
ہری نام[5] صاحب جمالہ جلالہ
نا او سبز نا زرد نا سرخ کالا
الک او ہر آکار نرگن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا حس کی سمرن

١ - ب - گدا
٢ - ل - تراب کا سخن یہ سدا جان افضل
— تراب کا کہا جان ہر دم تو افضل [illegible]
٣ - ب شمع روشن
٤ - ج [illegible]
٥ - د - نام

Marfat.com

جدا سب سوں ہوکر او سب میں بھر یا ہے
حیات ابد کا جو پیالہ[1] پیا ہے
یو پر پنچ پنچ بہوت فانی سرا ہے
یہ سب کھل اوس نے ہی جگ میں کیا[2] ہے

الک اُو نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

بندو دھیان سوں دھن اُو پرماتما کا
ہور سمرن اہے نام پرماتما[3] کا
سری رام ہے نام پرماتما کا
کرے بھاسکر دھیان پرماتما کا

الک او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جیتو سدا جس کی سمرن

ہے پرجاپتی ہور رنجن کا داتا
داتا ابجو یوی سویم ہو کلاتا
پیمبر کا پیغام لاتا لے جاتا
اُو پرمیشور شیش شانی ہے داتا

الک او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو ' سدا جس کی سمرن

---

۱ - ب - امرت چڑھا ہے
۲ - ج - یہ سب کھیل اس کا چہ سارا کھڑا ہے
۳ - ج - وہی پاسکا ہے گھر آتما کا

Marfat.com

دیا روپ، رس، گند، سبد، اسپرس اُو
سونا کردے آہن کو پل میں پارس اُو
دیا ونت داتار سب سے سرس اُو
جزا ہور سزا دیوے گا سب کو رب اُو

الکھ او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

شیشی ہور دیوا کر مہابل بنایا
آپی سب سوں نیارا ہو سب میں سمایا
نہ کس سوں جنا او نہ کس کا ہے جایا
وہی لم یلد و لم یولد کہہ منایا

الکھ او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

نہ او کس کا بابا نہ ہی اس کے جائے
نہیں اس کی جات جایتاں کیوں بتائے
ولے بھید یہ ست گرو بن نہ پائے
صحیح اس کوں پایا اُست ہو تو سہائے

الکھ او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

Marfat.com

ہے اقلیم چہارم کا راجہ دیوا کر
کر اقلیم اول کا سلطان چندر[1]
دیا ربع مسکوں کے تئیں زیب لشکر
اپی سب سوں نیارا ہے کس دھات[2] لشکر
الکھ او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

جدای سوں کیوں عبد و رب میں سمجھنا
او سے ہم ہری ہر سبب میں سمجھنا
بلاد یمن ہور عرب میں سمجھنا
نہیں کس میں ہے ہور کس میں سمجھنا
الکھ او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

نراب کے رہو سنگ[3] اے رام داتا
دیو چت کوں وصلت سو آرام داتا
ہو ست گرو حسینی دل آرام داتا
ہے جس دھن کا دھن مج کوں بسرام[4] داتا
الکھ او نرآکار نرگُن نرنجن
کرے جیو جنتو سدا جس کی سمرن

---

۱ ۔ ا ۔ حیدر
۲ ۔ د ۔ ابی سب سوں یارا گرو بات لشکر
۳ ۔ ب ۔ ساتھ
٤ ۔ ب ۔ سنگرام

Marfat.com

ڈٹا صحن وحدت میں اے یار گھوڑا
اے دار الفنا[1] سیتی مہمیز موڑا
ابے احدیت کی طرف دل کو جوڑا
بت کفر کوں مار یک پل میں توڑا

پرم پیارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

مہا پرُس گیانی قلندر کہلاویں
ایکر ہاڈ کا شنکھ مکھ میں بجاویں
بچی ہے سو دریا کے پانی میں نہاویں
سو کنّیں ماس پُر باس ہرگز نہ[2] کھاویں

پرم پیارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

نہ صوم صلوٰۃ کر کسی کو دکھاوں
نہ جھوٹی عبادت کی شیخی جتاوں
نہ کس دل دکھا کر میں دانا کہلاوں
نہ کس گھر نمازی کہلا کر[3] ڈراوں

پرم پیارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

---

۱ - ا - ای دار فنا سے جدا منہ کو موڑا
۲ - ج - گندی باس کا ماس ہرگز نہ کھاوے
۳ - ا - نمازی ہوں کر میں کس گھر ...

نہ دیول کا ہرگز پجاری کہلاؤں
نہ منج من کوں منٹے توں[1] کے جھگڑے میں بہاؤں
نہ جوگی ہوکر خاک تن کوں لگاؤں
نہ کاسی کو جاؤں نہ گنگا نہاؤں

برم پارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کون چھوڑا

مجے کام کیا دیو دیول ستی[2] اب
دسیا دیو دیول مرے تن منے اب
رہا نہیں یکایک جدا عبد ہور رب
دیکھت مج کوں عالم تو کہتا اہے[4] سب

برم پارا زنار جس وقت توڑا
اُسی[ع] وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

جلا[5] تن کوں اپنے بھیا ہوں سنیاسی
وطن چھوڑ پھرتا ہوں دائم اداسی
نہ کعبہ گیا ہوں نہ گیا ہوں کاسی
نہ حاجی ہوا پہن جبہ لباسی

برم پارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

---

١ ۔ د ۔ منی پن
٢ ۔ ا ۔ تجے کام کیا دیر مسجد ستی اب
٣ ۔ ا ۔ دسیا دیو دیول تیرے تن منے سب
٤ ۔ ا ۔ ہے جب تب
٥ ۔ ا ۔ دل کو

Marfat.com

تراب کا کوئی بھید پاتا نہیں ہے
وو میں توں کے جھگڑے میں جاتا نہیں ہے
اپس کوں تو کس سوں ملاتا نہیں ہے
بڑا پاک زاہد کہلاتا نہیں ہے

پرم بارا زنار جس وقت توڑا
اُسی وقت تسبیح مصلیٰ کوں چھوڑا

نہیں کچ اتھا جب اُجالا اندھیارا
ہمن تب کئے تھے او پرکاش سارا
دیکھو ترکٹی محل سنگھم سنوارا
دسیا پنچ بھوتان کا سارا پسارا[1]

گگن محل میں جان سے الاحد پکارا
وہاں شنکھ کہتا ہے کاں ہے تمارا

یہاں بردباری تو سارے جتاتے
کوئی جیین مت کوئی بدھ مت کہلاتے[2]
بدھ سامت کہلا کوئی بیری جگاتے[3]
پڑھیں وید ہور بھید کچھ نہیں بتاتے

گگن محل میں جان سے الاحد پکارا
وہاں شنکھ کہتا ہے کاں ہے تمارا

۱ ۔ ج ۔ دسا اس میں پنچ بھوت کا سب بسارا
۲ ۔ د ۔ جمع مال دھن کرکے تاجر کہلاتے
۳ ۔ د ۔ بنا مشغلہ کوئی بیری جتاتے

Marfat.com

لگا کر اڑا تیڑا سیندور دو دھاری
کلاتے ہیں کیتے برہمن اچاری
لیکر بھیڑ میں ہیں نکالتے سواری
بھکاری ہوکر چپ بجاتے دوتاری
گگن محل میں جان سے الاحد پکارا
وہاں شنکھ کہتا ہے کاں ہے تمارا[1]

بسر انگ اپنا پھریں باندھ دھوتر
اے کیسے نکالے ہو جھوٹے دواکشر
بتاؤ مجھے کوئی اے بھید آکر
پھروں باندھ دھوتر بجا شنکھ گھر گھر
گگن محل میں جان سے الاحد پکارا
وہاں شنکھ کہتا ہے کاں ہے[2] تمارا

ارے او برہمن میرے پاس آؤ
تماری تو بوتی کی جھڑتی بتاؤ
اپس کی تو بنکنٹھ میں مج کوں[3] ملاؤ
بھی او بات کیا ہے سو جلدی[4] بتاؤ
گگن محل میں جان سے الاحد پکارا
وہاں شنکھ کہتا ہے کاں ہے تمارا

---

۱ - یہ بند صرف جامع مسجد بمبئی کے مخطوطہ میں تحریر کیا ہوا ملتا ھے
۲ - یہ بند صرف مخطوطہ و میں ھے
۳ - ا - تمہاری حقیقت تو ساری سناو
٤ - ا - تم ہی تو میری بات کو ڈھونڈ پاو

Marfat.com

تراب نے نہیں جھوٹ یہ بات بوجھا
مہادیو ہور رام میں نہیں ہے دوجا
اپس کا اپی آپ کرتا ہے پوجا
پوچھو رام داس ہور کیسوداس سوں جا
گگن محل میں جان سے الاحد پکارا
وہاں شنکھ کہتا ہے کاں ہے تمہارا

((۔ ۲ ۔))

سوال طالب

★

یہی فکر رہتی ھے ہر روز ہر شب
مرے دل کے درمیان از بس کہ اغلب
گیا ہوش ہور گوش اپنا اسے سب
مرے سوں کہو سمجھہ اے تراب اب
گرو جی کہو رام جی کان اتھے تب
نہ تھا کچھ یو منڈان ہر بیچ کا جب

نہ آکاس نا تیج نہ پرتھوی جل
نہ تھا سور چندر برہس پت نہ منگل
نہ شکر ششی بدھ نہ وایو نہ بادل
نا پاتال دوکھنڈ نا ذوبگا احل
گرو جی کہو رام جی کان اتھے تب
نہ تھا کچھ یو منڈان ہر بیچ کا جب

۲ ۔ یہ بند صرف مخطوطہ [illegible] میں ہے

Marfat.com

نہ وشنو مہیش ہور نہ برہما نا اندر
نہ بھیس لوگ سب یوگ سورگ و پیتمبر
نہ آکار نہ اوکار نا ارد ماتر
نہ برہما نا اندر نا مہیشو سروتر

گرو جی کہو رام جی کاں اتھے تب
نہ تھا کچھ یو منڈان پر پنچ کا جب

نہ کند تھا نا رس تھا نہ تھا اسپرس سبد
نہ تھا روپ رس ہور نہ جہد نا عہد
نہ چھایا نہ مایا نہ تھا نیک نا بد
نہ تھا جن نا انس نہ دیو نہ دد

گرو جی کہو رام جی کاں اتھے جب
نہ تھا کچھ یو منڈان پر پنچ کا جب

نیستی نا جاگرت نہ تو سپن تھا
نہ سنکلپ نہ کلپ و نا اسپھرن تھا
جنم کا چکر تھا نہ آواگوان تھا
نا ششٹی ذرا تھا نہ کوئی مرن تھا

گرو جی کہو رام جی کاں اتھے جب
نہ تھا کچھ یو منڈان پر پنچ کا جب

Marfat.com

جواب

اگرچہ تفکر میں توں ہے گرفتار
یو سن داس سیوک مرے سوں تو گفتار
اشارے میں کہتا ہوں تجکوں سخن چار
او سی میں سمج لے مفصل کوں تکرار

اتھے رام جی تو نرآکار نردھار
ہوا کُن سوں سن اے بچھ سارا بستار

یوں منڈان دستا سو پیدا نہ تھا جب
زمین آسمان کچ ہویدا نہ تھا جب
بھی کوئی حسن دلبر کا شیدا نہ تھا جب
نہ تھا ارد ہور کوئی پیدا نہ تھا جب

اتھے رام جی تو نرآکار نردھار
ہوا کن سوں سن اے بچھ سارا بستارا

سوال طالب

گرو جی او شیونیہ کیوں اتھا سو بتاؤ
نرآکار نردھار نرگُن تماؤ
بجھے نیر امرت جھڑی کا پلاؤ
لیجا آسمان کے تو نند کاندھے چڑاؤ

مولا دھار کی راہ سیدھی لے جاؤ
سو دیش تھان لے دیوتا سوں ملاؤ

Marfat.com

جواب

او سن یوں تھا جیون که نقطه قلم میں
بنا بات سوں جو اتھا رے عدم میں
ششی ہور دیوا کر اچھیں جیو کے کھم میں
ہمن شیو نیه میں تھے ہور شیو نیه تھا ہم میں
یو پرکاش سارا کیا سو کچھم میں
تیرا پنڈ جون بن گیا ایک دم میں

سوال طالب

گرو جی او سو کچھم کا کچھ بھید پاؤں
تمارے چرن کے تو بلہار جاؤں
میں استوت تمارا تو کاں لگ سراؤں
دیاونت داتا تمارا ہے ناوں
میرے پنڈ کا سب بتا دیو تھاوں
میں تو داس ستگرو کا سانچا کلاؤں

جواب

جو لکھنے میں نقطه نکل بھار آیا
اوہی سو کچھم ارد ماتر کلایا
توں تھا پنڈ میں یوں که ماتا کا جایا
وہاں شونیه یاں سو کچھم نام پایا
ہوا جمع پنچ بھوت کا سارا پسارا
النہکار کا بانک جو پھیر بھایا

Marfat.com

تجاور[1] میں جس روز ہوا آکو داخل
سنیا رام داس کی تو ہوتی ہے کامل[2]
گیا سن خوشی ستی دل کا کنول کھل
جواب اس کا کہنا ہوا شوق کامل[3]

ستو نا مہاراج گنونت عاقل[4]
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

گرو[5] او تو پرتاب سنگھ کے کہلاتے
سدا بامناں کو رسوئی کھلاتے
وو دانا تونت دان سب کوں دلاتے
نہیں من کوں مایا کے جھانسے میں بہلاتے

ستو نا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

میں سمجھا ہوں اون کوں سچے رام اوتار
کہ سب میں اچھے ہور سب سوں نکودار
اہیں او تجاور کے درمیان دلدار
پران ہور پستک میں ہیں بہت ہوشیار

ستو نا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے

۱ - یہ بند صرف مخطوطہ ج [illegible] میں تحریر [illegible]
۲ - ج - داخل
۳ - جواب اس کا کہنا ہوں یا شوق کامل
٤ - ج - چاتر
۵ - یہ بند صرف جامع مسجد بمبئی کے مخطوطہ [illegible]

Marfat.com

ستوبا کا سن نام اس دیس آیا
ولے اب تلک درس اون کا نہ پایا
جواب رام داس کے بچپن کا نہ پایا
بھی کوئی ہور بوجھے گا نہ اس کا مایا

ستوبا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

کہاں رام داس ہور کیسو داس پاؤں
میرا درد و غم سب بیٹھا کر سناؤں
لیجا کر میرے اس بچن کو دکھاؤں
اگر نئیں تو بھیماسوامی پاس جاؤں

ستوبا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

آپس دل سوں مرنے کا جھگڑا بسارو
میرا حال سن کر سکل آہ مارو
اہیں رام داس ہور کیسو داس یارو
یہی جا کے سارے تو بارے پکارو

ستوبا مہاراج گنونت عاقل
تیرے بید کا بھید پانی کرے دل

Marfat.com

سمجھ کر ہندو راج آیا تجاور
سکل جگ کے درمیان دھرم راج سن کر
و لیکن مجھے کوئی بولایا نہیں گھر
سمجھ[1] کر کبیرا سا گیانی قلندر

ستو با مہاراج گنونت عاقل
ترے بید کا بھید پانی کرے دل

بسر گرو دھن مال اوپر مست ماتے
بنا مشغلہ کوئی پیری جتاتے[2]
ذرا بھید اوس کا تو کچھ نئیں بتاتے
سب ہی دیکھو کہتے نہیں بھید پاتے

ستو با مہاراج گنونت عاقل
ترے بید کا بھید پانی کرے دل

سکل[3] ملک کے بیچ مرا ہے پھیرا
برت کا ابے درد مج میں گھنیرا
بچن سن کے دیویں گے جب داد میرا
دیکھو تب کہلاؤں گا میں ان کا چیلا

ستو با مہاراج گنونت عاقل
ترے بید کا بھید پانی

---

۱ ۔ ھ ۔ سمجھ کر کہ اکثر کہ او نئیں قلندر
۲ ۔ ھ جھکانے
۳ ۔ یہ بند صرف مخطوطہ و میں ہے

میا[1] ہور دیا اب کرو اپنا بارے
لے کر رام نام آ نگر میں تمارے
چتر[2] ہوکے کیوں حال مرا بسارے
چلا ہول یوں کاوری کے کنارے

ستو با مہاراج گنونت عاقل
ترے بید کا بھید پانی کرے دل

تراب اس شہر سستی جلدی نکل توں
بہت دن رہیا اب اتا اٹھ کے چل توں
اول سدھ گنوا پھر نکو ہاتھ مل توں
ہوا اس زمانے منے بے بدل توں

ستو با مہاراج گنونت عاقل
ترے بید کا بھید پانی کرے دل

کیا ختم اب من کی پوتی کوں ساری
تراب عاشقی پا کے عاجز بھکاری
حسینی برہمن رہے نام داری
کہا ہے یہ رنگیں سخن یادگاری

ستو با مہاراج گنونت عاقل
ترے بید کا بھید پانی کرے دل

---

۱ ۔ یہ بند بھی صرف مخطوطہ و ہی میں موجود ہے ۔

فرہنگ

Marfat.com

Marfat.com

فرہنگ

پوتی - کتاب

بھی - اور

راکھا - رکھا

سوں - سے

وو - وہ

الک - بھگوان کی یہ ایک صفت کہ وہ دکھائی نہیں دیتا -

نرنجن - بھگوان کا ایک نام - اس کے معنی ظاہر کئے ہیں -

نرآکار - جس کی کوئی خاص شکل و صورت نہ ہو -

نرگن - جو مادی صفات یا گن سے مبرا ہو -

پرمیسری - پرمیشور یا بھگوان

ستی - سے

بہار - باہر

بھایا - لایا

کنیا - کرشن

پرکاش - روشنی - اجالا - نور -

سدا ر - ہمیشہ رہنے والا - غیر فانی

منھدر - مندر

کرشن بھوگ - کرشن سے محبت کرنے والا -

ابھوگی - بھوگی کی ضد

اجوگی - جو جوگی نہ ہو -

ہمن - ہم

دیکھ - دیکھو

کون - کو

لیں - [illegible]

ہور - اور

کھوٹ - [illegible]

پرکھوٹ - [illegible]

Marfat.com

سنگات - ساتھ

کرود - غصہ

کام - محبت

لوپ - حرص

مایا - دنیا جو دھوکا اور سراب ہے

سورات - طمع

سونچ - سے ہی

اتھی - تھی

دسی - دکھائی دی

بسر - بھول

کاسوچی زوپ - کچھوے کی نیند بے حسی - اور غفلت

(یہ مرہٹی ترکیب ہے - مرہٹی میں کچھوے کو کاسو کہتے ہیں اور چی کا مطلب کی ہوتا ہے زوپ کے معنی نیند کے ہوتے ہیں -

یو - یہ

پرپنچ - دنیا - سنسار - بکھیڑا

منے - میں

درس - درشن - جلوہ

جس کنے - جس کے پاس

شیونیہ - عدم - خلاء - کسی چیز کی عدم موجودگی اس کو سنیہ بھی کہتے ہیں -

منڈان - ظاہر ہونا - ظہور میں آنا روپ دکھانا -

کُن - کُن فیکون

برہمانڈ - برہمانڈ کے لفظی معنی برہما کا انڈا یعنی برہما کی تخلیق کے ہیں - اس سے مراد کائینات ہے جو برہما نے بنائی ہے -

ہات - ہاتھ

اودھر - اُدھر

ایدھر - ادھر

اہے - ہے

سٹو - چھوڑو

گگن - آسمان

اہیں - ہیں

گوبند بھوگی - بھگوان کے پریمی

چپ - عبث

لگ - تک

Marfat.com

کلاویں - کہلاویں

کتے - کہتے

اتا - ذرا

اپس - اپنی

بولانے - بلانے

اچپل - شوخ

ہمن ہیچ - ہم ہی کو

ویتا گ - مصیبت - تکلیف

سریجن - محبوب

کی - کیوں

سہاتے - زیب دیتے

کچ - کچھ

رہن ہار - رہنے والا

بورے - بُرے

اوچاتے - اٹھاتے - بناتے

ساتی - ساتھی

پسارا - سامان

نگر - شہر

دوجا - دوسرا

ٹھار - جگہ

سوجا - سوجھا

اپی - خود ہی

بوجا - بوجھا

نہارتا - نہورتا

اوداسی - اُداسی بمعنی غمزدگی

بھنور - بھنور

مجے - مجھے

موئے پر - مرنے کے بعد

ککر - کہہ کر

جیو - جی

ماٹی - مٹی

سکل - سب - سارا - تمام

جال - دھوکا

بھانت - طرح - قسم

گھالنا - ڈالنا

گنونت - اچھی صفات رکھنے والا

چاتر - عقل مند

ترجانا - نجات پانا

دود - دودھ

جن نے - جس نے

Marfat.com

روپا ۔ روپیہ ۔ چاندی

دیکھت ۔ دیکھ کر

بہن ۔ پہن

زرتار ۔ زربن

پتیانہ ۔ اعتماد کرنا

جتر ب ۔ حرص

اکیلا جہ ۔ اکیلا ہی

سگے سودھرے ۔ عزیز و اقارب

مل کو ۔ مل کر

بچھانا ۔ بچھونا

پنچ بہوت ۔ پانچ عناصر یا عناصر
خمسہ یعنی ہوا ۔ پانی
آگ ۔ مٹی ۔ اور روشنی

اوتانا ۔ دیوانہ ۔ نادیدہ

گھابرا ۔ پریشان

نپت ۔ خالص ۔ صرف ۔ بالکل

سمدور ۔ سمندر

جوت ۔ روشنی ۔ نور ۔ جلوہ

اس کاچ ۔ اُس کا ہی

رخن ۔ رخ سے رخن بنالیا ہے
بمعنی چہرہ

نین ۔ آنکھ

سرن ۔ شرن بمعنی پناہ ۔

سکت ۔ زور ۔ طاقت

ست گرو ۔ سچا گرو ۔ رہبر کامل

چرن ۔ قدم

بھانا ۔ ڈالتا

نکو ۔ نہیں

مٹ ۔ گھر ۔ مکان

اوداسا ۔ اُداس ہوکر

آسا ۔ آشا ۔ آرزو

آکاسا ۔ آکاش ۔ آسمان

کاسا ۔ کاسہ ۔ کٹورہ

مہاپرش ۔ عظیم انسان

داسا ۔ داس غلام ۔ شاگرد

ترکٹی ۔ پہاڑ

سورگ ۔ جنت

اپروپ ۔ نایاب ۔ نادر

رام مارگ ۔ رام کا راستہ

Marfat.com

مولادھار چکر - یوگی مانتے ہیں کہ انسانی جسم میں آٹھ مختلف چکر ہیں - مولادھار چکر پہلا چکر ہے جس کا مقام نشتگاہ بتایا جاتا ہے ان آٹھ چکروں کو پران کنڈلی بھی کہتے ہیں - کیونکہ ایک ایک چکر میں ایک ایک پران ہوتی ہے -

اپان - ایک پران کا نام ہے - یوگی کا یہ تصور ہوتا ہے کہ انسانی جسم میں مختلف مقامات پر پانچ پران ہیں -

سمان - سمان بھی ایک پران کا نام ہے - ان پانچ پرانوں کے نام یہ ہیں (۱) پران (۲) سمان (۳) اودان (۴) ویان پران -

ہردے چکر - اس چکر سے مراد ہے جو ہردے یا دل کے قریب واقع ہوتا ہے -

پران - پران بھی پنچ پرانوں کی ایک پران کا نام ہے -

ویان - ویان بھی جیسا کہ بتایا جا چکا ہے ایک پران کا نام ہے -

کنٹھ - حلق -

سوادشٹھان - سوادشٹھان چکر انسانی جسم کا دوسرا چکر ہے جو مولادھار چکر کے بعد آتا ہے -

رجو گن - رجس روحانی خواہشات کو کہتے ہیں اور اس کو پرش آرتھم کہتے ہیں -

برہما - سوادشٹھان چکر سے منسوب ہیں اسی طرح شاستروں کے فلسفے میں ایک ایک چکر ایک ایک دیوتا سے منسوب ہوتا ہے -

ستو گن - ستو گن یا ساتو کی [illegible] ترین روحانی [illegible] کا نام ہے اسے ویدانتہ بھی کہتے ہیں -

ترشنا - جسمانی خواہشات سے مراد ہے -

چمکار - چمک -

جیو جنتو - جاندار مخلوقات -

دلو - آسمان کا گیارھواں برج -

جدی - ایک برج کا نام -

کیوان - ایک بہت اونچے ستارے کا نام - ساتواں آسمان -

برجیس - اس کو مشتری بھی کہتے ہیں - یہ چھٹے آسمان میں ہوتا ہے -

قوس - آسمان کے نویں برج کا نام

حوت - بارہواں برج -

حمل - پہلا برج -

عقرب - آٹھواں برج -

بہرام - پانچویں آسمان پر ایک ستارہ

ثور - دوسرا برج جو بشکل نر گاؤ قرار دیا گیا ہے -

میزان - ایک برج کا نام -

زہرا - ایک ستارہ جو تیسرے آسمان پر ہوتا ہے -

عطارد - دوسرے آسمان کا ایک ستارہ جسے منشی فلک بھی کہتے ہیں -

سنبلہ - آسمان کا چھٹا برج -

جوزا - تیسرا برج آسمانی جو دو ننگے پشت سے جڑواں لڑکوں کی شکل کا قرار دیا گیا ہے -

اسد - آسمان کا ایک برج جسکی شکل شیر کے مشابہ ہوتی ہے -

سرطان - چوتھا برج -

چند - چاند -

اے - یہ -

سنگھاسن - تخت شاہی -

ہری من او پاسی - ہری یعنی بھگوان کے دھیان میں رکھنے والا -

تسبی - تسبیح

منکیاں - منکے

خُد - خود

Marfat.com

دودھ دھاری ۔ صرف دودھ پر زندگی بسر کرنے والا جو گوشت وغیرہ نہ کھائے

اپواسی ۔ برت رکھنے والا ۔

بن ۔ بغیر

مارگ ۔ راستہ

کھٹ پٹ ۔ جھگڑا

پر ۔ پری

ارد مانر ۔ لاہوت

آکار ۔ ناسوت

مکھ ۔ منہ

لگن ۔ محبت ۔ لگاؤ

بچن ۔ بات ۔ قول

سا[illegible] ۔ سلامتی

کاکت ۔ حرص

نیارا ۔ انوکھا

شبد ۔ لفظ ۔ یہاں [illegible] [illegible] ہے

[illegible] ہے

[illegible] ۔ پھنس جانا

[illegible] ۔ کپڑے

پہن ۔ پہن کر

بڑے پن ۔ عظمت

سکھدا رے ۔ سکھ دینے والے

ڈولا رے ۔ جھولا

ہتی ۔ ہاتھی

مولنا ۔ خریدنا

اندھیارے ۔ اندھیرے

[illegible] ۔ [illegible]

کوڑا ۔ [illegible]

کتوال ۔ کوتوال

کروڑا ۔ کروڑوں روپیہ رکھنے والا

رہ سی ۔ [illegible] گا

پرلت ۔ ظاہر

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ ہمیشہ

[illegible] ۔ ایک دم ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

سجن - محبوب

سمٹنا - اٹھا لینا

نزد - نزدیک

رپٹنا - دوڑنا

کپٹ - بغض

بچارو - سوچو

جھانسا - دھوکا

باٹ - راستہ

کاس - کوڑی

ہو - ہر

ہزاران - ہزاروں

مرگ چھال - ہرن کی چھال جو اکثر سنیاسی استعمال کرتے ہیں -

کاملی - کامل ہونا

دھاکون - اندیشوں

دھن - عورت

سمرن - تسبیح

اوجالا - اُجلا

پرماتما - بھگوان

بھاسکر - مشہور سنیاسی گذرے ہیں

پرجاپتی - برہما

رنجن - رنجن کو نارد بھی کہتے ہیں یہ برہما کی تخلیق سمجھی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ برہما کا پیامبر ہے -

ابجویونی - ابج کے معنی کنول کے ہیں - برہما کنول سے پیدا ہوئے تھے -

سویم بھو - جو خود بخود پیدا ہو گیا سلف بارن

شیش شائی - شیش ناگ کو کہتے ہیں اور شائی کے معنی سونے اور آرام کرنے کے ہیں شیش شائی مطلب ناگ پر سونے والے کے ہیں وشنو کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ سانپ پر سوتے تھے -

رس - ذائقہ

گند - شامہ

Marfat.com

شبد - سامعہ

اسپرس - لامسہ

پرس - پارس

دیاونت - مہربان

سرس - بڑا - عظیم

مہابل - طاقتور - بھگوان

جایا - بیٹا

جات - ذات

است - جو ست یا سچ نہ ہو -

ربع مسکون - دنیا کے چاروں کونے

چت - دل

پرم پارا - پرم پرا - روایات

گیانی - عالم

ہاڈ - ہڈی

شنکھ - ایک قسم کی ہڈی جو دریائی
جانور کی ہڈی سے بنائی
جاتی ہے - اس جانور
کو ([illegible]) کہتے ہیں -
شنکھ اکثر فقیر اور سنیاسی
بجاتے ہیں

مچھی - مچھلی

ماس - گوشت

پرباس - بو سے بھری ہوئی - بدبودار

بھیا - ہوا

کاسی - کاشی

کاں - کہاں

اچاریہ - گیانی - ودوان

دوتاری - دو تار والا باجا جیسے
کہ ستار ہوتا ہے

پنکت - جماعت - گروہ

تیج - روشنی

پرتھوی - زمین

جل - پانی

سور[illegible] - [illegible]

برہس پت - [illegible] نام جس [illegible]
[illegible] کا ایک حصہ
[illegible] منسوب [illegible]
ہے

منگل - [illegible]

شکر - ایک [illegible]

شنی - [illegible]

[illegible]

Marfat.com

پاتال - زمین کا نچلا حصہ
تحت الثری
نوکھنڈ - خشکی کا حصہ
ڈونگرا - پہاڑ
یوگ - عہد زمانہ
پیتمبر - پیلے کپڑے پہننے والے
کرشن جی
د د - شیطان
سپتھ - نیستی - عدم
جاگرت شعور
سپن - سپنا - خواب
سنکلپ - تصورات
مکپ - جنم
آواگون - تناسخ
ششٹی - بقا
مرن - فنا
سیوک - خادم
نرنھار - جس کے رہنے کی کوئی جگہ نہ ہو یعنی جو ہر جگہ موجود ہو
نیر - پانی

دیواکر - سورج
اچھین - رہین
پنڈ - جسم
بلہار - قربان
استُوت - تعریف - خوبیاں - صفات
ناؤں - نام
ٹھاؤں - جگہ
سانچا - سچا
ماتا - ماں
اہنکار - انانیت
ہانک - پکار - نعرہ
بستار - وسعت
ہنکار - پکار - آواز
پرماتما - (جو جیو آتما یعنی انسان کا خالق ہے)
تجاور - تنجور - جنوبی ہند کا ایک مشہور مقام
بامنان - برہمن کی جمع
رسوئی - کھانا

Marfat.com

دان - خیرات	گونیرا - گہرا
گنونت - اچھے گن والا	میا - محبت - خلوص
بید - وید	دیا - مہربانی
پستک - کتاب	چتر - ہوشیار
بہوت - بہت	رہیا - رہا
پرت - پریت - محبت	نکو - مت

Marfat.com

MUNSUMJHAWAN

BY

Dr. SYEDA JAFFER

ABUL KALAM AZAD ORIENTAL RESEARCH INSTITUTE.
HYDERABAD-A. P.

2489

Marfat.com